UNIVERSAL LIBRARY
OU-234413
UNIVERSAL LIBRARY

REGISTERED
No. 75

جلد ۸ جزو اول

منتخب لا رپورٹ

مولفہ سرکار بتمامہ و بہ لفظہ

یکم سنہ ۱۸۷۶ع

اسمین اون مقدمات کا ترجمہ ہے کہ جو ہائی کورٹ کلکتہ و بمبئی و ممالک
شمالی و مغربی مین فیصل ہوئے اور جو موجب قانون ۱۸ سنہ ۱۸۷۵ع کے
منتخب ہوکر انگریزی مین چھاپی گئی
یہ ترجمہ اور اسکا مقابلہ اصل سے بکمال احتیاط کیا گیا ہے

باہتمام مولوی خواجہ یوسف علی و منشی محمد امیر الدین مدرسان آگرہ کالج

مطبع آگرہ اخبار مین طبع ہوا
مطبوعہ سنہ ۱۸۷۶ع

قیمت فی جلد عہ - پیشگی سالانہ - للعہ

۱۹۳۶۵

کر دیا جاوے بادشاہ وقت کو حاصل ہے اسیواسطے ہم بعجز تمام جناب ملکہ معظمہ سے التجا کرتے ہین کہ ڈگری اپیل شدہ کو قائم رکہین اور یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کر دینا -

اپیل خارج

ایجنٹ اپیلانٹ مسٹر ولسن صاحب -

ایجنٹ رسپانڈنٹ مسٹر سی برو صاحب بارڈن صاحب -

———۱۵۰۱———

ہائی کورٹ کلکتہ

صیغہ ابتدائی دیوانی

اجلاس مسٹر جسٹس پانٹیفکس

منفصلہ ۲۷ جولائی ۱۸۷۶ع

ہیم چندر **بنام** پران کرسٹو چندر

خلاصہ

حکم نیلام تحویلدار ۔ قرقی جائداد و منسلات مقبوضہ تحویلدار ۔ اجرائے ڈگری ۔ موجب ڈگری ہائی کورٹ مورخہ نومبر ۱۸۷۱ع مصدرہ بجق د م ۔ مقدمہ رہن جو مدعی نے بنام ب س و پ س ۔ دائر کیا تھا حکم صادر ہوا کہ دعوی بنام پ س خارج ہووے اور بقدار زررہن ب س د م ۔ کو دیوے جائداد مرہونہ جزو جسکا کلکتہ مین اور باقی مفصلات مین تھا نیلام کیجاوے اگر کچھہ کمی رہے تو اوسکا ذمہ دار ب س ہے اسی حکم کی بنا پر جائداد واقع کلکتہ نیلام ہوئی اور زرثمن اسقدر نہ وصول ہوا کہ ادائے زر ڈگری مکتفی ہوتا اگست ۱۸۷۳ع د م نے حکم انتقال ڈگری بعدالت مفصل براہ اجرائے ڈگری حاصل کیا ۔ بعد انتقال ڈگری دسمبر ۱۸۷۳ع ب س مرگیا اور اوسکی زوجہ اور ایک پسر متبنی باقی رہے جنکے نام دعوی کیا گیا پھر ڈگری بلا تعمیل واجرائے ہائی کورٹ مین واپس آئی ۔

فروری ۱۸۷۱ع مین پ س دعوی بنام ب س دائر کیا تھا کہ جائداد ر س متوفی کی تقسیم کیجاوے ہائی کورٹ نے ڈگری صادر فرمائی اور حکم امتناعی نافذ کیا کہ ب س جائداد متنازعہ فیہ اور اوسکی آمد وغیرہ مین دست اندازی نکرنے پاوے اور ایک تحویلدار عدالت مقرر ہوا جو قابض جائداد ہوگا اور کوئی فریق مزاحم قبضہ تحویلدار نہوگا ۔ ب س کا استحقاق نسبت نصف حصہ جائداد کے قرار پایا تھا ۔

قرار پایا کہ حسب درخواست د م بعدالت ہائی کورٹ تحویلدار جائداد مقبوضہ بیوہ اور متبنی ب س

متوفی کو نیلام کرے تاکہ باقی زر ڈگری ادا کیجاوے ۔

جایداد مقبوضہ تحویلدار ہائی کورٹ مفصلات مین قرق نہین ہوسکتی ۔

مقدمہ ہذا مین مسمی دینا ناتھ متر نے درخواست گذرانی کہ رسیور یا تحویلدار کو حکم ہو کہ حقیت رائے منی داسی و ہیم چندر نیلام کرین ایک جزو اس جایداد کا کلکتہ مین تھا اور باقی مفصلات مین جو ادائے باقی زر ڈگری کے واسطے کافی ہے اور یہ ڈگری دینا ناتھ متر نے ۲۹ نومبر ۱۸۷۱ع کو حاصل کی تھی اور مقدمہ مین بسوناتھ چندر متوفی مدعا علیہ اور نیز ہیرانکر ستو چندر یہ مقدمہ رہن کا تھا اور شرائط ڈگری مین یہ امر درج تھا کہ دعوی بنام ہیرانکر ستو چندر خارج ہووے اور زر رہن بسوناتھ چندر دیوے اور درخواست عدم ادائے جایداد مرہونہ نیلام ہووے اور اگر نیلام سے کل قرضہ ادا نہووے تو کمی مدعا علیہ بسوناتھ چندر سے وصول کیجاوے گی ۔

مدعی کے قرضہ کی تعداد ذمہ مدعا علیہ ثابت ہوئی اور درخواست عدم ادائے جایداد واقع شہر کلکتہ معرفت شیرف نیلام ہوئی اور اس صورت سے [illegible] وصول ہوئے جو رقم بعد منہائی زر کمیشن مدعی کو دی گئی (یعنی دینا ناتھ متر کو) اگست ۱۸۷۳ع مین دینا ناتھ نے ہائی کورٹ مین درخواست گذرانی کہ انتقال ڈگری بمراد اجرائے بعدالت جج چوبیس پرگنہ ہووے تاکہ باقی روپیہ ڈگری وصول ہو بعد حکم انتقال بسوناتھ دسمبر ۱۸۷۴ع مین مرگیا اور اوسکا متبنی بیٹا ہیم چندر اور بیوہ مسماۃ رائے منی داسی باقی رہگئے جنکے نام دعوی پھر تازہ ہوا ۔ بہرکیف ڈگری بغیر اجرا ہائی کورٹ مین واپس آئی ۔

بموجب ڈگری جو بمقدمہ ہیرانکر ستو چندر بنام بسوناتھ چندر و دیگر کسان بمراد تقسیم ترکہ رام تونو چندر متوفی ۱۳ فروری ۱۸۷۱ع کو صادر ہوئی تھی حکم امتناعی نافذ ہوا تھا کہ بسوناتھ متر جایداد متنازعہ اور اوسکی آمدنی مین دست اندازی نکرے اور تحویلدار عدالت تحویلدار جایداد مذکور مقرر ہوا تھا اور یہ تمام فریق مقدمہ کو حکم ہوا کہ قبضہ تحویلدار مذکور کو

بلا مزاحمت ویدین اور لسبوناتہہ چندر کا حصہ جائداد مذکور مین نصف قرار پایا تھا چونکہ دینانا تہہ کو باقی قرضہ وصول نہین ہوا وہ درخواست کرتاہے کہ جائداد مقبوضہ تحویلدار مین سے حصہ ہیم چندرا ور رلسے منی داسی کا اسقدر زخیز و نیلام ہووے جو اداسے زرباقی کیواسطے کافی ہو۔

مسٹر کنیڈی نے بحث کی کہ ضابطہ مندرجہ ایکٹ ۸ ۱۸۵۹ء مناسب ہے اور صرف وہی ضابطہ پر مقدمہ ہذا کا عملدرآمد ہونا چاہیئے بموجب ایکٹ نمبر ۸ قرقی جائداد ہونی چاہیئے اور تحویلدار کا قابض جائداد ہونا مانع قرقی نہین ہوسکتا درخواست ڈگریدار بابت قرقی نہین ہے اور کوئی صورت ایکٹ نمبر ۸ مین اس بارہ مین بیان نہین کی گئی پس منظوری درخواست نہین دیجاسکتی۔

مسٹر میکری ازطرف ڈگریدار۔ درخواست باضابطہ ہے اور عدالت اسکو منظور کرنے کی مجاز ہے مقدمہ ہذا مین ڈگریدار قرقی جائداد نہین کراسکتا تھا کیونکہ تحویلدار عدالت قابض جائداد تھا بابت سے مقدمات منفصلہ سے ظاہر ہے کہ جب ایسی صورت ہو تو عدالت منفصل حکم قرقی نہین دیسکیتی کیونکہ اسصورت مین توہین عدالت ہذا ہوگی۔

فیصلہ

پانٹیفکس صاحب جسٹس۔ مقدمہ ہذا مین قبل ۱۸۶۸ء دعوی تقسیم ترکہ مسمی رام تونو چندر متوفی دائر تھا اوس مقدمہ مین لسبوناتہہ چندر مدعاعلیہ تھا بموجب ڈگری مقدمہ مسطور مورخہ ۱۳ فروری ۱۸۶۸ء تحویلدار عدالت تحویلدار جائداد متنازعہ مقرر ہوا اور معمولی حکم نفاذ پایا کہ تمام فریق مقدمہ دست اندازی سے بازرہین اور تحویلدار کو بلا مزاحمت قبضہ ویدین اسکے بعد لسبوناتہہ مرگیا اور اسکے قائم مقامان فریق مقدمہ گردانے گئے۔

نظر برین حالات کہ اب تک تحویلدار قابض ہے دینا ناتہہ ڈگریدار بمقدمہ رہن بنام لسبوناتہہ چندر درخواست کرتا ہے کہ ڈگری حصہ لسبوناتہہ چندر بموجب مقدمہ تقسیم ترکہ سے وصول کرائی جاوے

اور اجرا ڈگری بغیر امداد عدالت نہین ہوسکتا کیونکہ جائداد پر تحویلدار قابض ہے اسواسطے اوسکا درخواست کرنا عین ضروری ہے اور جبتک عدالت منظور نکرے ڈگری جاری نہین ہوسکتی ڈگریدار بموجب ایکٹ نمبر ۸ فروخت جائداد بذریعہ عدالت مفصل نہین کرسکتا کیونکہ تحویلدار عدالت ہذا قابض ہے ۔

اسواسطے مین حکم دیتا ہون کہ حصہ لسبوناتھ چیندر مقبوضہ تحویلدار عدالت فرق مقصور ہوکر فروخت کیا جاوے اور بیعنامہ کی نوشت مین قائم مقامان لسبوناتھ چیندر شریک ہووین زر فروخت عدالت مین بانتظار احکام عدالت ہذا جمع رہے ۔

درخواست منظور

اٹرنی سائل - بابو شاما چرن ۔
اٹرنی ہیم چیندر ورا - سنی داسی - مسٹر رمفری ۔

[illegible]

صیغہ اپیل دیوانی

منفصلہ ۲۲ - فروری ۱۸۷۶ء

اجلاس مسٹر جسٹس کیمپ و مسٹر جسٹس بانٹیفکس صاحبان جج

لالہ رامیشر دیال سنگھ مدعی　　بنام　　لالہ لبتن دیال اور ایک کس دیگر (مدعا علیہم)

اپیل عام نمبری ۸۲۵ ۱۸۷۵ء بناراضی ڈگری جج ماتحت ضلع شاہ آباد مصدرہ ۲۶ جون ۱۸۷۴ء

خلاصہ

مقدمہ ہرجانہ مشترک غیر منقسم مالکان - نیلام بحکم افسران مال - ایکٹ ۱۱ ۱۸۵۹ء مشترک اور غیر منقسم علاقجات زمینداری کے ابین مقدمات ہرجانہ دائر نہین ہوسکتے جب ایک یا زیادہ مالک سرکاری محاصل ادا کرنے مین تساہل کرین اور اس غفلت کے باعث کل علاقہ نیلام ہو جاوے ۔

یہہ مقدمہ بمراد وصول ہرجانہ تعدادی مبلغ عہ اسامہ دائر ہوا - مدعی نے لکھوایا کہ مین مالک

چار آنہ حصہ پٹی داری مقرری چند موضعات متعلق محال حاکم پور پرگنہ چوسا ضلع شاہ آباد کا تہا اور نیز یہہ بھی بیان کیا کہ اصلی علاقہ حاکم پور بسبب غفلت میرے حصہ دارون کے اور نہ ادا ہونے حصہ محاصل سرکاری کے نیلام ہوگیا اور کل ۱۶ آنہ موضع مذکور کے دوام کے واسطے بصورت پٹی داری مقرری راجہ بکیسر نے لالہ میوہ لال مشترک مورث فریقین مقدمہ ہذا کو بہ جمع سالانہ تعدادی مبلغ چار سو ایک دیدیا اور بعد وفات مورث مذکور فریقین مقدمہ ہذا درا ثتا و پٹی داری مقرری پر قابض ہوگئے اور حصہ دارون کا دستور رہا کہ اپنا اپنا حصہ بابت محاصل سرکاری بموجب شرح ہمراہ اعلی مالگذار کلکٹر کو دیتے رہے اور بموجب اس انتظام کے مدعی ۴ کا حصہ دیتا تہا اور مدعا علیہ نمبر ا نے بہی ۴ کا حصہ اور مدعا علیہ نمبر ۲ نے ۴ کا حصہ ۲۸ مارچ ۱۸۷۲ء یوم ادائے محاصل سرکاری تہا مدعی نے اپنا حصہ اوس روز ادا کردیا مگر مدعا علیہم اپنے اپنے حصص کے ادا کرنے مین قاصر رہے اسواسطے محال حاکم پور بعلت عدم ادائے محاصل سرکاری بچاس ہزار روپیہ کو نیلام ہوگیا اور کل رقم فاضل بعد منہائی محاصل سرکاری تا ۲۸ مارچ ۱۸۷۲ء اعلی مالک یعنی زمیندار کے قبضہ مین آئی مدعی نے اپنی ۴ کے حصہ کے ہرجانہ کی قیمت مقرر کرکے ہرجانہ کی نالش کی جج ماتحت نے مقدمہ خارج کیا اور مدعی نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا -

مسٹر ٹوائیڈیل اور بابو تارک ناتہہ وتہہ منجانب اپیلانٹ -

مسٹر منڈیز اور بابو واش بہاری گہوس و تارک ناتہہ بالٹ اور کاشی کنت سین منجانب رسپانڈنٹان -

اپیل مین ابتدا ئً رسپانڈنٹان کی طرف سے یہہ عذر پیش کیا گیا کہ مشترک مالکان جائداد غیر منقسم کے مابین دعوی ہرجانہ نہین ہوسکتا کہ جب ایک یا زیادہ مشترک مالکان سرکاری محاصل دینے مین تساہل کرین اور مقدمات اڈوائیٹ آئی نام راجہ اپانڈ سے (۱) اور گنگا پرشاد ساہی

(۱) دیکھو ریپورٹ جلد ۷ نمبر ۲۷ -

بنام مادہو پرشاد ساہی کا حوالہ دیا گیا۔

مسٹر ٹوائیڈیل منجانب اپیلانٹ نے بحث کی کہ الفاظ ضمن دفعہ ۲۳۔ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ء کافی وسیع المعنی ہین کہ جس سے دائر کرنا مقدمہ ہذا کا جائز ہو سکتا ہے۔

فیصلہ عدالت

مسٹر جسٹس کیمپ مقدمہ اڈوائیٹ رائے بنام راجہ پانڈی مین نارمن اور سٹن کار جسٹس صاحبان کی یہہ رائے قرار پائی تھی کہ مقدمہ مشترک مالکان فائدہ غیر منقسم مین بابت ہرجانہ کے دائر نہین ہو سکتا جب اون کی غفلت سے محاصل سرکاری ادا نہوا اور کل جائداد کو نقصان پہونچے اسکے بعد ۱۸۶۵ء مین صدر کورٹ نے اسی قسم کا فیصلہ مقدمہ گنگا پرشاد ساہی بنام مادہو پرشاد ساہی مین نافذ کیا قاعدہ مجوزہ ہر دو فیصلجات مذکور ہماری دانست مین عین مناسب ہے اور نیز موجب دفعہ ۴۰۔ ایکٹ نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء مدعی اپنے حصہ کی حفاظت بذریعہ رجسٹری کرانے مقرری کے کر سکتا تھا اور نیز اوسی قانون کی روسے وہ مجاز تھا کہ اپنے حصہ داران پٹی داری مقرری کے عوض محاصل سرکار ادا کرتا اور کل علاقہ کو نیلام سے محفوظ رکھتا کیفیت عملہ کلکٹری طلب کردہ کلکٹر سے ظاہر ہے کہ جب بنین دیال سنگہ مدعاعلیہ نمبر ا سنے درخواست کی کہ اوسکو اجازت ہو جاوے کہ محاصل سرکاری کا جو ۲۸ ۔ مارچ ۱۸۶۲ء کو واجب الادا تھا ادا کرے اور او سوقت باقی کی تعداد صرف ایکسو روپیہ تھی مدعی کو اس رقم کے ادا کرنے مین کچھہ دقت نہ تھی جس سے کل علاقہ نیلام سے محفوظ ہو جاتا اسواسطے بہ پابندی قاعدہ مجوزہ فیصلجات مذکورہ بالا ہم مدعی کا دعوی خارج کرتے ہین۔

کوئی اور سوال قابل غور نہین کہ آیا مدعاعلیہم اپنا حصہ پلنیکے مستحق ہین یا نہین اس بارہ مین ہر ایک فریق نے علیحدہ علیحدہ اپیل عدالت ہذا مین داخل کیا ہے ہماری دانست مین

(۱) صدر دیوانی عدالت جلد ۳ نمبر ۱۲۴۔

مقدمہ ہذا مین مدعیان کو حصہ دلانا چاہیئے اور ہم اپیل مدعی معہ خرچہ خارج کرتے ہین اور
عدالت ماتحت کی ڈگری مین یہہ ترمیم کرتے ہین کہ ہر ایک مدعا علیہ کو مقدمہ ہذا مین خرچہ ملے –

اپیل خارج

---------- ۱۵ ----------

باجلاس سر رچرڈ گارتہ نائٹ چیف جسٹس و مسٹر جسٹس متر

ہنیسہ داس و یک کس دیگر (مدعیان) بنام کلکٹر و میونسپل کمشنران چھپرا مدعا علیہم

منفصلہ ۲۸ جون سنہ ۱۸۷۶ع

اپیل خاص نمبری ۳۶ بابت سنہ ۱۸۷۵ع بناراضی ڈگری جج ضلع سارن مصدرہ ۶ جنوری سنہ ۱۸۷۵ع جسکی روسے ڈگری منصف چھپرا مورخہ ۵ جنوری سنہ ۱۸۷۴ع منسوخ ہوئی

خلاصہ

بنگال ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۴ع دفعہ ۳۳ – میونسپل کمشنر – اپیل بناراضی لگان – اختیارات عدالت دیوانی – بموجب دفعہ ۳۳ بنگال ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۴ع مقدمہ دائر ہوا کہ لگان مشخصہ میونسپل کمشنران اسجہہ پر کم کیا جاوے کہ کمشنروں نے اپیل کا فیصلہ نامناسب طور پر صادر کیا اور اپنے اختیارات سے بڑھ کر کام کیا اور خلاف ورزی قانون کی – عدالت کی یہہ راے قرار پائی کہ ایسے مقدمات کے سماعت کا اختیار عدالت دیوانی کو حاصل نہین اور فیصلہ کمشنران ناطق ہے –

یہہ مقدمہ اس مراد سے دائر کیا گیا کہ ٹکس چوکیداری مین تخفیف کیجاوے جو زیر بنگال ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۴ع چند مقدمات مملوکہ مدعیان واقعہ محلہ دولت گنج نمبری ۲۷ پرگنہ منگی پر لگایا گیا ہے اور سنہ ۱۸۶۷ع مین اس ٹکیس کی تعداد مالیت ۵ روپیہ سالانہ تھی سنہ ۱۸۷۳ع تک یہی تعداد قائم رہی مگر اس سال مین ۱۱ روپیہ تجویز ہوے اس اثنا مین مکانات کی قیمت مین زیادتی نہین ہوئی اور نہ کوئی اور کسی قسم کی تبدیل ہوئی ہے مدعیان نے میونسپل کمشنرون کے اجلاس مین اپیل داخل کیا اونہون نے ۷ جولائی سنہ ۱۸۷۳ع کو اپیل نامنظور کیا اسپر مدعیان نے

مقدمہ ہذا اجراء تخفیف ٹیکس دائر کیا اور درخواست کی کہ بعد تحقیقات حکم کمشنرون کا منسوخ کیا جاوے اور ڈگری بحق مدعیان صادر ہو۔

مدعاعلیہم عذر کرتے ہین کہ عدالت ہاے دیوانی مجاز نہین ہین کہ فیصلہ میونسپل کمشنران کو منسوخ کرین کیونکہ احکام مصدرہ کمشنران بموجب بنگال ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۴ء دربارہ لگان ٹیکس قطعی ہین اور میونسپل کمشنران قانوناً مختار ہین کہ ٹیکس مکانات مین بعد غور ایزاد کرین یا تخفیف کرین۔

منصف نے فیصلہ دیا کہ دفعات ۲۵ و ۲۶ بنگال ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۴ء یہہ قاعدہ تجویز کرتے ہین کہ سالانہ کرایہ مکانات پر بحساب ۷ ۱/۲ فیصدی ٹیکس لگایا جاوے اور چونکہ کمشنرون نے اسکے خلاف ورزی کی اسواسطے بموجب فیصلہ مقدمہ ہرناتھ چندر راے بنام کمشنران سیرام پور(۱) یہہ قرار پایا کہ عدالت مجاز ہے کہ دست اندازی کرے اور مبلغ [illegible] روپیہ تخفیف کا حکم صادر کیا جو قم سنہ ۱۸۶۳ء ایزاد ہوئی تہی۔ کیونکہ کوئی تبدیل مکانات وغیرہ مین نہین ہوئی اور نہ کوئی وجہ ایزادی ٹیکس بیان کی گئی ہے۔ جج نے اپیل مین یہہ راے ظاہر کی کہ زیر دفعہ ۳۳ - ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۴ء عدالت مجاز نہین کہ سماعت مقدمات ازین قبیل کے کرے اسواسطے ڈگری مصدرہ منصف منسوخ ہوئی۔

اس فیصلہ کا اپیل ہائی کورٹ مین دائر ہوا۔

مسٹر گریگوری منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر انگرام کونسلر سرکاری وکیل و بابو نودہ پرشاد منجانب رسپانڈنٹان۔

فیصلہ عدالت

گارتہ چیف جسٹس کوئی وجہ اس اپیل کے دائر کرنے کی نہ تہی اور میری دانست مین اس بارہ مین کوئی شک نہ تہا۔ زیر دفعہ ۲۶ - بنگال ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۴ء میونسپل کمشنران

(۱) دیکہو ریپورٹ جلد ۱۹ نمبر ۳۰۹۔

مجاز ہین کہ مکانات اور اراضیات پر ٹیکس لگاوین اور بموجب دفعہ ۴۷ تعداد ٹیکس مناسب لحاظ سالانہ آمد مکان کی ہونی چاہیئے ۔

جب آمد مکانات کی تشخیص ہو جاتی ہے تو فہرست طیار ہو جاتی ہے کہ ہر ایک مکان کی آمد کا تخمینہ کیا ہے اور جب ٹیکس مین اول مرتبہ کمی یا زیادتی ہوتی ہے، تو قابض مکان کو اطلاع دیجاتی ہے اور بموجب دفعہ ۳۲ - اپیل باجلاس ۳ میونسپل کمشنران پیش ہوتا ہے جب جب اپیل بناراضی لگان ٹیکس نہ گذرے تو ٹیکس قطعی متصور ہوتا ہے، اور بر طبق درخواست گذرنے اپیل کے حکم کمشنران ناطق ہوتا ہے اور صاف مندرج ہے کہ کوئی صورت نالشی کے واسطے ایکٹ مین نہین اور بصراحت مندرج ہے کہ کوئی شخص مجاز نہین ہے، کہ خلاف ضابطہ مندرجہ قانون مذکور عمل کرے ۔

مقدمہ ہذا مین مدعی اوس بحث کو تازہ کرتا ہے جو اپیل مین باجلاس میونسپل کمشنران طے ہو چکی اور مدعی بیان کرتا ہے کہ میونسپل کمشنرون نے خلاف ورزی ایکٹ مجریہ کے اور اپنے اختیارات کے باہر عمل درآمد کیا بالفرض اگر ایسا ہی ہوا تاہم عدالت دیوانی مجاز دست اندازی نہین ہے اور ان معاملات مین کمشنرون پر نالش دیوانی مین ہو سکتی ہے مگر نہ ایسے معاملہ مین اونکا فیصلہ مقدمہ ہذا ناطق ہے اپیل معہ خرچہ خارج ہووے

اپیل خارج

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس مارکبای

منفصلہ یکم جون ۷۶ء

ملر بنام ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال

خلاصہ

دفعات ۴۴ و ۴۵ ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء زوجہ اور شوہر - فریقین جنکا اصل مسکن (ڈامیسائل) انگلستان ہو اور نکاح ہندوستان مین انعقاد پاوے - وراثت جائداد منقولہ -

ہ م رعیت برطانیہ کا اصلی مسکن انگلینڈ تہا اور اوس نے نکاح بمقام کلکتہ اپریل سنہ ۱۸۶۶ء مین ایک بیوہ مسماۃ س سے کیا جسکا اصلی مسکن بوقت نکاح انگلینڈ تہا - س - بعد نکاح ہمراہ ہ م مستحق جائداد منقولہ اپنے دو بیٹون کے ہوئی جو اوسکے پہلے خاوند سے تہے اور اب لاولد مرگئے تہے اس جائداد کو نہ س نے اپنی زندگی مین حاصل کیا اور نہ قابض ہوئی - س سنہ ۱۸۷۲ء مین مرگئی اور سوائے اوسکے خاوند کے اور باقی نرہا - مارچ سنہ ۱۸۷۲ء مین ہ م نے درخواست عدالت دیوالیہ مین گذرانی اور کل جائداد اوسکے تحویلدار عدالت کے قبضہ مین آئی - اپریل سنہ ۱۸۷۵ء مین برضامندی ہ م لیٹرس آف ایڈمنسٹریشن درباب جائداد س - ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال کو عطا ہوئے اوس نے اوس جائداد کو حاصل کیا جسکی مستحق س بابت حصون اپنے لاولد لڑکون کے تہی - مقدمہ خاص زیر فصل نمبر ۷ - ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ء عدالت نے یہہ رائے ظاہر کی کہ چونکہ فریق کا اصلی مسکن انگلینڈ ہے اسواسطے قانون مجریہ انگلستان پر عملدرآمد ہو اور اسی بناء پر تحویلدار عدالت جو تحویلدار ہ م ہے تحویلدار اون حصون کا ٹہرایا جاوے جو ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال کے قبضہ مین ہین -

دفعہ نمبر ۴ قانون وراثت ہند متعلق ایسے اشخاص کے نہین ہے جنکا اصلی مسکن انگلینڈ ہو -

یہہ خاص مقدمہ براد استصواب رائے عدالت ہذا زیر فصل نمبر ۷ - ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ء مین موصول ہوا اس بارہ مین سرکاری تحویلدار اور تحویلدار جائداد مسمی ہوورڈ مارک متعلق ایسے تہے اور ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال کی بہی یہی رائے تہی جو نمبر ۱ مدعاعلیہ تہا اور ہوورڈ مارک دیوالیہ مدعی تہا - واقعات مقدمہ حسب ذیل ہین -

۷ - اپریل سنہ ۱۸۶۶ء کو مذکورہ بالا ہوورڈ مارک نے جو رعیت برطانیہ ہے اور جسکا اصلی مسکن انگلینڈ ہے کیرولین اگسٹا سے شادی کی جو بیوہ مسمی ڈبلیو لی بارو متوفی کی تہی - نکاح مذکور شہر کلکتہ مین منعقد ہوا - کیرولین اگسٹا کا مسکن قبل نکاح مذکورہ بالا انگلینڈ تہا

اور نہ ہندوستان اور یہہ صورت اوسکے مرگ تک قائم رہی - کیرولین اگسٹا مارک ۲۰ ستمبر ۱۸۷۲ء کو بنگال مین مرگئی اور کوئی وصیت نامہ نہین چہوڑا اوسکا کوئی وارث نسبی باقی نرہا صرف شوہر مسمی ہوورڈ مارک باقی رہا - اس شخص مسمی ہوورڈ مارک نے دوم مارچ ۱۸۷۴ء کو درخواست دیوالیہ کلکتہ مین گذرانی اور اسکی کل جائداد سرکاری تحویلدار کے قبضہ مین آئی - ہوورڈ مارک ۲۸ فروری ۱۸۷۵ء کو مرگیا - کیرولین اگسٹا مارک قبل نکاح ثانی اور وفات خود اپنے ہر دو بیٹون مسمیان ڈبلیو - بی ہاروی اور ڈی ہاروی کے مرنے پر اونکی جائداد کے وارث ہوئے اس بیوہ نے اپنے حین حیات اپنے لڑکون کی جائداد کو نہ تو اپنے قبضہ مین کیا اور نہ کچہہ وصول کیا اور نہ ہوورڈ مارک نے ایسا کیا بلکہ ایڈمنسٹریٹر بنگال نے بموجب لیٹرس آف ایڈمنسٹریشن مذکورہ بالا اوس جائداد کو اپنے قبضہ مین کیا ۱۱ ستمبر ۱۸۷۵ء کو لیٹرس آف ایڈمنسٹریشن درباب انتظام جائداد کیرولین اگسٹا مارک بر ضامندی ہوورڈ مارک ہائیکورٹ سے ایڈمنسٹریٹر بنگال کو عطا ہوئے اور یہہ اب قبضہ ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال مین بحیثیت مدعاعلیہ ہین اور وہی ایڈمنسٹریٹر جنرل اور ایڈمنسٹریٹر جائداد کیرولین اگسٹا مارک کے ہے اور جائداد کی تعداد بابت حصون مذکورہ بالا مبلغ سے بالاالعہ ۱۰۹۵ روپیہ ہے -

سوال مدنظر عدالت یہہ ہے کہ آیا بنظر بہ حالات مقدمہ ای - بی - ملر بطور تحویلدار جائداد ہوورڈ مارک مستحق تہا کہ اوسکو کل جائداد برائے انتظام سپرد کیجاوے جواب ایڈمنسٹریٹر بنگال بحیثیت ایڈمنسٹریٹر جائداد کیرولین اگسٹا مارک کے قبضہ مین ہین -

مسٹر کینیڈی اور مسٹر رنگرام منجانب سرکاری تحویلدار -

مسٹر روس منجانب ایڈمنسٹریٹر جنرل -

مسٹر کینیڈی نے بحث کی کہ سرکاری تحویلدار مستحق کل جائداد کا تہا - ایڈمنسٹریٹر جنرل خود تسلیم کرتا ہے کہ سرکاری تحویلدار نصف جائداد کا استحقاق رکہتا ہے - بزوجہ کا اصلی مسکن انگلینڈ تہا

اور نہ ہندوستان اور ہر واسطے اوسکی جایداد منقولہ بموجب دفعہ نمبر ۵ - ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء
اوسکے وارث یعنی خاوند کو ملنی چاہیئے اور اسی بنا پر اوسکا شوہر کل کا مالک ہے جب اصلی مسکن
تسلیم ہو چکا ہے تو دفعہ نمبر ۱۹ اعاید نہین ہو سکتی - یہہ بیان کیا گیا ہے کہ بموجب دفعہ
نمبر ۴ - ایڈمنسٹریٹر جنرل مستحق ہے کہ جایداد منقولہ مسٹر مارک (یعنی زوجہ مارک) کا انتظام
کرے - مگر ایسے مقدمہ مین دفعہ نمبر ۴ کا اطلاق نہین ہو سکتا - حقوق جو نکاح سے پیدا ہوتے
ہین اونکا انتظام بموجب قانون مجریہ ملک سوائی خاص خاص مقدمات کے ہوتا ہے مگر حقوق
اشخاص درباب جایداد منقولہ بموجب قانون اونکے اصلی مسکن سے متعلق ہوتے ہین مثلاً
جن اشخاص کی شادی فرانس مین ہووے مگر مسکن اونکا انگلینڈ مین ہو تو وہ پابند قوانین
فرانس نہین ہین واضعان قوانین ہندوستان نے ایک استثنا بیان کیا ہے مگر وہ مقدمہ ہذا
سے متعلق نہین ہے منشا مجوزان قانون دفعہ نمبر ۴ سے ظاہر ہے اور یہی دفعہ نمبر ۴
کی تشریح بیان کرتی ہے - اگر ایک شخص جسکا اصلی مسکن انگلینڈ بطور مستقل ہو دوغلی عورت سے
ہندوستان مین نکاح کرے تو یہہ دفعہ عاید ہوگی مگر انگلستانی عدالتین ایسی عورت کے
مقدمہ کو کیونکر طے کرین گی جو دعوی ایسے پرامیسری نوٹ کی بنا پر کرتی ہے جو اوسنے اپنے
نام پر انگلستان مین لکھا میری دانست مین اس بارہ مین شک ہے کہ آیا ایسا دعوی قابل سماعت
متصور ہوگا یا نہین اس بات کو مینے اس بنا پر بیان کیا ہے کہ گویا قانون منکوحہ عورت کی
جایداد پر لحاظ نہین کیا گیا اگر ایک دوغلہ انگلستان جاوے اور وہان نکاح کرے میری دانست
مین اس دفعہ نمبر ۴ کا اطلاق ہوگا مگر دفعہ نمبر ۴ عاید نہوگی کیونکہ نکاح ہندوستان مین
نہین ہوا (لیکن مارکبائی جسٹس - آپ کی مراد یہہ ہے کہ دفعہ نمبر ۴ کا اطلاق نہین ہوگا)
ہان عدالتہاے ہندوستان مین ایسا ہوگا دفعات متعلق نکاح عاید نہین ہو سکتین جہان
مستقل مسکن انگلستان ہو - دیکھو دفعات نمبر ۱۹۳ و نمبر ۸۶ اقانون ستوری صاحب یعنی
کنفلکٹ آف لاز دفعہ نمبر ۴ کا اطلاق ایسے شخص پر نہین ہو سکتا جسکا مستقل مسکن ہندوستان

نہو وسے - اس دفعہ سے ایسے اشخاص کی وہ حالت ہے جیسے کہ اون لوگون کے خیال نفاذ قانون وراثت ہند سے ہین دیکھو تشریح دفعہ نمبر ۴ و نمبر ۲۰۳ درباب ادای قرضہ - بموجب دفعہ نمبر ۵ قانون وراثت جائداد منقولہ کا انتظام بموجب قانون مجریہ مقام سکونت مستقل کے ہے اور استحقاق شوہر نسبت جائداد متوفی زوجہ خود اوس دفعہ کے معنون سے اندر ہے - شوہر بطور ایڈمنسٹریٹر مستحق ہے اور نہ بطور رشتہ دار دیکھو مقدمات فوشٹری بنام فوشٹری - اور برودلی بنام فیلدان مقدمات سے ثابت ہے کہ شوہر اپنی زوجہ متوفی کی جائداد پر ہر صورت مین بطور ایڈمنسٹریٹر قابض ہوتا ہے بعد نفاذ قانون انسٹیٹیوٹ آف ڈسٹری بیوشن یہ بات بصراحت بیان کی گئی تھی کہ استحقاق شوہر درباب وراثت جائداد زوجہ مین قانون ڈسٹری بیوشن فرق نہین آیا دیکھو قانون نمبر ۲۹ کا ردوم فصل نمبر ۳ دفعہ نمبر ۲۵ - اگر شوہر قبل حصول ایڈمنسٹریشن مرجاوے تو قریبی رشتہ دار زوجہ کو انتظام جائداد سپرد ہوگا مگر ایسا رشتہ دار ماتحت نگرانی قائم مقام شوہر ہوگا اور ایسے ایڈمنسٹریٹر بطور امانت داران یعنی ٹرسٹی قائم مقام شوہر متصور ہون گے دیکھو کتاب ولیم صاحب درباب وصی طبع نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۸ اور مقدمہ ہمفرے بنام بلین (جسٹس مارکیالی شوہر کا وہ استحقاق شادی سے پیدا ہوا ہے یا وراثت سے جو اونکو حاصل ہے) فی الحقیقت یہ استحقاق اوسکا ازروی وراثت ہے دیکھو کتاب ولیم صاحب درباب وصی طبع نمبر ۷ صفحہ نمبر ۴۱۰ - اور بیکن صاحب کا خلاصہ قوانین صفحہ ۴۷۹ -

مسٹر ایوانس منجانب ایڈمنسٹریٹر جنرل - دفعہ نمبر ۴ صرف ایسے اشخاص سے متعلق نہین ہے جنہون نے بطور مستقل ہندوستان مین سکونت اختیار کی ہو اور نہ قانون وراثت ہند بطور محدود ہے دیکھو دفعات درباب وصیت نامجات اسپر کبھی اعتراض نہین کیا گیا کہ جو شخص وصیت نامہ مند مین ہے البتہ تصدیق وصیت نامہ مین فرق ہے دیکھو دفعہ نمبر ۵۰ دفعہ نمبر ۲۲۵ سے ایک اور فرق ظاہر ہوتا ہے ایڈمنسٹریشن یعنی انتظام اب ہمیشہ بموجب

قانون وراثت تمام معاملات مین عطا ہوتا ہے دلیل از طرف فریق ثانی سے یہہ قانون صرف
اون سے متعلق ہوگا جنہون نے مستقل سکونت ہندوستان مین اختیار کی ہو اگر یہہ صحیح
ہے تو ایسے اشخاص کے واسطے کون قاعدہ ہوگا جنکا مستقل مسکن انگلینڈ ہے مگر بالفعل ہند مین
موجود ہین صرف دفعہ نمبر ۴ دفعہ نمبر ۳۳۱ سے محدود ہے جسکی رو سے اسکا اطلاق ایسے نکاحون
پر جو قبل از ۱۸۶۶ء منعقد ہوئی ہو دیکھو دیباچہ قانون ایکٹ نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۶۶ء اور اخیر فقرہ
دفعہ نمبر ۲ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ دفعہ وسیع الاطلاق ہے۔
واضعان قانون کی راے مین اگر یہہ محدود نہوتی تو یہہ ہندو مسلمان وغیرہ پر عائد ہوتی مثلاً
شوہر وراثتاً نہین حاصل کرتا بلکہ از روے حق نکاح تو اس صورت مین اگر بموجب دفعہ
نمبر ۴ ہندوستان مین نکاح سے کوئی استحقاق نہین پیدا ہوتا تو ہمین احتمال ہوسکتا ہے
کہ آیا دفعہ نمبر ۵ درباب ورثت کا اطلاق ہر صورت مین ہوگا یا نہین - اب یہہ امر مسلم ہے
کہ دفعہ نمبر ۴ کا اطلاق عموماً ہے قانون ورثت ہند ایک عام قانون تمام ہند کے واسطے
ہے - اسپر پابندی قانون درباب مستقل سکونت گاہ کے نہین ہے بلکہ از دست اس مین
بیان مستقل سکونت گاہ کا ہے - صرف ایک اشتثنا ہے اور وہ بھی معنوی طور پر دفعہ نمبر ۱
سے پایا جاتا ہے واضعان قانون کی راے تھی کہ اگر نکاح ایسے اشخاص کے ہو
جنمین سے ایک کا مسکن مستقل انگلینڈ اور دوسرے کا ہند ہو تو بصورت اخیر مین البتہ فرق ہو
علاوہ تمام اشخاص اپنے اپنے حقوق کی حفاظت کر سکین جنکا مستقل مسکن ہند نہین ہے
اون پر وہی قانون عائد ہوگا جو اون کے مستقل مسکن مین رائج ہے اگر واضعان قانون
یہہ منشا تہا تو وہ صریح الفاظ مین ایسا بیان کرتے جیسے اونہون نے اور اور صورتون
مین کیا ہے مثلاً درباب جا سکونت مستقل دفعہ نمبر ۴ سے عام محدود ہونا ایک عام
دفعہ کا ایک عام قانون مین نہین ہوسکتا -
درباب حالت شوہر مکین صاحب نے اپنی کتاب مین درست راے ظاہر کی ہے دیکھو کتاب مذکور

دفعہ ۴۸۰ - اگر دفعہ نمبر ۴ مقدمہ ہذا سے متعلق نہین تو پہلے سوال کا خاتمہ ہوا جو آغاز حیثیت شوہر سے ہے بموجب وراثت ہند شوہر ایڈمنسٹریشن حاصل کرسکتا ہے مگر دفعہ ایسی نہین جیسے وہ جایداد اپنے کام مین لاسکے شوہر فقط تقسیم جایداد بموجب قانون کرسکتا ہے بموجب قانون انگلینڈ شوہر کی حالت بوقت وفات زوجہ اوس استحقاق پر مبنی ہے جو اسکو ہمین حیات زوجہ مین حاصل تھا - مگر ایسے حقوق دفعہ نمبر ۴ سے منسوخ ہوگئے ہین تو شوہر کی حالت بدستور قائم نہین رہ سکتی -

مسٹر کینیڈی کا جواب "وراثت" ہر دو معاملات سے متعلق ہے جہان وصیت موجود ہو اور نہو - قانون وراثت کا منشا برخلاف قانون سکونت مستقل نہین ہے دربارہ کسی عورت کے جو لیٹرس آف ایڈمنسٹریشن حاصل کرے دیکھو دفعات نمبر ۱۸۳ و نمبر ۱۸۹ - ایسی صورت مین عورت کو ضرور ہے کہ اوّل اپنے شوہر کی رضامندی حاصل کرے - اگر دفعات نمبر ۵ و نمبر ۲۰۰ کو یکجا دیکھا جاوے تو دربارہ جایداد منقولہ ہندوستان کی عدالت بمنزلہ عدالت آف ایڈمنسٹریشن ہے مگر وراثت بموجب قانون سکونت مستقل کے ملیگی اگر دو دفعات ایک قانون کی متناقض ہون تو اخیر دفعہ قابل توجہ ہے جیسے کہ وصیت نامہ مین آخری فقرہ ماقبل کو ناجائز قرار دیتا ہے -

جسٹس مارکبائی نے بعد بیان واقعات حسب ذیل فیصلہ صادر کیا - فریقین اس بارہ مین متفق ہین کہ تحویلدار عدالت مستحق نصف جایداد کا ہے -

دلائل میرے سامنے دربارہ سیاق عبارت و مضمون قانون وراثت ہند و علی الخصوص دفعہ نمبر ۴ پر بیان کی گئی ہین اور تمام دلائل مین یہہ امر مرکوز خاطر رہا ہے کہ جسقدر سوالات پیدا ہوتے ہین صرف جایداد منقولہ سے متعلق ہین -

دفعہ نمبر ۴ قانون وراثت حسب ذیل ہے -

دفعہ ۴ کسی شخص کو ازدواج کے ذریعہ سے اوس شخص کی جایداد مین کچھہ حق نہ پہونچیگا

جسکے ساتھہ اوسکا ازدواج ہوا ہو اور نہ وہ شخص زوجہ ہو خواہ زوج اپنی جائداد خاص کی نسبت اوس فعل کے کرنے سے معذور رہیگا جسکو عدم ازدواج کی صورت مین کرسکتا تہا مدعی کیطرف سے بیان کیا گیا ہے کہ دفعہ مذکور کو اسطرح پڑہنا چاہیئے "وہ کسی شخص کو جسکا مستقل مسکن برٹش انڈیا ہو الخ"

مسٹر ایوانس منجانب مدعاعلیہ بحث کرتے ہین کہ یہ دفعہ ہر ایک نکاح سے متعلق ہے جسکا انعقاد ہند مین ہو۔ جہانتک مجھکو علم ہے اس دفعہ کے معنون پر بحث نہین ہوئی اور اسیلیے مجھکو بموجب تمام مضمون و معنی ایکٹ ہذا کے کام کرنا چاہیئے مراد سمجھنے مسئلہ ہذا مین سمجھنا ضرور ہے کہ نکاح جو غیر ملک مین منعقد ہووے اوسکی جائداد منقولہ فریقین نکاح پر کیا تاثیر ہوتی ہے۔

اب دیکہنا چاہیئے کہ قبل نفاذ قانون وراثت ہند کیا قانون رائج تہا۔ قانون مجریہ ہند کا اوس زمانہ سے پہلے دریافت کرنا آسان نہین ہے غالباً قانون انگلینڈ مروج تہا سوا ے خاص صورتون کے جہان ذاتی قانون کے عمل درآمد کی درخواست کسی خاص جماعت لوگون نے پیش کی۔ بعض اشخاص کہہ سکتے ہین کہ ہندوستان مین اوس زمانہ مین کوئی قانون اس بارہ مین مروج نہ تہا۔ مگر یہ امر ضروری نہین کہ دریافت کیا جاوے کہ ان ہر دو خیالات مین سے کون درست ہے۔ بہتر ہے کہ قانون مروجہ یورپ و امریکہ دریافت کیا جاوے کیونکہ قانون وراثت ہند اون تمام اصول پر مبنی ہے جو ایسے لوگون مین رائج تہے جو پابند مذہب عیسائی ہین۔

جہان مثل مقدمہ ہذا عورت اور مرد کا ایک ہی مقام سکونت مستقل ہو اور ہر دو ملک غیر مین جہان وہ عارضی طور پر مقیم ہین باہم نکاح کرلین اور کوئی ارادہ ایسا ظاہر نکرین جس سے معلوم ہو کہ وہ اپنا مستقل مقام سکونت تبدیل کرنا چاہتے ہین تو اس بارہ قانون مجریہ ممالک عیسائیان یکزبان ہے کہ اونکو ایک دوسری کی جائداد منقولہ مین ایک استحقاق پیدا ہوتا ہے

یہہ بھی استحقاق بذریعہ اوس ملک کے قانون کے اونکو دلوایا جاتا ہے جہان اون کی مستقل سکونت ہے اس معاملہ مین تمام مستند لوگ متفق اللسان ہین یہہ امر درحقیقت اس عام قضیہ کی شاخ ہے کہ جائداد منقولہ تمام معاملات مین قانون کے خیال مین اوسی ملک مین واقع ہے جہان اوسکے مالک کی مستقل سکونت ہے اور یہہ اصول مقدمہ ہذا مین بغیر مشکلات عائد ہو سکتا ہے کیونکہ اسمین شوہر اور زوجہ کا ایک ہی ملک مستقل سکونت گاہ ہے صرف اسقدر بیان کرنا ضروری ہے کہ جائداد منقولہ کا ایک خاص مقام ہے اور وہ خاص مقام مسکن مستقل مالک جائداد ہے قانون دانان اس معاملہ مین متفق الراے ہین دیکھو برج صاحب کی کتاب درباب قوانین ممالک غیر جلد اول صفحہ ۲۰۳ جنمین قوانین امریکا کا بھی حوالہ دیا گیا ہے درباب قانون مجریہ انگلستان دیکھو مقدمہ انوہن بنام وائلی اور بیانات لارڈ وستبری مندرجہ صفحہ ۱۵۱ - اس مقام پر لارڈ موصوف ورثہ کی بابت گفتگو کرتے تھے مگر قاعدہ عام ہے گو استحقاق شادی سے پیدا ہو یا از روے وراثت ہو یا افعال فریقین یا قانون ایسا ہو جائداد منقولہ کے بارہ مین اوسی قانون پر عملدرآمد کرنا چاہیے جو اوس ملک مین رائج ہو جہان سکونت مستقل ہے کیونکہ قانون کے قرار مین جائداد منقولہ ہمیشہ مستقل سکونت گاہ مین واقع ہے -

اس ابتدائی قضیہ پر زیادہ اصرار کرنا زیادہ ضروری نہین سٹوری صاحب نے قانون دانون کے اختلاف بیان کرتے وقت معاملہ مین زیادہ پیچیدگی ڈالدی ہے مضمون معاملہ زیر بحث سٹوری صاحب کی کتاب دفعہ ۱۳۱ - اور ایکسو تینتالیس (۱۴۳) مین درج ہے اور دفعہ ۱۴۴ مین سٹوری اسکو اون مقدمات سے متعلق کرتے ہین جنمین سکونت مستقل مین تبدیلی نہین ہوئی مگر کوئی یقینی نتیجہ صاحب موصوف نے نہین نکالا دفعہ ۱۸۶ کا وہ فقرہ جسپر مسٹر کینی ڈی نے اعتماد کیا ہے وہ ایسا مسئلہ ہے جسکی نسبت سٹوری صاحب بیان کرتے ہین کہ یہہ ریاست نورمانڈی مین رائج ہے اور غالباً باقی ممالک امریکہ بھی اسکو تسلیم کرتے ہونگے یہہ مبالغہ

مشکلات معاملہ ہذا ستر انگیز ہے اسمین شک نہین کہ معاملات متناقضہ ہین مگر نہ تمام باتون مین اس مضمون کو مفصل طور پر بیج صاحب نے اپنی کتاب کی ساتوین فصل ور دفعہ ۸ مین شرح لکھا ہے جسمقدمہ مین مستقل سکونت نہو نقص ہند صرف اوس سوال پر محدود ہین کہ آیا یہہ قانون متعلق ایسی جائداد کے ہے جو ایسے ملک مین واقع ہو *

جہان شادی کی تاثیر جائداد پر ڈالی جاتی ہے وہان نہ یہہ بحث نہ اور کسی قسم کی بحث ایسا سے قوی تر پیدا ہوتی ہے جب جائداد منقولہ زیر بحث ہو اور شوہر اور زوجہ کا ایک ہی ملک سکن مستقل ہو مشکل صرف ایسے معاملہ مین پیش آتی ہے جب قوانین شادی ایک ملک کو اوسی ملک کے حدود کے باہر جاری کیا جاتا ہے مگر مقدمہ زیر بحث مین یہہ مشکل نہین پیدا ہوتی اور ستر آیا تھہرا اسی خیال کے موید ہین دیکھو کتاب باتھیر فصل نمبر ا دفعات ۲ و ۲۳ و ۲۴ بیج صاحب بھی قانون وا نون کا حوالہ نہین مضمون مین لیتے ہین صرف فرق یہہ ہے کہ آیا یہہ قاعدہ متعلق جائداد غیر منقولہ ہے یا منقولہ - مگر مقدمہ ہذا کے تصفیہ کے لئے اس امر مین بحث کرنی ضروری نہین

نظر برین حالات و اصول مسلمہ قانون وراثت ہند کے معنی سمجھنے مین مشکل نہین پیدا ہوتی تصفیہ حقوق مین جو بوقت مرگ پیدا ہوتے ہین اون حقوق کو نظر انداز نہین کیا جا سکتا جو شادی سے پیدا ہوتے ہین کیونکہ جو حقوق شادی سے پیدا ہوتے ہین وہ اپنی اصلی صورت جب ہی اختیار کرتے ہین جب شادی کا ارتباط ٹوٹ جاوے پس سب سے بڑا ضروری امر قانون وراثت کے لئے یہہ ہے کہ بتصریح بیان کیا جاوے کہ ہندوستان کا قانون نسبت حقوق فریق شادی ایک دوسرے کی جائداد پر بوقت انعقاد نکاح کیا ہے جب تک یہہ امر بیان نکیا جاوے عمدہ قانون وضع نہین ہو سکتا اور یہہ عمل دفعہ ۴ سے طے ہوا اور اسی دفعہ مین قانون مختص المقام متعلق ہندوستان مندرج ہے اس موقع پر یہہ بیان کرنا خالی از فائدہ نہین کہ واضعان قانون نے اس قانون کی وہ صورت قائم کی ہے

جو اسکی درحقیقت ہونی چاہیئے تہی مگر یہہ ضرور نہین کہ اس دفعہ پر اوسکا اطلاق اور زیادہ کیئے جاوین بلحاظ ایسے اشخاص کے کہ جنکا مسکن ہندوستان نہو یہہ دفعہ متعلق ایسی جائداد کے نہین جو منقولہ ایسے اشخاص کی ہو جنکا مستقل مسکن ہندوستان نہین اور اسیطرح قوانین شادی انگلینڈ متعلق جائداد منقولہ ایسے اشخاص کے ہین جنکا مستقل مسکن انگلستان مین نہین ہے قانون مقامی ہندوستان مثل ممالک دیگر متعلق غیر منقولہ جائداد اشخاص متوطن ممالک غیر کے ہے کہ جو بطور عارضی ہندوستان مین رہتے ہون مگر یہہ قانون اون کی جائداد منقولہ سے متعلق نہین ہوسکتا واضعان قانون کے واسطے ضرور نہ تہا کہ بصراحت ایسے مسئلہ قانون کو بیان کرتے جو علی العموم تسلیم کیا گیا ہے دفعہ ۴۴ سے ظاہر ہے کہ واضعان قانون نے اس مسئلہ مین دست اندازی نہین کی جب زوجہ اور شوہر کی مستقل سکونت مختلف ہو تو عملدرآمد موجب مستقل سکونت شوہر کے ہوگا ہر دو دفعات مین مختلف مضامین کا ذکر ہے اول مین عام قانون ہندوستان بیان کیا گیا ہے دوسرے مین خاص قاعدہ کا ذکر ہے جسکا اطلاق ایک خاص مقدمہ پر ہوسکتا ہے -

باین خیال تصفیہ مقدمہ ہذا کے لیئے قانون انگلستان پر عملدرآمد کرنا چاہیئے جہانتک قانون کے ذہن مین جائداد واقعہ ہے اور بلا ریب بموجب قانون انگلستان شوہر کو کل جائداد پر استحقاق حاصل ہے گو یہہ حق نکاح سے پیدا ہو یا وراثت سے دفعہ ۴۳ ۲۸ صرف ایک خاص مقدمہ پر متعلق ہے بہتر ہوتا کہ یہہ دفعہ قانون مین نہو لی جیسے یہہ مسودہ قانونی مین درج نہ تہی -

اسواسطے میری دانست مین ہوورڈ مارک بوقت وفات زوجہ خود کل جائداد منقولہ انکی بی بی کا وارث تہا اور چونکہ یہہ اب مدعا علیہ کے قبضہ مین ہے یہہ مدعی کو بطور تحویلدار مسٹر مارک دلائی جاوے +

مدعی بحیثیت سرکاری تحویلدار مستحق حصول بابتہ اوسکے ہے اور ڈگری زر او سیقدر زر کی صادر ہوگی خرچہ مندرجہ نمبر ۲ جانبین سے دلایا جاویگا۔

فیصلہ بحق مدعی

اٹرنی منجانب مدعی ۔ مسٹر روگنا تھم ورابن سن ۔

اٹرنی مدعاعلیہ ۔ ملبرز جینرل و نوکیس اور رابرٹس ۔

——— ۱۵۴۰۵؟ ———

باجلاس سر رچرڈ گارتہہ نایٹ چیف جسٹس اور مسٹر جسٹس پانٹیفکس

۲۲۴ شام چرن اڈی (مدعی) بنام تارلی چرن بنرجی (مدعاعلیہ)

منفصلہ ۲۰ و ۲۲ و ۲۳ و ۱۲ مارچ و ۱۰ اپریل ۱۸۷۶ء

اپیل بناراضی فیصلہ مسٹر جسٹس فیر مورخہ ۶ دسمبر ۱۸۷۵ء

حق آسایش ۔ مدت ۔ استعمال ۔ قانون تمادی ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء دفعہ نمبر ۲۷

خلاصہ

مدعی نے دعوی کیا کہ میرا استحقاق نسبت رستہ کوچہ کے جو شارع عام سے دروازہ حجرہ مدعی کو جاتا ہے قایم کیا جاوے اور مدعاعلیہ نے جو کوچہ کے سرے پر رہتا ہے مسدود کر دیا ہے اور مین اپنے مکان مین نہین جاسکتا معلوم ہوا کہ مکان جسکے حق آسایش کا دعوی ہے ۱۸۵۵ء مین ہ س کی ملک تھا اوسوقت رستہ جاری تھا یہان تک خشت دروازہ بند کر دیا گیا ۱۸۵۵ء مین ہ س نے مکان فروخت کر دیا اور جون ۱۸۶۰ء کو خریدار نے مدعی کے ہاتھ فروخت کر دیا ۔ مسدودی دروازہ سے خرید مدعی تک استعمال ثابت نہین ہوا بعد بکیاہ تعمیر سد راہ نالش ۱۸۷۵ء مین دائر ہوئی ۔

قرار پایا کہ عدالت ماتحت اور اپیل کی رائے مین جب مالک مکان نے مستقل طور پر رستہ بند کیا جس سے استعمال رستہ ممکن نہ تھا اور زیر دفعہ نمبر ۲۷ ۔ ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء حق ثابت نہین ہے اور اسواسطے زیر قانون تمادی حق ثابت نہین ہوا

یہ مقدمہ ۱۸ - جون ۱۸۷۵ء کو دائر ہوا اور واقعات فیصلہ اپیل شدہ بہ تفصیل مندرجہ
ہین - وھو ہذا -

جسٹس فیئر یہ مقدمہ بموجب الفاظ عرضی دعوی اس استحقاق پر دائر کیا گیا ہے
کہ فیصلہ کیا جاوے کہ مدعی کو استحقاق حاصل ہے کہ اوس کوچہ سربستہ کے درمیان سے
گذرتا ہے جو کوچہ مدارام بنرجی سے شروع ہو کر دروازہ عقب وجاے ضرور مکان مدعی
نمبر ۱ واقع کوچہ مدن دت تک جاتا ہے - مدعی بیان کرتا ہے کہ مکان نمبر ۱ میرے قبضہ و تصرف
مین ہے اور وہ مکان کوچہ مدن دت مین واقع ہے اسی بنار پر مجھکو اور میرے ملازمان
کو سال کے ہر موسم اور وقت مین اجازت ہو کہ مکان مذکورہ بالا سے کوچہ مدارام بنرجی
اور اس کوچہ سے مکان مذکورہ بالا تک کوچہ سربستہ کے درمیان سے آیا جایا کرون جو شرقی
حد مکان مذکور کے ہے اور یہہ استحقاق میرا عرصہ دراز سے قائم ہے اور مدعا علیہ نے ۲۸
جون ایک دیوار مقابل جاے ضرور مذکورہ بنا کر مزاحمت بیجا قائم کر دی ہے اور جاے ضرور کا
رستہ بند کر دیا ۶ - جون ۱۸۷۵ء کو مدعا علیہ نے کوچہ سربستہ مین ایک دیوار بنا کر رستہ بند کر دیا
جس حق آسایش کا مدعی دعوی کرتا ہے اور جسکے مسدود ہونے کی شکایت کرتا ہے وہ حسب
ذیل بیان کیا گیا ہے " بطرف شرق مکان مذکورہ بالا اور درمیان مکان مذکور اور
مکان نمبر ۵۰ واقع کوچہ مدارام بنرجی جو مشترک ملک مدعی اور اوسکے بھائی روپ چند اڈی
اور پریم چند اڈی بطور مشترک مالکان خاندان ہنود ہے ایک کوچہ ہے جسکا راستہ اوسطرف کو
ہے جہان مدعا علیہ کا مکان ہے اور جو کوچہ سربستہ کے نام مشہور ہے دروازہ عقب مکان
مذکور نمبر ۴۸ واقعہ کوچہ مدارام بنرجی کوچہ سربستہ مین کھلتا ہے اور بطرف گوشہ
شمالی مشرقی مکان مذکور کے ایک پاخانہ ہے اسکا دروازہ بھی کوچہ سربستہ مین ہے
دو عشرہ سال سے زیادہ عرصہ تک مالکان اور قابضان مکان مذکور نمبر ۴۸ واقعہ
کوچہ مدارام بنرجی بلا ہراس کوچہ سے گذرتے رہے اور اس کوچہ سربستہ مین جاتے رہے اور کوچہ سربستہ سے کوچہ

بدرِام منزرعی مین آمد و رفت کرتے ہے اور رہتران بہی برادِ صفائی اور لیجلنے غلاظت اوسی راستہ سے جاتے آتے رہے ہین۔

مدعی بصراحت نہین بیان کرتا کہ سطح زمین مذکور مدعا علیہ کا ملک ہے اور نہ کہین اسکا وہ خود دعویدار ہے فقط اوسکے دعوی کی بنا حق آسایش پر مبنی ہے اور مدعا علیہ کا جواب یہہ ہے کہ مدعی کو کچھہ استحقاق آسایش حاصل نہین ہے اسواسطے بارِ ثبوت ذمہ مدعی ہے کہ وہ اپنا حق آسایش قایم کرے۔ مدعی صرف بیان کرتا ہے کہ استعمال سے زیر دفعہ نمبر ۲۷ ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء اوسکو یہہ استحقاق حاصل ہوگیا ہے۔

الفاظ دفعہ مذکور حسب ذیل ہین۔

دفعہ ۲۷ جبکہ استعمال اور استفادہ روشنی یا ہوا کا کسی مکان کے لئے بلا مزاحمت بطور آسایش اور بطور استحقاق کے بلافصل ۲۰ برس تک ہوتا رہا ہو۔

اور جس حال مین کہ کسی رستہ یا مجرائے آب سے یا کسی پانی کے فائدہ سے یا کسی اور رستے آسایش سے (عام اس سے کہ وہ بطور اثبات یا سلب کے ہو) بلامزاحمت اور علانیہ کوئی شخص جو اوسکے استحقاق کا دعویدار ہو بطور آسایش اور حق کے بلافصل ۲۰ برس تک متمتع ہوتا رہا ہو تو حق اوس استعمال اور استفادہ روشنی یا ہوا یا رستہ یا مجرائے آب یا پانی کے فائدہ یا اور رستے آسایشی کا قطعی اور غیر زائل ہوگا۔

میعاد بست سالہ مذکورہ بالا مین سے ہر ایک ایسی میعاد متصور ہوگی جو اوس نالش کے رجوع ہونے سے پہلے جسمین کہ دعوی متعلقہ میعاد مذکور کی بابت نزاع ہو دو برس کے اندر تک قائم رہنے کی صورت مین موثر ہوتی ہے۔

تصریح ازروے معنی قرارداد دفعہ ہذا کے کوئی امر داخل مزاحمت نہین ہے الا اوس حال مین کہ دعویدار کے سوا کسی اور شخص کے فعل سے مزاحمت ہونیکے باعث قبضہ یا استعمال تمتع کا قائم نرہا ہو یا اوس مزاحمت سے اور اوس شخص سے جسنے مزاحمت کی یا

جسکی اجازت سے مزاحمت کی گئی مطلع ہونیکے بعد ایک سال تک تباع یا سکونت اختیار کیا گیا ہو۔

مدعی اس امر کا جو ثبوت پیش کرتا ہے وہ درحقیقت ناکامل ہے۔
جس مکان کی بابت وہ حق آسایش کا دعوی کرتا ہے وہ مکان تہوڑے عرصہ سے اوسکے قبضہ مین آیا اور تاریخ مکان حسب ذیل ہے۔
۱۸۵۵ء مین مسمی ہرن چندر نے یہہ مکان قوم سین سے لیا دس سال بعد یعنی ۴- اپریل ۱۸۶۵ کو مکان مذکور رادہے چند رسیل نے کالی چرن سیل کے نام سے خریدا ۲۴- اگست ۱۸۶۶ء کو رادہے چند رسیل مرگیا اور سال آیندہ مین یعنی ۲۶- جون کو اوسکے وصیون اور کالی چرن نے یہہ مکان مدعی کے ہاتہہ فروخت کیا مگر اس مکان مین جسکے اتنے مالک ہوچکے ہین کئی سال تک مستقل سکونت نہین ہوئے۔ مدعی خود اسمین آباد نہین ہوا گو وہ بیان کرتا ہے کہ وہ کچہہ عرصہ تک ایک کمرہ مین ایک خاص مطلب کے واسطے آباد ہوا اور جنوری ۱۸۷۱ء مین اوسنے بوسیدہ مکان کو مسمار کرا کر نیا مکان تعمیر کروایا اس جدید مکان کے واسطے مدعی بر دفعہ ۲۷- ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء حق آسایش کا طلبگار ہے- شہادت پیش کردہ مدعی سے ثابت نہین ہوتا کہ کسی جز و مدت سال کے واسطے استحقاق آسایش مدعی قائم ہوتا الفاظ دفعہ مذکور یہہ ہین
وہ مدت سال تک بلا مزاحمت حق آسایش حاصل رہے اور مسدود نہوا ہو۔
مدعی نے شہادت پیش کی ہے مگر بذات خود نہین کہہ سکتا کہ ایسا استحقاق اوسکو حاصل رہا ہو۔ ایک حصہ مین ہترون کا آنا جانا رہا اور دوسرے مین مشترکرایکین کنبہ اہل ہنود کوئی شاہد از قسم خاکروبان یا کوئی ملازم یا قابضان کوچہ نمبر ادن وسے نہین پیش ہوا کوئی گواہ ایسا نہین آیا کہ جسنے اسمین آسایش سے فائدہ اوٹہایا ہو بلکہ واہیات اظہار گوئی طلب ہوئے کہ ہم فاصلہ سے دیکہا کرتے تہے کہ اشخاص مذکورہ بالا ان حقوق کو عمل مین لا

لیسکتے تہے - یہہ قاعدہ ثبوت موجب دفعہ مذکور جائز نہین ہے بہرکیف جسقدر دعوی مدعی ناقص ہے اوسیقدر مدعاعلیہ مضبوط ہے دو فرزندان ہرن چیندر جو اوس مکان مین آباد تہے بیان کرتے ہین کہ درمیان ۱۸۵۵ء و ۱۸۶۵ء یہہ حق حاصل تہا اس سے صرف دس برس ثبوت کو پہونچے ہین یہہ زمانہ صرف نصف ہے اور قبل از ارجاع دعوی دو برس پہلے حق آسایش حاصل اور استعمال مین رہنا چاہیئے مدعی بیان کرتا ہے کہ حق چہوڑنا صرف اوسکے فعل پر ہے اور بباعث مزاحمت غیر ایسا ہوا اسواسطے زیر دفعہ ۲۷ حق ثابت ہے آئین کچہہ نہین ہے کہ اگر ہرن چیندر کے ایام قبضہ مین یہہ حق تہا تو بعدہ ترک کیا گیا اور اوسکے مرنے سے پہلے مسدودی رستہ سے یہہ حق ہمیشہ کے واسطے دانستہ چہوڑ گیا تہا از روے شہادت ہر دو فرزندان ہرن چیندر ثابت ہے کہ صرف دو رستون سے مدعاعلیہ کی چہت پر جانا ممکن تہا سو ہرن چیندر نے اون دونون رستون کو بند کر دیا اور یہہ ہر دو دروازے خشت اور مٹی سے چنے گئے اور پاخانہ عرصہ تک بند رہا شہادت سے معلوم نہین ہوتا کہ ہرن چیندر کے وقت سے یہہ استعمال مین آئے - جب پاخانہ بند ہوا اور کوئی جلنے ضرور نہ تہا اور دروازہ نامسدود تو استعمال حق آسایش ہرن چیندر سے نہین ہو سکتا تہا نظر برین حالات زیر دفعہ ۲۷ کوئی حق آسایش حاصل نہ تہا -

اسواسطے مدعی اپنا استحقاق زیر دفعہ ۲۷ ثابت کرنے سے قاصر رہا ہے اسواسطے اوسکا دعوی معہ خرچہ خارج ہووے -

اس فیصلہ کا اپیل بوجوہات ذیل ہوا - "جب ایک کوچہ دو مکانات کے درمیان ہو تو قیاس یہہ ہے کہ اراضی درمیانی ملک ہر ایک مالک کی ہے بشرطیکہ کل اراضی پر قبضہ بذریعہ استعمال یا مالکیت ایک شخص واحد کا نہو - نظر برین حالات بار ثبوت غلطی سے ذمہ مدعی ڈالا گیا حالانکہ وجوہات کافی موجود نہین کہ بار ثبوت ذمہ مدعاعلیہ ہوتا اور فیصلہ خلاف شہادت ہے اور جواب مدعاعلیہ بالکل خلاف تحریری بیان مدعاعلیہ ہے اور استعمال قدیمی استحقاق

آسایش ثابت ہوچکا ہے اور کوئی مزاحمت از طرف دیگر غرض ثبوت کو نہین پہونچے اور دو سال قبل رجوع نالش حسب منشای قانون ظہور مین آئی ۔

مسٹر ہیفر ڈ و مسٹر ایونیس بجانب اپیلانٹ

قائم مقام ایڈووکیٹ جنرل مسٹر پال اور مسٹر بنرجی از طرف رسپانڈنٹ

استدلال مین مقامات ذیل کا حوالہ دیا گیا ۔ مور بنام راجن و بیٹ من بنام بلیک ۔ ولکنس بنام آنگ ۔ وسٹو کو بنام سنگرس ۔ ولیڈی لمگنڈ بنام کیننگٹن لورو وس موج کنال کمپنی بنام ہارجوزد اور برائٹ بنام واکر ۔

فیصلہ عدالت

چیف جسٹس گارتھہ ۔ یہہ مقدمہ مدعی نے بمراد قیام حق راستہ از شارع عام بطرف کوچہ بستہ دائر کیا ہے اور منشاء دعوی یہہ ہے کہ وہ بذات خود اور ملازمان اوس کے شارع عام موسوم بہ ہدارام بنرجی سے ہو کر ایک قطعہ اراضی پر سے جایا کرین جو راستہ اوسکے مکان و پاخانہ کا تہا ۔

مدعا علیہ نے جسکا مکان کوچہ سربستہ کے کنارہ پر واقع ہے ایک دیوار مقابل کہڑکی اوس پاخانہ مدعی کے تعمیر کی ہے اور ایک دیوار مقابل کوچہ بستہ جس سے مدعی کوچہ ہدارام بنرجی سے اپنے مسکن تک نہین آسکتا ۔

شہادت سے ثابت نہین ہوتا کہ قطعہ اراضی موسوم بکوچہ بستہ کسیکی ملکیت مین ہے مدعی نے دعوی نصف کوچہ کا کیا ہے اور یہہ بیان کرتا ہے کہ یہہ راستہ درمیان اوسکے مکان اور مکانات ہمسایون کے ہے تو قانونی قیاس یہہ ہے کہ نصف اسکا اوسکا ملک ہے ہماری دانست مین یہہ امر فضول ہے اور یہہ قیاس نقیض قبالہ مکان مدعی ہے اور قبالہ مین صاف درج ہے کہ کوچہ بستہ حد مکان ہے اور مدعی کا دعوی شارع پر ہے اور نہ راستہ نج پر جو صورت کوچہ سربستہ کی ہے ۔

صرف سوال قابل غور یہہ ہے کہ آیا مدعی بموجب دعوی خود مستحق راستہ کا ہے یا نہین - بعد بیان واقعات مقدمہ حضور چیف جسٹس نے فرمایا کہ ہماری راے مطابق عالم جج عدالت ماتحت ہے کہ مدعی اپنے دعوی کو ثابت نہین کر سکا اور نہ حق آسایش زیر دفعہ ۲۷ ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ع ثابت نہین کر سکا -

اگر بحث مقدمہ مین دفعہ ۲۷ کے معنی و الفاظ "مزاحمت" "ترک" "چھوڑ دینا" پر اصرار ہوتا تو ہم دلائل اور فیصلہ ماتحت عدالت ہر ایک معاملہ مین مطابقت کرتے نہ "مزاحمت" اور نہ "ترک" کا ظہور ہوا - لفظ مزاحمت معنی دفعہ ۲۷ مین مزاحمت اور ترک از طرف غیر بجز فعل مدعی ہونی چاہیئے و "ترک" سے مراد دفعہ مذکور مین خود چھوڑ دینا ہے یہہ سب امور بہ تفصیل کتاب مصنفہ گیل صاحب درباب حق آسایش طبع نمبر ۲ صفحہ ۳۵۲ مین مندرج ہین ان معنون مین ترک کا ظہور نہین ہوا کیونکہ مدعی کو کبھی یہہ استحقاق حاصل ہی نہین ہوا تھا اتیک یہہ حق حاصل ہو رہا تھا جب مسدودی دروازہ ظہور مین آئی -

چھوڑ دینا سے مراد خود ترک کر دینا ہے اور نہ یہہ کہ فریق مخالف ترک کرا دے وجہ کہ کیون ترک سے حق آسایش زائل ہو جاتا ہے یہہ ہے کہ کوئی شخص ایسا استحقاق حاصل نہین کر سکتا جب وہ خود مسدودی مستقل قائم کرے جسکے قیام تک استعمال حق آسایش غیر ممکن ہو جاوے یہہ امر عمداً ترک سے مختلف ہے کیونکہ آخری صورت مین اختیار استعمال ہر وقت ممکن ہے مگر بہ صورت اول ایسا کرنا امکان سے باہر ہے - مثلاً ایک عرصہ تک ایک مکان غیر آباد ہے یا مویشی موجود نہین جسکو چرائی کے واسطے بھیجا جاوے - یا چارہ عمدہ نہین ہے مقدمہ ہذا مین مدعی نے حق آسایش کے استعمال کے واسطے اپنے آپ کو ناقابل کر دیا اور جب تک یہہ ناقابلیت موجود تھی استعمال ممکن نہ تھا اور یہی معنی دفعہ ۲۷ کے ہین -

پلیڈر مدعی بیان کرتا ہے کہ بالفرض حق آسایش از روے قانون حاصل نہین ہوا تاہم زمانہ سابق مین ۲۰ سال سے زیادہ عرصہ تک ایسا ہو تو بموجب رواج ایسا مقصود

ہونا چاہیئے مگر عدالت مقدمہ ہذا مین دلائل قوی خلاف دعوی مدعی دیکھتی ہے۔
اوّل مدعی نے عرضی دعوی مین لکھوایا کہ عرصہ ۲۰ سال قید ہے اور کولی بنیاد دعوی [illegible]
ہے اب مناسب نہین ہے کہ مدعی کو وہ خیال جتلایا جاوے جو کبھی اوسکے ذہن [illegible]
اور جنکا خیال اوسکو عدالت ماتحت مین ہرگز نہین آیا۔
عدالت اس قسم کی بحث کو ترقی نہین دینا چاہتی اور نتیجہ یہہ ہے کہ ہم بالکل عدالت [illegible]
سے اتفاق کرتے ہین اور اپیل معہ خرچہ خارج کرتے ہین۔

اپیل خارج

اٹرنی اپیلانٹ مسٹر لڑلی

اٹرنی رسپانڈنٹ - بابو جی سی چند

—— ۱۵۰ ——

صیغہ اپیل دیوانی

اجلاس مسٹر جسٹس مارکبائی

منفصلہ ۱۷ - جولائی ۱۸۷۶ء

صفحہ ۱۸ رپورٹ انگریزی ۱۳۱۴

پریوی کونسل اپیل نمبر ۵ سنہ ۱۸۷۶ء بناراضی عام اپیل نمبر ۳۴ سنہ ۱۸۷۲ء درخواست فدا حسین و دیگر کسان۔

خلاصہ

ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۶۲ء ضمن نمبر ۳۹ لیٹرس پٹنٹ سنہ ۱۸۶۲ء - دفعہ ۲۲ وکٹوریا ۲۴ و ۲۵ -
دفعہ ۹ وکٹوریا ۲۴ و ۲۵ باب نمبر ۱۰۴ - اختیارات لیجیسلیٹو یعنی واضعان قانون ہند
ضمن نمبر ۳۹ لیٹرس پٹنٹ بابت ۱۸۶۵ء کا انحصار قانون جلوس وکٹوریا ۲۴ و ۲۵ باب ۱۰۴
پر نہین ہے اور اسکا اندراج بموجب اس ایکٹ کے نہین ہے لہذا جو اختیار اسکی رو سے ہائیکورٹ کو
درباب منظوری ادخال اپیل بحضور پریوی کونسل ملے اور وہ اپیل بناراضی فیصلہ ہائیکورٹ بصیغہ اپیل [illegible]

تو وہ اختیار نہین ہے جسکا استعمال بموجب دفعہ ۹ قانون جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا منظور ہو چکا ہے -

دفعہ ۲۲ قانون ۰۰ وکٹوریا باب ۱۰۴ کو بشمول دفعہ ۹ و ۱۱ قانون جلوس وکٹوریا ۲۴ و ۲۵ باب ۱۰۴ اپڑہنا چاہیئے بموجب صریح الفاظ دفعہ ۹ تمام سابقہ اختیارات ہائیکورٹ کو دیئے گئے ہین بجز ایسی صورت کے جسمین لیٹرس پیٹنٹ کے ذریعہ مداخلت کی گئی ہو - اور ان اختیارات کی نسبت گورنر جنرل باجلاس کونسل قانون تجویز کرنیکا مجاز ہے لہذا اختیار سماعت ادخال بعدالت پریوی کونسل جدید نہین ہے اسواسطے اسکی نسبت گورنر جنرل باجلاس کونسل مجاز ہین کہ قانون تجویز کرین چنانچہ باب ۱۰۴ قانون جلوس کٹوریا ۲۴ و ۲۵ - اس امر کی اجازت دیتا ہے -

فیصلہ مقدمہ سرکار بنام میری اختلاف کیا گیا -

جب دو فیصلے درباب واقعات متفق ہون درخواست اپیل بعدالت پریوی کونسل نامنظور ہونی چاہیئے اور صرف دعوی کا دس ہزار روپیہ سے زیادہ ہونا پریوی کونسل مین اپیل کرنیکے واسطے کافی نہین ہے ایکٹ نمبر ۶ ۱۸۷۴ء دفعہ ا سے یہ اختیار چہینا گیا -

عرضی بمراد حصول اجازت ادخال اپیل بعدالت پریوی کونسل بناراضی فیصلہ ہائیکورٹ جسکی روسے فیصلہ ڈسترکٹ جج پرنیا کا بحال ہا سائل مدعی تہا اور اوسکا دعوی ہر دو عدالت ہا ہین بلحاظ واقعات مقدمہ خارج ہوا تہا -

درخواست مین مندرج ہے کہ زر دعوی عسہ روپیہ سے زیادہ ہے اگرچہ ایکٹ نمبر ۶ ۱۸۷۴ء پاس کردہ گورنر جنرل باجلاس کونسل مین لکہا ہے کہ جب ڈگری اپیل شدہ عدالت ماتحت کی ڈگری کو بحال رکہے تو اپیل بغیر مسئلہ قانونی کے پریوی کونسل مین نہ گذرنے پاوے اور یہہ امر گورنر جنرل باجلاس کونسل کے اختیارات سے بڑہکر ہے اور وہ مجاز تجویز ایسے قانون کا نہین ہین پس سائل بموجب لیٹرس پیٹنٹ مجاز ہے کہ اپیل دائر کرے اور فی الحقیقت مقدمہ مین مسائل قانونی ہین اور بلحاظ حالات مقدمہ پیچیدگی مسائل

ہووے کہ وہ پریوی کونسل مین اپیل

[illegible] پیش ہوئی۔

مسٹر [illegible] ییدی اور مسٹر ایم پی گاسپر اور مسٹر ٹوائیڈیل از طرف سائل

مسٹر وڈرف اور مسٹر ایوینس اور مسٹر ٹوائیڈیل از طرف مخالف۔

مسٹر کینیڈی - دفعہ ۵ - ایکٹ نمبر ۶ ۱۸۷۴ء پریوی کونسل اپیل ایکٹ نے حقوق رعایا در باب اپیل بحضور ملکہ معظمہ کو محدود کر دیا ہے جب کہ اپیل فیصلہ ماتحت عدالت [illegible] کورٹ یا عدالت اعلیٰ سے منظور ہووے اس ایکٹ مین صاف لکھا ہے کہ جب [illegible] کی راے نسبت واقعات مقدمہ ایک ہو تو جب تک قانونی مسئلہ درپیش نہووے [illegible] اصول سے متعلق نہو تب تک اجازت اپیل عدالت ملکہ معظمہ باجلاس کونسل نہووے - مگر فقرہ ۹ سو لیٹرس پٹنٹ بابت ۱۸۶۵ء کی رو سے اختیار اپیل حاصل ہے [illegible] [illegible] دعوی [illegible] روپیہ سے زائد ہو اسلئے محدود کرنیوالا فقرہ گورنر جنرل باجلاس [illegible] زائد از اختیارات ہے اور اسکے نفاذ کا منصب گورنر جنرل کو نہ تھا - کونسل ایکٹ (۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۶۷) اوسی اجلاس (سیشن) مین پاس ہوا جب چارٹر ایکٹ (۲۴ و ۲۵ باب ۱۰۴) دفعہ ۲۲ قانون جلوس ۲۴ و ۲۵ فصل ۶۷ کی رو سے گورنر جنرل [illegible] کہ تمام عدالت ہا کیواسطے قانون نافذ کرے مگر اوسکو اختیار نہوگا کہ کوئی قانون یا ریگیولیشن پاس کرے جو خلاف اوس قانون کے ہو جو اوسی سیشن مین نافذ ہوا تہا جب ایکٹ کونسل پاس ہوا دفعہ ۹ قانون جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ مین لکہا ہے کہ ہائی کورٹ ہا اون سب اختیارات کو عمل مین لاوینگے جو دیوانی و فوجداری و ایڈمیرلیٹی (بحری) اور ابتدائی اپیل اور تمام ایسے اختیارات اور حکومت جو انصاف گستری کے واسطے اوس احاطہ مین ضروری

جس کے واسطے ہائی کورٹ مقرر ہوا ہے - اور عدالت ہائے جدید کے اختیار سنہ ۲۴ و یا منظور ہو چکا
وہ ہونگے جو عدالت موقوف شدہ کو حاصل تھے فقط ۔

ضرور ہے - ادخال اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل ایک امر متعلق وکٹوریا سنہ ۲۴ و
تو اب سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا گورنر جنرل باجلاس کونسل مجاز ہے کہ اوسکو ... ہائی کورٹ
مسدود کر سکے اور ادخال اپیل عدالت پریوی کونسل پر ایک پابندی زائد قائم کردے
چارٹر ایکٹ کی رو سے ہائی کورٹ ایسے اختیارات کو کام مین لاوینگے جو بذریعہ لیٹرس
پی ٹنٹ اونکو دئے گئے ہین درحقیقت تفصیل اختیارات ہائی کورٹ مندرج نہین ہے
قانون کی رو سے ملکہ معظمہ کو اختیار ہے کہ اون اختیارات ہائی کورٹ کی تعریف کرین
اور جب تعریف ہو چکے تو ہائی کورٹ اونکو کام مین لا سکتا ہے - جب ملکہ معظمہ نے لیٹرس
پی ٹنٹ جاری فرمائے اور اگر وہ ایکٹ مین شامل بھی نہ کئے جاوین تاہم بھی وہ
بذات خود ایسے ہین جنپر ایکٹ نے اختیارات کا انحصار رکہا ہے - لہذا گورنر جنرل باجلاس
کونسل کا اون اختیارات کو روکنا جو بذریعہ لیٹرس پی ٹنٹ ہائی کورٹ کو حاصل ہین
ناقابل پابندی اور بذاتہ اما اختیار قوانین ہے - مقدمہ سرکار بنام میرین سر رچرڈ
کوچ کی گفتگو قابل غور ہے کہ گورنر جنرل مجاز ہے یا نہین کہ اختیارات ہائی کورٹ کو کم
کر دے جب سر رچرڈ کوچ نے کہا کہ میری راے مین فقط یہہ بیان اختیارات مندرجہ لیٹرس
پی ٹنٹ کافی نہین ہے کہ اختیارات سابقہ گورنر جنرل کے سلب ہو جاوین تو گویا چیف جسٹس
نے کیسے الفاظ کے صریح معنون سے انحراف کرنا چاہا ان معنون کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ
ہائی کورٹ نہ صرف ماتحت سوپریم کونسل ہوگا بلکہ ہر ایک لوکل کونسل کا بھی اور چونکہ کوئی
اختیارات از روے لیٹرس پی ٹنٹ عطا نہین ہوئے اسواسطے مجالس واضعان قانون
حسب منشاء خود جب چاہین اختیارات تبدیل کر سکتے ہین - ایسا منشاء واضعان قانون یعنی
لیجسلیچر کا ہرگز نہین ہو سکتا - اگر ہائی کورٹ کو ماتحت گورنر جنرل کرنا منظور کیا تو دفعہ

قانون جلوس وکٹوریا ۲۴ و ۲۵ باب ۱۰۴ اکا کیا منشا ہے اور اسکی کیا تعبیر ہو سکتی ہے
جسمین درباب ترمیم لیٹرس پیٹنٹ تذکرہ آیا ہے دار کبائی جسٹس جیسے کہ مین سر رچرڈ
کوچ کی عبارت سمجھ سکتا ہون اوسکی مراد یہہ ہے کہ گورنر جنرل باجلاس کونسل دفعات
لیٹرس پیٹنٹ کی ترمیم کرنے سے منع کیا گیا سوائے ایسی حالت کے کہ جہان صراحتاً
اس بارہ مین آئی ہے دیکھو اخیر فقرہ دفعہ ۹ قانون جلوس ۲۴ و ۲۵ باب ۱۰۴)
یہی میرا پہلے خیال تہا - اور بمقابلہ دفعہ ۴۳ قانون جلوس ۳ ولیم چہارم باب ۸۵
اور دفعہ ۲۲ - انڈین کونسل ایکٹ معلوم ہوجاویگا کہ آخر الذکر مین بہت کچھ مفید
امور کم کردئے گئے ہین اور بہت سے ترمیم کئے گئے ہین مثلاً دفعہ ۴۳ مین یہہ الفاظ
آئے ہین وہ یہہ تمام عدالت ہا جنکا تقرر فرمان شاہی سے ہوا ہے یا دیگر مگر یہہ الفاظ
قانون ۲۴ و ۲۵ باب ۶۷ وکٹوریا مین نہین ہین - چیف جسٹس بنگال بموجب ۱۶
و ۱۷ وکٹوریا باب ۹۵ لیجسلیٹو کونسل کے ممبرون مین شامل کیا گیا ہے اور اوسکا خارج
ہونا موجب ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۶۷ بباعث ترک اون الفاظ کے ہے جنکا ذکر اوپر
آیا ہے - مگر چاہے باعث کوئی ہو بموجب قواعد درباب تعبیر قوانین کے اون الفاظ کا
چھوڑنا بحث ہذا کو بہت تقویت بخشتا ہے - اور یہہ امر خاص حضور سر رچرڈ کوچ مقدمہ
سرکار بنام میر مین پیش نہ تہا (۱) چیف جسٹس صاحب نے اسمقدمہ مین خیال کیا کہ دفعات
کسی ایکٹ کی جو موجودہ سشن مین نافذ ہووین یا آیندہ سشن مین پارلمینٹ نفاذ پاوین
وہ متعلق اوسی ایکٹ کے مقرر ہونی چاہیئے مگر جو دلیل وہ دفعہ ۴۲ کونسل ایکٹ سے
نکالتا ہے وہ اوسکے قضیہ کے خلاف ہے کیونکہ الفاظ مستعملہ دفعہ ۴۲ مطابق اون کے ہین
جو دفعہ ۲۲ مین ہین - دفعات کسی ایکٹ سے یہہ مراد نہین لینی چاہیئے کہ یہہ دفعات
لیٹرس پیٹنٹ نہین اور ایک جزو چارٹر ایکٹ مین کوئی وجہ نہین ہے کہ بمبئی اور

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۳ نمبر ۱۰۶ +

مدراس کی کونسل میں اختیارات ہائی کورٹ کو محدود نہ کرین (مارکبائی جسٹس نے حوالہ
مقدمہ بہونگر کا دیا جسمین پریوی کونسل نے فیصلہ دیا ہے کہ یہہ حصہ قانون شہادت اختیارات
سے باہر ہے) فقرہ ۵ - ۴۴ لیٹرس پٹنٹ بالکل بے معنی ہے جب تک یہہ جزو ایکٹ
نہ تصور کیا جاوے —

(مارکبائی جسٹس — کیا یہہ امر یقینی ہے کہ وہ حصہ لیٹرس پٹنٹ جو متعلق پریوی کونسل
ہے اور طرف سے ہی پارلیمنٹ کے کہ جہان سے چارٹر ایکٹ ہے جسمین اختیارات دیئے
قائم کرنے عدالت ہائیکورٹ عدالت ہندوستان نہین ہے) اگر لیٹرس پٹنٹ بموجب
اوس ایکٹ کے صادر ہوئے تو اوسکا نفاذ سے سند ہوتا (مارکبائی جسٹس — ملکہ معظمہ کو
اسکے نافذ کرنے کا اختیار تہا کیا وہ ذی اختیار نہین ہے) ہان مگر گورنر جنرل باجلاس
کونسل کو اختیار نہین ہے کہ پریوی کونسل کے اختیارات کو محدود کرے یہہ اون عدالتون
مین سے نہین ہے جنکا ذکر دفعہ ۲۲ کونسل ایکٹ مین آیا ہے (مارکبائی جسٹس — مگر
لیٹرس پٹنٹ مین اختیار سماعت اپیل نہین) مگر یہہ اختیار پہلے سے چلا آیا ہے سپریم
کورٹ کو اختیار سماعت اپیل تہا اور کورٹ چیف جسٹس نے مقدمہ عبدالقاسم کو جو بنجی بنام
فاطمہ بی بی نارضامندی سے حکم ضمانت درباب عدالت پریوی کونسل دیا اور اوسکا اختیار
تہا کہ دفعہ ۳ سپریم کورٹ چارٹر اونکے قابل عمل درآمد ہے —

مجلس واضعان قانون ہندوستان کا ہائی کورٹ سے اختیار سماعت اپیل عدالت ملکہ
معظمہ لے لینا یا چہین لینا گویا لیٹرس پٹنٹ مین مداخلت کرنی ہے اور خلاف ورزی
ایک صریح حکم کے ہی ملکہ نے لیٹرس پٹنٹ کو بموجب ایکٹ کے نافذ کیا کوئی مجلس قانونی
اختیارات محدود ایسا قانون نافذ کر سکتی ہے جس سے وجود قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا
باب ۱۰۴ کالعدم سمجہا جاوے بموجب دفعہ ۷ چارٹر مذکور فقط ملکہ کو اختیار تنسیخ اور ترمیم
لیٹرس پٹنٹ سے کیا یہہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ جب یہہ ملکہ کو اختیار دیا جاوے

تو اوسکے دوسرے روز مجلس شاہنشاہی مجلس قانون ہندوستان کو اختیار دیوے کہ لیٹرس پاٹنٹ کی
کو منسوخ کرے جب اختیار دیا جاوے تو لیاقت اسکے پورا کرنے کی بہی دیجاتی ہے اور یہہ مسئلہ
علی العموم تسلیم کیا گیا ہے کہ تعمیل اختیار بجز اوس سند کے سمجہنا چاہیئے جس سے اختیار دیا گیا
ہے دیکہو سکلدن صاحب کی کتاب درباب اختیارات فصل ۲ و فقرہ ۲ - مقدمہ ڈبابی مشہر اسمرو
نے یہہ اصول قایم کیا تہا کہ چارٹر نافذ شدہ بموجب ایکٹ پارلیمنٹ ایکٹ پارلیمنٹ کا ہے
اور اس اصول کو مقدمہ ہذا سے متعلق کرنے سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ لیٹرس پاٹنٹ ایک
جزو امپیریل ایکٹ کا ہے از قبیل ٹرش ریلوے کمپنی بنام ٹاڈہنٹر اسکی تشریح کرتا ہے (مارکبالی
جسٹس نے فرض کرو کہ دفعات لیٹرس پاٹنٹ ایک جزو ایکٹ کے ہین تو اس سے مقدمہ
میر کا فیصلہ علیحدہ نہین رہیگا یعنی دفعہ ۹ سے موجودہ طاقتین ماتحت اختیارات گورنر جنرل
نہین ہونگی) ہان مگر بموجب خاص دفعات چارٹر ایکٹ اور نہ بطرز دیگر علاوہ ازین مقدمہ ہذا
اور مقدمہ بنام میر کا میرین بڑا فرق ہے کیونکہ از روے چارٹر ہائی کورٹ کے اختیارات
مین فرق نہین آیا چونکہ ہائی کورٹ کے اختیارات نسبت رعایاے برطانیہ کے دستور مین
(مارکبالی جسٹس کیا لیجسلیچر کا یہہ منشا نہین تہا کہ ہندوستانی لیجسلیچر کو تمام موجودہ
اختیارات عطا کرے مگر نہ کوئی ایسا اختیار دینا جو آیندہ معاملات سے متعلق ہو
اور یہی عام منشاء اختیار عطا کرنیوالے قوانین کا ہوتا ہے) ایسا ارادہ ہرگز نہ تہا
کیونکہ چارٹر ایکٹ کی دفعہ ۱ کی رو سے اختیار تنسیخ ملکہ کو دیا گیا ہے اور فرض کرو
کہ ملکہ اپنے اختیارات کے خلاف منشاء کسی ایکٹ مجوزہ ہندوستانی مجلس کے کام مین
لاوے تو کیا اوسکا فعل قابل ترجیح نہوگا (مارکبالی جسٹس) وہ ہندوستان کی
مجلس وضعان قانون مین دست اندازی کریگی یہی راے ملکہ معظمہ کی عدالت مین
ایک تازہ مقدمہ مین قرار پائی ہے) چارٹر ایکٹ سے ملکہ کو اختیار ہے اور اسکی رو سے
وہ اپنی ہدایات کو ترمیم کرسکتی ہے دفعہ ۹ مین صاف لکہا ہے کہ ہائی کورٹ کی پابندی

ہندوستانی واضعان قانون کی مجلس کی فقط ایک محدود درجہ کی ہے چیف جسٹس
صاحب نے مسٹر کاربینام میری مین قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۶۷ کا حوالہ دیا ہے اس سے
واضح ہے کہ پارلیمنٹ اور ہندوستان کے قوانین جو ہندوستان مین پاس ہوئے ہین
اون کی تصدیق خاص پارلیمنٹ کی ایکٹ سے ہونی چاہیئے اسواسطے نتیجہ ان سب امور کا یہہ
ہے کہ قوانین ہندوستان سے ہائی کورٹ کو ممانعت اوس امر کی ہوتی ہے جسکے کرنیکا
اختیار بذریعہ لیٹرس پیٹنٹ دیا ہوا ہے اسلیئے اس اختیار کا ہائی کورٹ سے چھیننا
گویا لیٹرس پیٹنٹ منسوخ کرنا ہے ۔

مسٹر ووڈراف نے فقرہ ۱۵ و انتالیس لیٹرس پیٹنٹ مین جسپر اتنا زور دیا گیا
ہے ۔ کوئی ضابطہ دربارہ اپیل ایسے بعدالت ملکہ معظمہ باجلاس کونسل نہین اسمین صرف
یہی لکھا ہے کہ جب زر دعوی کی تعداد دس ہزار یا اس سے زیادہ ہو یا ہائی کورٹ مناسب
سمجھے کہ یہہ مقدمہ قابل اپیل ہے تو اوسصورت مین اپیل ہونا چاہیئے دفعہ ۹ قانون
۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ مین کوئی ہدایت بنسبت ایسے اپیلون کے نہین بحث کیا گیا ہے
کہ الفاظ داد گستری مین یہہ امر داخل ہے مگر قواعد سابقہ کے مطالعہ سے ان الفاظ
اور اپیل بعدالت پریوی کونسل مین کوئی نسبت نہین پائی جاتی رعایا مجاز ہے کہ اپنی شکایت
تاج تک پہونچاوے مگر یہہ استحقاق قانون سے محدود ہو گیا ہے اول اس بارہ مین قانون ۲۵
ہنری ہشتم باب ۱۹ اسکے بعد سوم و چہارم ولیم چہارم فصل ۴۱ مابعد دفعہ ۱۸ قانون ۱۳
جارج سوم باب ۶۳ نافذ ہوا جسکے روسے سپریم کورٹ قائم کیا گیا اور اسمین لکھا گیا تھا
کہ شرائط اپیل بحضور سلطان وقت باجلاس کونسل تجویز ہون چنانچہ دفعہ ۳۰ کی روسے
قواعد مناسب تجویز ہوئے قانون ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۴۱ نے جوڈیشل کمیٹی قائم
کی اور دفعہ ۲۴ مین یہہ ہدایت کی کہ شاہ باجلاس کونسل قواعد اپیل از عدالتہاے
ہندوستان بعدالت سلطانی ترمیم و تنسیخ کرسکتے ہین ۱۰ اپریل ۱۸۳۸ء کو ایک حکم

کونسل مین دستخط کئے گئے جسکے روسے قواعد سابقہ منسوخ ہوئے دنیز ہزار کی تعداد اپیل کے
واسطے معہ دیگر شرائط رکہی گئی یہہ قواعد اور احکام تا برخاستگی سپریم کورٹ قائم رہے
ہائی کورٹ کے ایک ایکٹ مین کوئی ذکر نسبت اپیل پریوی کونسل نہین فقرہ اونتالیس لیٹرس
پٹنٹ کے روسے حکم کونسل متذکرہ بالا بحال رہا یہہ قواعد جزو لیٹرس پٹنٹ نہین ہین اوسواسطے
دلیل نسبت مقدمہ بی بی متہرا باطل ہے آیا لیٹرس پٹنٹ ہائی کورٹ کا ایک جزو ہے
سوچنا چاہیئے کہ آیا ملکہ قانون کی دفعات کو کم و بیش کر سکتی ہی یا نہین جواب اسکا نفی
ہوگا مقدمہ سرکار بنام میرس[1] کی روسے لیٹرس پٹنٹ جزو ایکٹ کا نہین کوچ چیف جسٹس
نے اس بارہ مین ایسا کہا اور باقی جج اوس سے متفق ہوئے علاوہ ازین دفعہ ۱۱
قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا فصل ۱۰۴ کی روسے لیٹرس پٹنٹ اوس ایکٹ کا جزو یعنی
قانونی مجلس ہندوستان ہائی کورٹ کے اختیارات کو بدل سکتی ہے دیکہو مقدمہ مادہو چندر
کورا ایان تاک بنام راج کمار داس[2] چیف جسٹس نے اسمقدمہ مین یہہ رائے بیان کی کہ گورنر جنرل
مجاز ترمیم کرنیکا ہے[3]

مسٹر اپو جسٹس اوسی طرف سے فقرہ اونتالیس لیٹرس پٹنٹ کی روسے ملکہ
معظمہ کی رعایا کو اختیار اپیل بحضور سلطان وقت حاصل ہے مگر پابندی قواعد کی ضرور
ہے موقوفی سپریم کورٹ اور قیام ہائی کورٹ سے اسمین فرق نہین آیا دیکہو مقدمہ
گوردن بار مونو بنام سری متی مولی بی بی[4] اسواسطے قواعد دخال اپیل جزو اوس چارٹر
کے نہین ہوسکتی کہ جس سے ہائی کورٹ قائم ہوا ایکٹ ۱۸۶۳ء استحقاق اپیل کو سندشن نہین کرتا
بلکہ ایک قاعدہ مقرر کرتا ہے اور اسیواسطے ادخال اپیل بموجب ضابطہ مندرجہ ایکٹ مذکور
ہونا چاہیئے اگر سائل کو ایذا پہونچی ہے وہ جوڈیشل کمشنر سے خاص اپیل کی اجازت لے سکتا ہے

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۳ نمبر ۱۰۶ (۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۴ نمبر ۷۶
(۳) کتاب مذکور کے صفحات ۸۳ و ۸۴ (۴) بنگال لا رپورٹ جلد ۵ نمبر ۷۶

کیونکہ ایکٹ ہذا اختیارات ملکہ مین دست اندازی نہین کرتا دیکھو مقدمہ ملکہ بنام بیلشن بلکرجی -

مسٹر کینیڈی کا جواب دفعہ ۱۱ قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ امیر معنون کے مفید مطلب ہے دفعہ ۹ کے الفاظ دفعہ ۱۱ کے الفاظ سے مختلف ہین موخر الذکر ضابطہ بتلاتے ہین مقدم الذکر اختیارات ظاہر کرتے ہین -

مارکبائی جسٹس - یہہ قاعدہ اپیل متذکرہ ایکٹ ۱۸۶۵ء درخواست کا منشا یہہ تہا کہ دفعات ایکٹ مذکور قابل پابندی ہین یا نہین مین کہہ سکتا ہون کہ ثابت نہین کیا گیا کہ اجازت دینی چاہیئے درخواست مین یہہ بہی معلوم ہوا کہ سارٹیفکٹ بموجب ایکٹ ۱۸۶۵ء عطا ہو کیونکہ قانونی مسئلہ مقدمہ مین حل طلب ہے مگر آخر شہادت دعوی سے انکار کیا گیا -

اب سوال یہہ ہے کہ سایلان خلاف ایکٹ ۱۸۶۵ء اس بنا پر اپیل کر سکتے ہین کہ زر دعوی دس ہزار روپیہ سے زائد ہے ایکٹ مذکور کے انفاذ سے پہلے ایسا ہو سکتا تہا سایلان کا یہہ کہنا کہ گورنر جنرل کو اختیارات نہین کہ اون کو اس مجاز سے محروم کر یہہ امر بیشک مفید ہے اور اس شک کو رفع کرنا چاہیئے -

سائل کیطرف سے یہہ دلیل پیش کی گئی - از روے فقرہ اوننتالیس لیٹرس پیٹنٹ سنہ ۱۸۶۵ء اپیل داخل ہونا چاہیئے جب دعوی کی تعداد دس ہزار یا اس سے زیادہ ہو لیٹرس پیٹنٹ کا نفاذ بموجب قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ ہوا دفعہ ۹ کی رو سے ہر ایک ہائیکورٹ اون اختیارات کو کام مین لا سکتا ہے جو دادگستری کے لحاظ سے ملکہ معظمہ نے عطا کرے اور خال اپیل بہی دادگستری مین داخل ہے ایکٹ ۱۸۶۵ء پاس کردہ گورنر جنرل ہند بمنزلہ کالعدم ہے کیونکہ اسکے نفاذ کا اختیار گورنر جنرل کو نہ تہا

اسکا جواب فریق مخالف نے یہہ دیا (۱) دفعات لیٹرس پیٹنٹ وہ نہین ہین جو قانون ۲۴ و ۲۵

وکٹوریا باب ۴۰۔ اکے اور اسواسطے یہہ اوس حد مین داخل نہین جسکا ذکر دفعہ ۲۲ قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۶۷ مین آیا ہے۔ (۲) صریح الفاظ دفعہ ۹ قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا فصل ۱۰۴ اکے روسے ہر اختیار ہائی کورٹ ماتحت گورنر جنرل باجلاس کونسل ہے۔ (۳) لیٹرس پیٹنٹ سے کوئی اختیار عدالت ہذا کو درباب ادخال اپیل بعدالت پریوی کونسل حاصل نہین۔ (۴) ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا فصل ۱۰۴ اکے روسے ملک معظمہ کو اختیار نہین کہ اپنی عدالت مین اپیل منظور کرے اور یہہ اختیار بموجب ایکٹ پارلیمنٹ کے ہونا چاہیئے لہذا حکم متذکرہ دفعہ ۲۲ قانون ۲۴ وکٹوریا باب ۶۷ مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہے۔

ہر دو اعتراضات آخری پر غور کرنی ضرور ہے یہہ امر قابل توجہ ہے کہ جب جج عدالت ہذا بحیثیت ادخال اپیل بعدالت پریوی کونسل جلاس کرتا ہے تو اوسکی حالت کیا ہے منصب جج جو ادخال اپیل بنا راضی فیصلہ عدالت ہذا بصیغہ ابتدائی سماعت کرتا ہے ایک ہی طریق کا ہے مگر تاریخ ادخال اپیل بنا راضی فیصلہ عدالت ہذا بصیغہ اپیل اوقتہ کی ہے اور مناسب نہین ہے کہ تصفیہ مقدمین زیادہ اور فضول طوالت کیجاوے جو جج براہ ادخال اپیل عدالت پریوی کونسل بنا راضی فیصلہ عدالت ہذا بصیغہ اپیل اجلاس کرتا ہے اوسکی حالت خودمختار نہین ہے جو فیصلہ عدالت قسمت نے کیا ہے وہ بنیاد فیصلہ ہائیکورٹ ہے جج کا فقط یہہ کام ہے کہ فریق مقدمہ کی اپیل پریوی کونسل مین داخل ہونے مین امداد کرے جج کا منصب ہے کہ دیکھے کہ آیا مقدمہ قابل اپیل ہے یا نہین ہے۔ علاوہ ازین آیا گورنر جنرل باجلاس کونسل مجاز ہے یا نہین کہ استحقاق اپیل بحضور پریوی کونسل محدود کرسکے اور اوس نے ایسا کرنا مناسب نہین تصور کیا میرے روبرو سوال درباب استحقاق اپیل نہین ہے بلکہ یہہ امر پیش ہے کہ ضابطہ روانگی اپیل پریوی کونسل مین عدالت ہذا کا کیا دستور ہے۔

اپیل عدالت پریوی کونسل بناراضی فیصلہ صدر دیوانی عدالت حاصل تہا دیکھو قانون ۱۲ اجہارج سوم باب ۷۰ غالبًا یہہ حق ابتک قایم ہے دیکہو مالک رام بنام اعظم علی بیگ مگر مسٹر رچی بصراحت بیان کرتا ہے کہ عدالت کو اختیار سماعت ادخال اپیل نہین جبتک جایز ذریعہ سے اختیار نہ دیا جاوے - مجہے نہایت خوشی ہے کہ میری رائے کی تائید ایسے لائق فائق جج کرتے ہین اختیار ادخال اول بذریعہ رگیولیشن ۱۶ سنہ ۱۷۹۷ء دفعہ ۲ صدر دیوانی عدالت کو دیا گیا تہا اور چند پابندیان اس اختیار پر بذریعہ احکام ملکہ معظمہ مورخہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۸۳۸ء بمطابق قانون ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۴۱ قائم کئے گئے ہین اور ضابطہ کارروائی بذریعہ قواعد مجوزہ صدر دیوانی عدالت مورخہ ۱۷ دسمبر سنہ ۱۸۵۸ء اور عدالت ہذا نے ۴ جولائی سنہ ۱۸۶۸ء کو یہی قواعد آئندہ جاری کئے - مگر ہمین یا ۲۴ و ۲۵ باب ۶۷ قانون جلوس وکٹوریا مین کوئی ایسا امر نہین ہے جو مانع اختیار گورنر جنرل باجلاس کونسل در بارہ ترمیم و تنسیخ احکام ہو - یہہ دلیل بیان کی گئی ہے کہ الفاظ "پابندی قواعد مجریہ" اون کو لیٹرس پٹنٹ مین شامل کرتے ہین اور اسیطرح وہ اختیار تجویز قوانین گورنر جنرل باجلاس کونسل سے الگ ہو جاتے ہین بعدہ مین چند دلائل بیان کرونگا جنسے یہہ معنی نہین نکلتے علاوہ نظر دیگر خیالات بحث درست ہے کہ فقرہ نمبر ۳۹ لیٹرس پٹنٹ بموجب قانون جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ درج نہین ہوا - اسکے ذریعہ سے ملکہ معظمہ کو اختیار دیا گیا تہا کہ ہائی کورٹ آف جوڈیکچر بنگال مین قائم کرے اور ایسے ہی عدالتہا اور اور مقامات ہندوستان مین متعین ہووین - اختیار اپیل متذکرہ قانون ۱۳ جارج سوم باب ۶۳ کا ذکر قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ مین درج نہین ہے اور آخری قانون مین کوئی ایسے الفاظ نہین ہین جنسے استنباط کیا جاوے کہ ہائی کورٹ کو یہہ اختیار حاصل ہے ٭

مین مسٹر کیمپ صاحب سے بہت معاملات مین اتفاق کرتا ہون مگر دو آخری قوانین کے معنون مین اون سے اختلاف ظاہر کرتا ہون اور گو مین فیصلہ مقدمہ سرکار بنام میر سے اتفاق کرتا ہون مگر دلایل سے جو اسکے تصفیہ کے واسطے دئے گئے ہین اتفاق نہین کرتا ۔

اس مشکل کے حل کرنیکے واسطے ضرور ہے کہ اپنی رائے نسبت معنی قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ ظاہر کرون اس سے ہویدا ہے کہ آیندہ اختیارات انڈین لیجسلیٹو نسبت ہائی کورٹس کے کیا ہونگے ۔ تین دفعات جنمین واضعان قانون ہندوستان کا ذکر آیا ہے اور وہ یہ ہین ۹ - ۱۱ - اور ۱۳ - اول دو سے گورنر جنرل ہند باجلاس کونسل کو اختیارات تجویز قوانین دئے گئے ہین اور آخری مین اختیارات ہائی کورٹ اور گورنر جنرل ہین یہہ پارلیمنٹ نے صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے کہ کسطرح ہائی کورٹ ماتحت گورنر جنرل باجلاس کونسل ہے ۔

لیکن اگر دلائل مقدمہ سرکار بنام میر کو تسلیم کیا جاوے تو انڈین لیجسلیٹو کو ہائی کورٹ وہ اختیارات حاصل ہین جنکا ذکر قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ مین نہین آیا مقدمہ سرکار بنام میر مین بیان کیا گیا ہے کہ معنی الفاظ "کوئی دفعہ کسی قانون کی جو اوسی سشن پارلیمنٹ مین نافذ ہووے یا بعد اسکے عمل مین آوے" دفعہ ۲ قانون ۲۴ و ۲۵ باب ۶۷ سے دفعات اوسی قانون کی مراد ہین اور اسمین لیٹرس پیٹنٹ شامل نہین ہے اسلئے انتظام دفعات سے یہی مراد ہے کہ ہائی کورٹ پر پابندی احکام گورنر جنرل باجلاس کونسل اس بارہ مین واجب ہے ۔

فیصلہ مقدمہ سرکار بنام میر کے دلائل مضبوط ہین اور صاف عیان ہے کہ اختیارات ہائی کورٹ کو بذریعہ ایکٹ عطا ہوئے اور نہ بذریعہ لیٹرس پیٹنٹ اور ان اختیارات کی نسبت گورنر جنرل باجلاس کونسل قانون تجویز کرسکتا ہے ۔ جب موقوف شدہ عدالت کے

اختیارات کا تذکرہ ہوا تو ملکہ معظمہ جانتی ہیں کہ یہہ اختیارات گورنر جنرل باجلاس کونسل ترمیم کر سکینگے اور اختیارات گورنر جنرل باجلاس کونسل ۲۴ فقرہ لیجسلیٹو ڈیپارٹمنٹ میں تسلیم کیئے گئے ہیں - اس خیال سے دفعہ ۹ سے ہائیکورٹ ماتحت گورنر جنرل باجلاس کونسل ہے اسکے خلاف پارلیمنٹ نے کبھی صریح طور پر ظاہر نہیں کیا کہ ہائیکورٹ دیگر قانونی لوکل کونسلون کے ماتحت ہے اور یہہ دلیل ۲۴ و ۳۵ وکٹوریا سے زیادہ تر مضبوط ہو جاتی ہے -

میری راے یہہ ہے کہ ہائیکورٹ ماتحت گورنر جنرل باجلاس کونسل ہے کیونکہ تجویز کرنا قوانین کا گورنر جنرل باجلاس کونسل کو از روے ۲۴ و ۲۵ باب ۱۰۴ حاصل ہے -

بدین دلائل درخواست ہذا معہ خرچہ خارج ہووے -

درخواست نامنظور ہوئی

ہائی کورٹ

صیغہ ابتدائی دیوانی

دیال جی راج (مدعی) بنام جوراج رتن سی اور ایک کس دیگر (مدعا علیہم)

مقدمہ نمبر ۲۵۸ سنہ ۱۸۷۴ع

منفصلہ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۵ء

خلاصہ

رہن ـ سپردیا امانت قبالہ ہا ـ بائع اور مشتری ـ اطلاع ـ فریب ـ مدعی نے مدعا علیہ نمبر ۱ ـ کو مبلغ مے ہزار روپیہ قرض دئے اور اقرار کیا کہ مبلغ مے ہزار روپیہ اور قرض دیا جاوے گا اور بعوض کل زر تعدادی مبلغ صہ ہزار روپیہ مدعا علیہ نمبر ۱ ـ اپنی جائداد غیر منقولہ رہن کردیگا اور مدعا علیہ نمبر ۱ ـ نے اپنے قبالہ ہای جائداد غیر منقولہ مدعی کے سپرد کردی تاکہ رہن نامہ تیار ہووے اور بعد وصولیت باقی صہ ہزار روپیہ رہن نامہ لکھدے گا اور بعدہ قبالہ ہاے مدعی مدعا علیہ نمبر (۱) واپس دیگا تاکہ شکوک نسبت مالک چند مکانات رفع ہوجاوین ـ قبالہ ہا مدعا علیہ نے واپس نکلے اور نہ دیگر خط قبالہ ہا بجاے اول الذکر سپرد کئے اور باقی مبلغ صہ ہزار روپیہ مدعی نے مدعا علیہ نمبر ۱ ـ کو دئے ـ

قرار پایا کہ بعوض مبلغ مے ہزار روپیہ از روے انصاف مدعی کے پاس جائداد کافی رہن امر مکفول ہے ـ

وجہ قاعدہ انصاف غیر ایکوٹی یہ ہے کہ جب ایک خریدار بعوض بدل معاہدہ جائداد معقول قیمت دیکر خریدے اور اوسکو معلوم ہو کہ جائداد پہلے مکفول ہے تو یہ خرید بپابندی کفایت اول وقوع مین آئے اور ایسے خریدار کی نسبت قانونا یہ راے ہے کہ اوس نے بدنیتی سے خرید کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ جائداد پہلے مکفول ہے اور پھر باوجود اطلاع اوسنے لیا کیا مگر جس خریدار کو یہ آگاہی نہو کہ جائداد پیشتر مکفول ہے اور وہ شخص ثالث کے استحقاق سے واقف نہین ہے اور قیمت واجبی دے تو ایسے خریدار کی

نسبت الزام فریب نہین لگایا جاسکتا۔ عدالتہا انصاف ایسے خریدار کے استحقاق قبضہ فروخت فائدہ اوٹھانے مین دست انداز نہوونگے گو وہ بعد خرید پہلے کفالت کی وجہ سے آگاہ ہوجاوے تاہم وہ مختار ہے کہ اپنی خریدکردہ جائداد کو فروخت کردے اور نہ اوسکو اور خریدار ثانی کو ذمہ داری بابت کفالت ابتدائی کے منظور رہوگی کیونکہ وہ الزام بدنیتی بددیانتی سے پاک ہے اس سے اصول خریدما بعد بھی محفوظ ہے۔

جب مدعاعلیہ نمبر ۲ مدعی کی کفالت سے آگاہ تھا اور اوس نے ایسے شخص سے خریدکیا جس کو آگاہی تھی مگر اوس نے ایک ایسے نیک نیت خریدار سے خریدکیا جسکو آگاہی نتھی۔

قرار پایا کہ مدعاعلیہ نمبر ۲ نے جائداد پر بلا پابندی و ذمہ داری کفالت اول رہن قابض ہے۔

مقدمہ کارٹر بنام کارٹر کا فرق اور امتیاز کیا گیا۔

یہ مقدمہ بربنای رہن منصفانہ مرتہن نے بنام راہن اور خریدار جائداد مرہونہ کے دائر کیا مدعی اپنے دعوی مین لکھتا ہے کہ مین خلاف مدعاعلیہان اس امر کو قرار دلانا چاہتا ہون کہ مکان نمبر ۹ واقعہ بازار قاضی سید بعوض مبلغ ۱۵ ہزار روپیہ کے میرے پاس مکفول ہے اور یہہ روپیہ مین نے مدعاعلیہ نمبر (۱) کو اگست ۱۸۶۵ء مین دیا تھا اور درخواست کرتا ہون کہ کسقدر بابت کفالت مکان مذکور واجب الادا ہے اوس رقم کی ڈگری صادر کی جاوے اور زر ڈگری مدعاعلیہان سے دلایا جاوے اور درصورت عدم ادائے مکان نیلام کیا جاوے مدعی نے بیان کیا کہ ۲۶ جولائی ۱۸۶۵ء اور ۳ جولائی ۱۸۶۵ء کو مین نے مدعاعلیہ نمبر (۱) کو دو رقوم تعدادی مبلغ ۱۵ ہزار روپیہ اس شرط پر دین کہ مدعاعلیہ نمبر (۱) اس رقم کے عوض کفالت رہن مجھکو کرادے اور ۱۰ اگست ۱۸۶۵ء کو مدعاعلیہ نمبر (۱) نے مجھکو چند قبالجات سپرد کئے اور کہا کہ یہ میری جائداد غیر منقولہ کے ہین اور وعدہ کیا کہ قرضہ کے عوض کفالت نامہ

لکھدونگا پھر ۱۱- اگست ۱۸۶۵ء کو مدعی نے مبلغ ہے ہزار روپیہ مدعا علیہ نمبر (۱)
کو دیا جس نے مدعی کو ایک دستاویز لکھدی ضروری مضامین دستاویز مذکور
کے حسب ذیل ہین مبلغ ۳۸ ہزار روپیہ مین نے دیال جی راج سی منجملہ
۶۵ ہزار روپیہ کے سودی وصول کیا اور چار مکان میرے اس رقم مین
مکفول ہین (اس مقام پر تفصیل چار مکانات کی درج ہے ایک بیان کیا گیا ہے
کہ بازار قاضی سید مین واقعہ ہے نمبر اوسکا ۹) بعوض مبلغ ۳۸ ہزار روپیہ
مذکورہ بالا مین نے دیال جی راج مذکور کے پاس تمام اپنے خط قبالجات رکھدئے ہین
جو میرے قبضہ اور تصرف مین تھے تاکہ وہ رہن نامہ تیار کرا دے اور بعد ادائے زر
باقی مبلغ ۲۷ ہزار روپیہ بعد منہائی اخراجات اور ایک رقم تعدادی مبلغ ۰ ۰ ۰
روپیہ جسکا ذکر آگے آویگا مین اقرار کرتا ہون کہ جب رہن نامہ مسٹر اکلنڈ
پرنٹس اور بشپ سالیسٹر دیال جی راج مذکورہ بالا کے ہان کے سے تیار ہوکر آویگا
مین اوسکی تصدیق کرا دونگا اور جسقدر تکمیل رہن نامہ وغیرہ کے واسطے
ضروری ہے کرونگا ۱۱- مدعی نے اس سے زیادہ یہ لکھوایا کہ ۱۱- اگست ۱۸۶۵ء
بعد مین نے یہ اقرارنامہ اور خط قبالجات اپنے سالیسٹر کے سپرد کیے اونھون نے
مجھکو مشورہ دیا کہ چند مکانات جو اقرارنامہ مین مندرج ہین اُن کی شناخت
از روے خط قبالجات کرنے مین مشکل درپیش ہے بعد اسکے مین نے مدعا علیہ
نمبر (۱) سے اس بارہ مین گفتگو کی اوس نے وعدہ کیا کہ اور کاغذات لاؤنگا
اس پر مدعی نے مدعا علیہ نمبر (۱) کو وہ خط قبالجات واپس دئے جو مدعی کے
پاس امانتاً دئے گئے تھے مدعی نے مدعا علیہ نمبر (۱) کو باقی مبلغ ۲۷ ہزار
روپیہ نہین دیا اور نہ مدعا علیہ نے مدعی کو وہ خط قبالجات واپس دئے جو اول
مدعی کے پاس امانتاً رکھے گئے تھے اور نہ انکے عوض مین دوسرے قبالجات دئے

گئے اقرار نامہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۶۵ء بہرکیف مدعی کے سالیسٹر کے پاس رہا ۳ ستمبر ۱۸۶۶ء کو مدعا علیہ نمبر (۱) نے مکان نمبری ۹ واقعہ بازار قاضی سید بنیک بمبئی کے پاس رہن کر دیا اور وہی قبالنامجات مرتہنان کے پاس امانتاً رکھے جو مدعی کو دئے گئے تھے مگر بنیک کو اس امر کی آگاہی نتھی کہ یہہ مکان مدعی کے پاس رہن ہے ۱۵ فروری ۱۸۶۷ء کو بنیک نے باختیار فروخت مندرجہ رہن نامہ مورخہ ۳ ستمبر ۱۸۶۶ء کو مکان مرہونہ کو نیلام کرایا تب اطلاع مدعی گئی کہ مکان پہلے سے رہن تھا نیلام ملتوی رہا ۲۴ اپریل ۱۸۶۸ء کو بنیک نے پھر اپنے اختیار کو کام مین لاکر مکان نمبری واقع بازار قاضی سید مسمی مندرداس مکرجی کے پاس فروخت کیا جسکو کہ اس امر کی اطلاع تھی کہ یہہ مکان پہلے مدعی کے پاس رہن تھا اور اس آخری خریدار نے ۲۰ فروری ۱۸۷۲ء کو مکان مذکور مدعا علیہ نمبر (۲) یعنی گوکلداس دیوجی کے ہاتھہ فروخت کیا وبموجب بیان گواہان مدعی بموقعہ نا تمام نیلام فروری ۱۸۶۶ء کو حاضر تھا اور اسی واسطے اسکو آگاہی تھی کہ یہہ مکان مدعی کے پاس رہن تھا۔

اب سوال قابل تصفیہ عدالت یہہ ہے کہ آیا وہ خریدار جسکو ابتدائی کفالت کی اطلاع تھی مگر وہ خریدار سے خرید کرتا ہے جسکو آگاہی نتھی تو اوسپر پابندی پہلے کفالت کی واجب ہے یا نہین اور یہہ مسئلہ ایسے مقدمہ پر عائد ہو سکتا ہے یا نہین جس مین باخبر خریدار دوسرے باخبر خریدار سے خرید کرے جس نے اوس شخص سے خریدا ہے جسکو اطلاع نہ تھی۔

جب یہہ مقدمہ مسٹر جسٹس گرین کے سامنے پیش ہوا تو مدعا علیہ نمبر (۱) جی راج رتن سے صالتاً حاضر ہوا اور بیان کیا کہ مین جوابدہی مقدمہ کی نہین کرنا چاہتا۔

کوبل ایڈوکیٹ جنرل اور ریلینگ از طرف مدعی - سندات جو مدعی کے پاس مدعا علیہ نمبر(۱) نے امانتاً رکھین اور مدعی نے اوس کو ۳۸ ہزار روپیہ قرض دیا اس سے رہن کا ہونا ثابت ہے اور اگر سندات امانتاً بطور کفالت نرکھین جائین تاہم بہی مقدمہ ہذا مین صریح اقرارنامہ رہن موجود ہے دیکھو مقدمات یکطرفہ مقدمہ بروس - وایٹ بنام ورتھنگٹن - وہاکلی بنام بنیاک - اور کیز بنام ولیم - اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ انصافانہ کفالت مدعی اس امر سے ختم ہو گئے کہ جب مدعا علیہ نمبر(۱) نے خاص مطلب کے لیے قبالنامجات واپس لیے جس امر کی تکمیل اوس نے کبھی نہ کی بلکہ مدعی کی رضامندی سے فائدہ اوٹھا کر جانداد مرہونہ ازراہ فریب دوبارہ بینک کے پاس رہن کر دی اور اقرارنامہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۶۵ء بدستور سابق مدعی کے قبضہ مین رہا اگر بینک کو بوقت رہن مورخہ ۳ ستمبر ۱۸۶۶ء رہن سابق کی اطلاع نتھی تاہم بہی بینک اور بائع مدعا علیہ نمبر(۲) قبل از بیع مدعا علیہ نمبر(۲) اور قبل از فروخت بدست مدعا علیہ نمبر ۲ آگاہی رکھتے تھے نہ صرف مدعا علیہ نمبر(۲) کو آگاہی تھی لہذا نہ صرف مدعا علیہ نمبر(۲) کو اطلاع تھی بلکہ اوسکے بائع کو ابتدائی کفالت سے علم حاصل تھا دیکھو مقدمہ کارنڈ بنام کارنڈ -

لیتھم اور انوبرٹین منجانب مدعا علیہ نمبر(۲) گوکلداس جہادیو جی - اول تو رہن بحق مدعی از روے انصاف نہین ہے دیکھو مقدمات نارس بنام ولکنسن ویکطرفہ مقدمہ بلیس ورسل بنام رسل ویکطرفہ مقدمہ ہوپر اور یکطرفہ مقدمہ وبٹرو مگر فرض کیا جاوے کہ مدعی مرتہن از روے انصاف بہی ہے اور مدعا علیہ نمبر کو اس بات کی واقفیت بہی تہی تاہم مدعا علیہ نمبر(۲) کے خریدار نے ایسے خریدار سے خرید کیا تھا جسکو آگاہی رہن سابقہ کی اطلاع نہ تہی

اسواسطے مدعا علیہ نمبر ۲ نے گویا مکان بلا بپابندی رہن سابقہ خرید کرلیا ہے دیکھو مقدمہ لی نیو بنام لی نیو اور مقدمات جسپر بحث اوس مقدمہ مین ہوئی اور دیکھو ٹوڈر اور وایٹ کے مقدمات قابل نظیر جنسے ظاہر ہے وہ اصول جو مقدمہ ہذا سے متعلق ہے بنیک خریدار بالکل معصوم خریدار ہے اس واسطے اسکو نہ صرف استحقاق قبضہ تھا بلکہ اختیار فروخت جائداد خرید کردہ پر حقوق خریدار ثانی کے ہین گو اوسکو واقفیت رہن سابقہ سے تھی اور اسی قیاس پر جملہ خریداران مابعد کا حال خیال کرنا چاہیے اگرچہ اونکو اطلاع رہن سابقہ کی ہو دیکھو کر صاحب کی کتاب درباب فریب صفحہ نمبر ۲۵۲۔

مسٹر جسٹس گرین نے بعد غور واقعات مقدمہ مذکورہ اور تاثیر اقرارنامہ سے حسب ذیل تقریر کی۔ اگرچہ مدعی کو استحقاق حاصل تھا کہ جی راج رتن سے رہن نامہ لکھواتا جسکا ذکر اقرارنامہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۶۵ع مین ہے۔ مگر اس رہن نامہ کا لکھا جانا اس بات پر منحصر تھا کہ مدعی ۔۔۔ ہزار روپیہ اور مدعی کو دیتا تاکہ ۔۔۔ ہزار روپیہ پورا ہوتا جسکا قرضہ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا تاہم بہی قبالناجات کا امانتاً رکھنا معہ بیان مطلب امانت مندرجہ اقرارنامہ کہ جسکے روسے مدعی کو اختیار تھا کہ رہن نامہ تیار کرتا بلحاظ مبلغ ۔۔۔ ہزار روپیہ قرض دینے کے بمنزلہ کفالت نامہ اوس جائداد کے ہے جس کا ذکر قبالناجات مین آیا اور جو مقدمہ کینز بنام ولیم وہالکی بنام بنیٹاک کے معائنہ سے عیان ہوتا ہے۔

بعد ۱۱ اگست ۱۸۶۵ع مدعی نے اقرارنامہ اور قبالناجات سپرد کردہ جی راج رتن سے اپنے سالیسٹر کو دئے جس نے مدعی کو ہدایت کی کہ قبالناجات باترتیب نہین یعنے بعض مکانات متذکرہ اقرارنامہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۶۵ع

کی شناخت از روی قبالناجات بخوبی نہین ہوتی اسلیے یہہ تجویز قرار پائی کہ قبالناجات واپس جی راج کو دئے جائین تاکہ یہ مشکل حل ہو مدعی بیان کرتا ہے گو صحیح تاریخ معلوم نہین ہوئی اوس نے جی راج رتن سے کو کہا کہ مجھکو مشورہ دیا گیا ہے کہ قبالناجات با ترتیب نہین مدعی بیان کرتا ہے کہ مینے جی راج رتن سے کو کہا کہ تمکو اور کاغذات لانے چاہئین اوس نے جواب دیا ہان اور کاغذات لاؤنگا اس گفتگو کے اوسی روز یا دوسرے روز قبالناجات واپس جی راج کے شریک مسمی امرجی ہیم جی کو دیے گیے امرجی سے کہا گیا تھا کہ یہہ کاغذات مکمل نہین یا نامناسب ہین تم اور دوسرے کاغذ مکمل یا مناسب لاؤ اور اوسکے بعد باقی رقم دی جاویگی امرجی ہیم جی بیان کرتا ہے کہ مین کاغذات دس یا پندرہ دن بعد تحریر ہونے اقرارنامہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۶۵ء کے واپس لیے جس قدر اسکو کہا گیا تھا کہ یاد ہے وہ حسب ذیل ہے۔ کاغذات مناسب نہین یا درست نہین تم ان کاغذات کو اپنے مالک یعنے جیوراج رتن سے کے سپرد کرنا مجھکو یہہ نہین کہا گیا کہ کاغذات کس صورت مین نادرست تھے پس معاملہ یون ہی رہا بعدہ مدعی نے جیوراج رتن سی سے مشکل حل کرانے کے لیے کوئی تدبیر نہین کی یا آنکہ اوسکو کہا جاتا کہ اور عمدہ کاغذات دو اور باقی مبلغ صمــــ ہزار روپیہ کے یعنے ہزار روپیہ بھی نہین دیا گیا اور قبالناجات جیوراج رتن سی کے پاس رہے اور اقرارنامہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۶۵ء مدعی کے سالیسٹر کے پاس ہے مدعی نے اپنی خاموشی کی وجہ بطور معقول بیان کی ہے کہ آخری حصہ ماہ اگست اور ستمبر ۱۸۶۵ء مین میری توجہ ایک سنگین فوجداری الزام کی طرف مصروف تھی جو مجھپر تاہم کیا گیا اور جس مین مین ماخوذ ہوکر عدالت ہذا مین برائے تجویز مقدمہ سپرد ہو کر عدالت ہذا مین موجود تھا اور ۳۰ ستمبر ۱۸۶۵ء کو مجھپر جرم

۲۴ ۔ اپریل ۱۸۶۶ء کو بنک بمبئی نے باختیار خود مستند کردہ رہن نامہ مکانات نزیر بحث سندر داس مول جی کے پاس بعوض مبلغ للعہ ۴ ہزار روپیہ کے فروخت کر دئے اور اس بیعنامہ کے بموجب ایکٹ نمبر ۲۸ سنہ ۱۸۶۵ء امانت داران جیوراج رتن سی اینڈ کو شریک کیے گیے ۔ اب معلوم نہین کہ سندر داس مول جی نیلام ناکامل مورخہ ۱۵ ۔ فروری ۱۸۶۷ء مین موجود تھا یا نہین شہادت سے ثابت ہے کہ قبل از تکمیل بیعنامہ اوسکو اطلاع تھی کہ گورنمنٹ بلحاظ ضبطی کرایہ و منافع مکانات مدعی دعویدار ہے اور یہ مکانات مبلغ مذکور رہین مستغرق مین مدعی نے جیوراج رتن سی کو بطور قرض دئے تھے ۔

۲۰ ۔ فروری ۱۸۷۲ء کو سندر داس مول جی نے بعوض مبلغ ۲ ہزار روپیہ مکان واقع بازار قاضی سید مدعا علیہ گوکلداس مہادیو جی کے ہاتھ فروخت کر دیا اور اوسی مکان کی بابت دعوی در پیش ہے ۔

مدعی کے مقدمہ کی صورت یہ ہے مدعی استحقاق رکھتا ہے کہ مکان نمبر ۹ واقع بازار قاضی سید اوسکے ہاتھ رہن رہے اور بوقت رہن اس مکان کا مالک جیوراج رتن سی تھا جیوراج رتن سی وایسی قبالجات سے فائدہ اوٹھا کر فریباً بنک آف بمبئی کے پاس اوسی مکان کو رہن کرتا ہے بنک بمبئی کو اس فریب اور رہن کی اطلاع نہ تھی اور نہ آگاہی تھی کہ اوسپر دعوی مدعی یا سرکار یا شخص دیگر کا ہی بنک مذکور اپریل ۱۸۶۶ء مین اوسی مکان کو بعوض قیمت معقول سندر داس مول جی کے پاس فروخت کرتا ہے جس کو اطلاع رہن سابقہ کی حاصل تھی اور سندر داس مول جی فروری ۱۸۷۲ء مین اوسی مکان کو گوکلداس مہادیو جی کے ہاتھ فروخت کرتا ہے جسکو بھی اطلاع دعوی مدعی سے تھی کیونکہ وہ بیوم نیلام ناکامل موجود تھا جو فروری ۱۸۶۷ء مین

منعقد ہوکر نا تمام رہا - اگر وہ موجود تھا جیسے وہ بیان کرتا ہے تو مدعی کا دعوی بالکل بے بنیاد ہو جاتا ہے میری دانست مین اگرچہ کوگلد اس موجود تھا تاہم ہی بدلائل دعوی مدعی بے بنیاد ہے - وجہ قاعدہ انصاف کہ خریدار جایداد گو قیمت معقول ادا کرین اگر اوسکو اول یعنی سابقہ کفالت سے آگاہی حاصل ہے وہ خرید پابندی کفالت اول ہوتی ہے اس بات کو لارڈ ہارد وکلی نے بمقدمہ لی نیو بنام لی نیو اس بنا پر منحصر کیا ہے کہ خرید ناجایز جایداد کا بعد اطلاع کفالت سابقہ خریدار کو بدنیت قرار دیتا ہے ایسے خریدار کی ذات مین یہ فریب ہے کہ جب وہ ایک خریدار سابقہ کے حق سے واقف ہے تو باوجود اس اطلاع کے اوسکا خرید کرنا اور خریدار سابق کو محروم رکھنا فریب پر دال ہے لارڈ چانسلر بیان کرتے ہین کہ فریب بابدنیتی صحیح اور درست وجوہ ہے جسکی پابندی ہر ایک عدالت پر ہے جب کسی مقدمہ مین اطلاع حق شخص ثالث خریدار کو ہو -

گذشتہ زمانہ مین اس قسم کے مقدمات درباب جایداد اراضی کے ہوا کرتے ہے جب ایک شخص نے جایداد اراضی بلحاظ بیع و رہن بانتظام ایک کے نام انتقال کرنی چاہی اور وہ باقاعدہ نہونیکے باعث انتقال ہوئی تو وہ دوسرے کے نام کردی - تو ایسی صورتمین دوسرا مرتہن یا خریدار ثانی وغیرہ پر ادا کرنا کفالت اول کا واجب تھا کیونکہ جس شخص نے اپنی جایداد پہلے ایک جگہہ رہن وغیرہ کی اور پہر دوسری جگہہ تو ایسا راہن ارتکاب فریب کرتا ہے اور اگر خریدار یا مرتہن ثانی حق مرتہن اول وغیرہ سے آگاہ ہے تو وہ بھی شریک فریب شمار ہوتا ہے گو پوری اور واجبی قیمت دیکر خرید یا رہن کرے - اسواسطے ایسے مرتہن وغیرہ پر اول کفالت کا روپیہ ادا کرنا واجب متصور ہوتا ہے مگر جس صورت مین ایک خریدار بغیر اطلاع کفالت سابقہ اور بعوض قیمت معقول اور واجبی ایک شی کو خرید کرے اور اوسکو کسی قسم کی واقفیت حاصل نہین ہے جو قانونًا اوسپر فریب کا الزام آوے تو اگرچہ فروشندہ

یا بائع مین فریب ہو مگر اوسکا خریدار ملزم نہین ہو سکتا اور نہ وہ اپنے بائع کے فریب مین شریک کیا جا سکتا ہے عدالتہاے انصاف کی نظر مین کوئی وجہ اس قسم کی نظر نہین آئی جس سے ایسے خریدار کے استحقاق بیع اور قبضہ مین دست اندازی کی جاوے ایسا خریدار جہان چاہے اپنی جائداد خرید شدہ کو فروخت کر سکتا ہے اور اگرچہ اوس کو بعد خریدنے کے کفالت سابقہ کی اطلاع بھی ہو جاوے تاہم اوسکے اختیارات مین کمی واقع نہین ہوتی اور اسی طرح پر تمام خریداران مابعد محفوظ ہین وجہ اس اصول کی یہہ ہے کہ اسکے خلاف کرنا گویا نیک نیت خریدار کو اوسکے جائز حقوق کو کام مین لانے سے باز رکھنا ہے میری راے مین بخیال سندات جنکا حوالہ مقدمہ لینو بنام لینو دیا گیا ہے یہہ وجہ کافی ہے کہ خریدار باخبر کی حفاظت کافی ہے کہ اوسنے ایسے خریدار سے خریدا ہو جسکو کفالت سابقہ سے اطلاع نہو میری دانست مین قضیہ مندرجہ کتاب کرصاحب درباب فریب صفحہ ۲۵۳ اگرچہ کامل سند نہین مگر بہت سی سندات معتبر اور اصول کامل سے مضبوط ہو گیا ہے اور مقدمہ کا رٹر بنام کارٹر کے فیصلہ کی تقویت مقدمہ ہیٹس بنام جانس مین ہو چکی ہے اور اسی جج نے مقدمہ پلچر بنام رالنس فیصل کیا تھا اور یہ میری راے مین مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ۔

معہذا بغیر اظہار راے نسبت چند نکات پیش کردہ میری راے یہہ ہے کہ بالفرض مدعا علیہ کو کلداس مادیوجی مدعی کے رہن سے واقف تھا تاہم چونکہ اوس نے بنک بمبئی سے خرید کیا جنکو اطلاع کفالت سابقہ کی نہ تھی اسواسطے مدعی کو استحقاق حاصل نہین کہ بموجب رہن بذریعہ امانت دستاویزات بماہ اگست ۱۸۶۵ء گوکلداس مادیوجی پر دعوی کرے اسی بنا پر مدعی کا مقدمہ معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے ۔

صیغہ اپیل دیوانی

اپیل خاص نمبری ۱۸۴ سنہ ۱۸۷۵ء

منفصلہ ۱۹ جون سنہ ۱۸۷۵ء

کلوا کام بھجن گرپو (مدعا علیہ نمبر ۱ اپیلانٹ) بنام پڈاپا والد بھیجن گرپو
(مدعی رسپانڈنٹ)

خلاصہ

تمادی - ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء دفعہ نمبر ا ضمن ۱۶ - ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء ضمن نمبر ۲ دفعہ ۱۲۹ - ڈگری استحقاق مقدمہ تنسیخ تبنیت - کورٹ فیس ایکٹ نمبر ۷ ۱۸۷۰ء ضمن نمبر ۲ دفعہ ۱۰ اپانچ - ایکٹ نمبر ۸ ۱۸۵۹ء دفعہ ۵ انتیجہ دعوی -

مسمی ب مرگیا اور اوسکی دو بیوہ مسمات ک اور ر باقی رہگئین ب کے مرنے سے چند عرصہ بعد پ ایک بیٹا مسمات ر کے شکم سے ۵ ستمبر ۱۸۴۷ء کو پیدا ہوا پ کی پیدایش سے تھوڑا عرصہ پیشتر ایک جز اراضی درتن مملوکہ ب افسران مال نے مسمات ک کو دیدی باقی جز اراضی درتن مملوکہ ب سرکار نے علیحدہ کر دی اور یہ حکم علیحدگی ۱۸۶۵ء تک قایم رہا پ کی پیدایش کے بعد مسمات ر نے افسران مال سے درخواست کی کہ اراضیات درتن مملوکہ ب مسمی پ کو ملین کہ جو مسمی ب کا بیٹا ہے ۱۵ فروری ۱۸۶۶ء کو افسران مال نے بعد تحقیقات کے دریافت کیا کہ پ ب کا بیٹا نہین اور اسواسطے فیصلہ ہوا کہ مسمات ک بدستور اراضیات درتن مملوکہ ب اپنے قبضہ مین رکھے ۱۶ مارچ ۱۸۶۶ء کو مسمات ک نے مسمی ت کو اپنا متبنی کیا ۲ دسمبر ۱۸۷۱ء کو پ نے نالش دایر کی کہ مین مسمی ب کا بیٹا ہون اور ت کی تبنیت کی تنسیخ چاہے اس پر ت اور ک نے بحث کی کہ دعوی زیر ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۵۹ء زاید المیعاد ہے -

اپیل خاص مین یہ راے قرار پائی کہ چونکہ مقدمہ کا منشاء اصلی جایداد نہین بلکہ تنسیخ تبنیت ہے اسلیے بموجب قانون مقدمہ میعاد کے اندر دایر ہوا -

نیز یہ بھی راے قرار پائی کہ نظر بر حالت مقدمہ دعوی ڈگری استحقاق کا رجوع ہو سکتا ہے کیونکہ اگر دعوی مدعی نسبت جایداد بمقابل سمات کے زاید المیعاد ہے تاہم مدعی مستحق ہے کہ حکم امتناعی حاصل کرے تاکہ مسمی ... اشرابہ یا دیگر رسوم مسمی ... کے فایدہ کے واسطے نہ کرنے پاوے۔

اگر ... متبنی لڑکے کی حالت قیاس کیجاوے اور علاوہ بران واضعان قانون نے ایکٹ نمبر ... ۱۸۷۱ع اور ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ع مین جایز رکہا ہے کہ متبنی کی تبنیت تنسیخ کرنے کے لئے دعوی ہو سکتا ہے کو دعوی جایداد کیا جائے یا نہ۔

یہ خاص اپیل نباراضی فیصلہ استگو ر قایم مقام سنیر اسسٹنٹ جج مقیم کلادگی ضلع بلگام جسکے روسے ڈگری مادیو کرشن جج ماتحت درجہ دوم مقیم باگل کاٹ فسخ ہوئی داخل ہوا واقعات مقدمہ یہ ہین مسمی بہجن گریو دیسی مرگیا اور اوسکی دو بیوگان سمات کلودا اور سمات رمودہ باقی رہگئین ۱۵ ستمبر ۱۸۶۸ع کو مدعی پڈایا سمات رمودا کے شکم سے پیدا ہوا قبل پیدایش مدعی افسران مال نے ایک جزو اراضیات وتن مملوکہ بہجن گریو سمات کلوداکو دیدیا جو بڑی بیوہ تہی اور باقی اراضیات وتن زیر حکم علیحدگی ۱۸۶۸ع تک رہین مسمی پڈایا کی پیدایش پر چہوٹی بیوہ سمات رمودا نے افسران مال سے درخواست کی اور دعوی اراضیات وتن از طرف پڈایا ولد بہجن گریو دایر کیا۔ ۱۵ فروری ۱۸۶۹ع کو عرضی سمات رمودا اس بناپر افسران مال نے خارج کی کہ چونکہ پڈایا کی ولدیت کا پتہ بہجن گریو تک نہین لگ سکتا۔ اور یہ لڑکا طبعی میعاد حمل سے زیادہ عرصہ کے بعد پیدا ہوا اسواسطے سمات کلودا بدستور اراضیات وتن پر قابض رہے ۱۰ مارچ ۱۸۷۱ع کو سمات کلودا نے مسمی بلایا عرف آپا صاحب مدعا علیہ نمبر ۲ کو متبنی کیا ۹ دسمبر ۱۸۷۱ع کو مدعی پڈایا نے مقدمہ ہذا دایر کیا اور التجا کی کہ مین اصلی اور صلبی بیٹا مسمی بہجن گریو متوفی کا قرار دیا جاؤن اور تبنیت بلایا منسوخ ہوے عرضی دعوی مدعی منہ ... ہے کہ ... نالش ۱۶ مارچ ۱۸۷۱ع

کو پیدا ہوئی یعنی جس تاریخ بلاپا کو سماۃ کلو نے اپنی گود مین لیا۔ سماۃ کلو اور بلاپا نے عذر کیا کہ دعوے زائد المیعاد ہے اور بموجب ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ عیسوی دعوی میعاد کے بعد دائر ہوا اور نیز بڈاپا صلبی فرزند بھن گربو متوفی کا نہین ہے کیونکہ وہ ایک سال بعد وفات بھن گربو کے پیدا ہوا۔ اور افسران مال نے بعد تحقیقات فیصلہ دیا کہ سماۃ کلو دا بدستور سابق ارضیات اپنے قبضہ مین رکھے اور یہہ فیصلہ ۱۵ فروری سنہ ۱۸۴۹ء کو ہوا۔ جج ماتحت باگل کاٹ نے راے ظاہر کی کہ وجہ نالش ۱۵ ستمبر سنہ ۱۸۴۹ء کو پیدا ہوئی جو تاریخ پیدائش مدعی ہے اور چونکہ بعد انقضای تین سال بلوغت مدعی دعوی دائر نہین ہوا اسی واسطے دعوی زیر دفعہ نمبر (۱) ضمن نمبر (۱۲) و دفعہ نمبر (۱۱) ایکٹ نمبر (۱۴) سنہ ۱۸۵۹ء زائد المیعاد ہے صرف سوال اپیل مین میعاد کا پیدا ہوا اور اسسٹنٹ جج نے یہ راے دی کہ دعوی زائد المیعاد نہین ہے کیونکہ مدعی کا دعوی یہہ ہے کہ صلبی فرزند بھن گربو قرار دیا جاوے اور تبنیت مسمی بلاپا ناجائز قرار دیجاوے اسواسطے حق نالش ۱۶۔ مارچ سنہ ۱۸۴۷ء کو پیدا ہوا جو تاریخ تبنیت مسمی بلاپا ہے اور یہہ امر بصحت تمام عرضی دعوی مدعی مین مندرج ہے اور فیصلہ افسران مال مورخہ ۱۵ فروری سنہ ۱۸۴۹ء مانع ارجاع مقدمہ ہذا نہین ہے کیونکہ مقدمہ ہذا کا منشاء واپسی املاک ورثہ نہین ہے۔

بناراضی فیصلہ اپیل خاص باجلاس مسٹر جسٹس ویستھراپ چیف جسٹس اور نانا بھائی صاحب پیش ہوا۔

گوکلداس بجاے دھیرج لعل متھراداس گورنمنٹ پلیڈر منجانب خاص اپیلانٹ مدعی مقدمہ ہذا مین چاہتا ہے کہ وہ صلبی فرزند متوفی بھن گربو قرار دیا جاوے اور تبنیت بلاپا منسوخ ہووے اسواسطے حق نالش ۱۵ فروری

سنہ ۱۸۴۹ء کو پیدا ہوا جب افسران مال نے اوسکی جعلی بیٹا قرار نہ دیا اور علاقہ مسمات کلودا کے سپرد کیا۔ مقدمہ ایک اور وجہ سے بھی قابل سماعت نہین ہے کیونکہ اس نالش سے اوسکو اراضیات نہین مل سکتین کیونکہ مسمات کلودا کا قبضہ مخالف بارہ سال سے زیادہ عرصہ کا ہے۔ بموجب فیصلہ پریوی کونسل مقدمہ راجہ مننی سنگھ دیو بہادر بنام کالیچرن بٹاچارجی استحقاق ڈگری زیر دفعہ نمبر ۱۵۔ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء اوس صورت مین صادر ہوسکتی ہے جب عدالت نتیجہ مقدمہ اور دعوی مدعی کو دلاسکے ایک اور مقدمہ مین پریوی کونسل نے فیصلہ دیا ہے کہ جب تک مدعی مستحق پانے آخری چارہ جوئی دعوی نہو خواہ اوسی عدالت سے یا عدالت غیر سے تب تک وہ استحقاق ڈگری کا نہین رکھتا۔ دیکھو مقدمہ مسٹری انو موخو وجیا رگھونا دا اٹائی کولنڈا یپری ناچیر بنام ڈوراسنگا۔

پینڈورنگ بالی بدرا منجانب خاص رسپانڈنٹ۔ وجہ نالش واسطے تنسیخ تبنیت بالا پا ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۶۰ء کو پیدا ہوئی جب مسمات کلودا نے بالا پا کو گود مین لیا اور اپنے متوفی شوہر کا متبنی قرار دیا۔ واسطے مقدمہ یہ دفعہ نمبر (۱) ضمن نمبر (۱۶)۔ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء ہے دیکھو مقدمہ مرن سنی دیبی بنام پربینا سنی دیبی علاوہ ازین ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ضمن نمبر ۲ دفعہ نمبر ۱ فقرہ نمبر ۶ کے روسے خاص تعداد ایام قبل تنسیخ تبنیت کے واسطے مقرر ہے ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء دفعہ نمبر (۱۲۹) مین ایک میعاد مقرر ہے جسکے اندر دعوے ہوسکتا ہے اس سے ثابت ہے کہ واضعان قانون نے قطع نظر دعوی حصول جائداد دعوی تنسیخ تبنیت کو جائز تصور کیا ہے۔

فیصلہ عدالت

ویسٹراپ چیف جسٹس۔ قطع نظر اسکے کہ مدعی نے مرور عرصہ سے دعوی درباب جائداد بھجن گرپو متوفی ضائع کردیا ہو ہماری دانست مین اوسکا دعوی بنام بلاپا درباب تنسیخ تبنیت جائداد میعاد کے اندر دائر ہوا ہے اور حق سنہ ۱۸۶۸ء مین پیدا ہوا جب رسم تبنیت عمل مین آئی اور بموجب ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء دفعہ نمبر (۱) ضمن نمبر (۱۶) کے قبل از نفاذ ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ضمن نمبر ۲۔ دفعہ نمبر (۱۲۹) دعوی ہو سکتا تھا جیسے ہائی کورٹ کلکتہ نے مقدمہ میری منی دیبی بنام بھوبن منی دیبی فیصلہ دیا۔ اسبارہ مین بحث کی گئی ہے کہ جب مدعی فرزند بھجن گرپو متوفی ہے اور سنہ ۱۸۴۹ء مین باجلاس ٹنگراہ اسکو جائداد غیر منقولہ اوس کے باپ کی نہ ملی اس دعوی کو زائد المیعاد تصور کرنا چاہیے مگر یہ مقدمہ برا دحصول جائداد دائر نہین ہوا اور ہم اسبات مین راے نہین دیتے کہ آیا مدعی درباب حصول جائداد میعاد کے اندر ہے یا باہر ممکن ہے کہ ایک جزو کی نسبت یا کل کی نسبت وہ ایسی حالت مین ہو مگر ہم نہین کہتے کہ آیا وہ ایسی حالت مین ہے یا نہین بھجن گرپو کی وفات سے صورت قبضہ بیوگان مد نظر رکھنی چاہیے جب کبھی بحث اس بات مین پیدا ہو ممکن ہے کہ ہر دو بیوگان بھجن گرپو کا قبضہ مشترک رہا ہے ممکن ہے کہ مدعی کی پرورش کرایہ اور منافع جائداد سے ہوتی رہی ہو۔ یہ ممکن ہے کہ بھجن گرپو متوفی کے وفات سے کوئی بیوہ قابض جائداد علیحدہ شدہ پر نہین ہی کیونکہ دو بیوگان قابض تھین اور دونون مین سے کوئی قابض تھی اور یہ بات غالباً سنہ ۱۸۵۱ء تک قائم رہی ہو۔ بہرکیف غور قبضہ مخالف بیوہ کلووا پر مناسب وقت پر کرنی چاہیے قطع نظر جائداد بھجن گرپو ہماری دانست مین دعوی تنسیخ تبنیت رجوع ہو سکتا ہے اور مدعی نے دعوی تنسیخ تبنیت بلاپا میعاد کے اندر دائر کیا گیا ہے اور سمی بلاپا کے نام حکم امتناعی جاری ہو سکتا ہے کہ وہ شہزادہ یا دیگر پسر بھجن گرپو کے واسطے نہ کرنے پاوے اور واضعان قانون نے تنسیخ تبنیت

سکے واسطے خاص فیس مقرر کی ہے قطع نظر اسکے کہ دعوی جائداد ہو یا نہو دیکھو کورٹ فیس ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء ضمن نمبر ۲ دفعہ نمبر ۷ فقرہ نمبر ۵ - اور ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مین دفعہ نمبر ۱۲۹ سے یہہ استحقاق ثابت ہے نظر برین حالات اعتراضات پیش کردہ مسٹر گوکلداس منجانب موکل خود مسمات کلوا قابل پذیرائی نہین ہین اس واسطے ہم ڈگری مصدورہ اسسٹنٹ جج منظور کرتے ہین عدالت ثانی جب مقدمہ کی دوبارہ تجویز کرے تو اس سوال کا تصفیہ کرنا چاہیے کہ آیا مدعی بھیکا کا فرزند صلبی ہے یا نہین اور اگر یہہ سوال مفید مطلب مدعی طے ہووے تو اوس صورت مین جواز تبنیت بلا پا پر غور کی جاوے اور نیز مقدمات فیصل کردہ عدالت پر غور کی جاوے - باشی ٹی اپا بنام شیولنگ اپا وکالٹر سورٹ بنام دہر بنگجی و بال ونٹر اباسکار بنام بیاجی اور فیصلہ مدراس بمقدمہ سبل درل جبنا آما کٹلی آمل اخراجات اپیل عام اور خاص نتیجہ مقدمہ ثانی کے منحصر رہین۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

مقدمہ نمبر ۱۰۹ بابت سنہ ۱۸۷۶ء

منفصلہ ۱۵ - جولائی سنہ ۱۸۷۶ء

اپاجاجی اسمیل (مدعی) بنام آیا تھارا (مدعا علیہ) صفحہ انڈین لا رپورٹ انگریزی ۲۵۴

سائل جج

خلاصہ

تمادی - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ضمن نمبر ۲ فقرہ نمبر ۱۵ - مقدمہ - قاعدہ نمبر ۱۲۹ مجوزہ سوپریم کورٹ سابق - اٹرنی اور موکل - بل اخراجات -

ایک اٹرنی نے بموجب قاعدہ نمبر ۱۲۹ مجوزہ سابق سوپریم کورٹ درخواست گذرانی کہ اوس کا موکل

وجہ کافی ظاہر کرے کہ کیون وہ اخراجات دینے سے انکار کرتا ہے جو از روی حساب ٹیکس ماسٹر واجب الادا ہے اور کیون درصورت عدم ادا قرقی جاری نہو یہ امر بموجب ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مقدمہ مین ہے

اس قسم کا مقدمہ بموجب قانون تمادی مجریہ ہندوستان کبھی زائد المیعاد نہین ہوتا۔

سائل نے مقدمہ ہذا مین کمرہ مین سمن زیر قاعدہ نمبر ۱۴۹ مجوزہ سابق سوپریم کورٹ بنام مدعا علیہ حاصل کیا اور جسکے روسے مدعا علیہ سے دریافت کیا گیا کہ کیون وہ بقایا حساب اخراجات از روی حساب ٹیکس ماسٹر دینے سے انکار کرتا ہے اور درصورت عدم ادای کیون قرقی اوسکی جائداد پر جاری نہو

مسٹر جسٹس بیلی کے روبرو کمرہ مین ۲۲ جون سنہ ۱۸۷۶ء کو جواب داخل کیا گیا اور اٹرنی مدعا علیہ نے بحث کی کہ مقدمہ زیر ضمن نمبر ۲ دفعہ نمبر ۸۵ ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء زائد المیعاد ہے۔

عالم و فاضل جج نے دلائل سننی چاہین اور اسواسطے ۷ و ۱۵ جولائے سنہ ۱۸۷۶ء ایسا کیا گیا۔

پرسل۔ منجانب مدعا علیہ۔ دعوی زیر ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ضمن نمبر ۲ دفعہ نمبر ۸۵۔ زائد المیعاد ہے۔

اور موجودہ درخواست بطور مقدمہ ہے دفعہ نمبر ۸۵ ضمن نمبر ۲ ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء سے ثابت ہے کہ واضعان قانون کا یہہ منشا تھا کہ ایک وقت معین پر اٹرنی اپنے بل کا روپیہ وصول کرے مگر اگر دفعہ نمبر ۱۵ عائد نہین ہوتی تو کوئی میعاد اسکے واسطے مقرر نہین ہے۔

میریٹ ایڈووکیٹ جنرل۔ منجانب سائل۔ موجودہ درخواست مقدمہ مین ہے جہانتک کہ اوسکا تعلق قانون تمادی سے ہے بلکہ یہہ درخواست

بموجب قاعدہ نمبر ۱۴۹ مجوزہ سابق سوپریم کورٹ دائر ہوئی ہے اور ہائی کورٹ نے اس قاعدۂ منسوخ نہین کیا بلکہ خود اپنے حافظہ کا قصور کیا ہے۔ ایسی درخواست ہر وقت دائر ہو سکتی ہے کیونکہ کوئی قانون تمادی مجریہ اسکے مخالف رائج نہین ہے۔

فاضل جج نے اوسکو روک دیا۔

جسٹس بیلی۔ پلیڈر سائل نے ایک عجیب نکتہ پیش کیا ہے یعنے آیا قانون تمادی مجریہ ہندوستان کے روسے تین سال کی میعاد اوس درخواست سے متعلق ہے یا نہین جو زیر قاعدہ نمبر ۱۴۹ مجوزہ سوپریم کورٹ سابق دائر کی جاوے۔ یہ قاعدہ اول ہے اول سوپریم کورٹ نے ۱۸۴۵ء مین تجویز کیا اور اسکے الفاظ یہ ہین۔ "تمام معاملات مین بابت کام اٹرنی سالیسٹر یا پراکٹر کہ یہ ذمہ موکل ہو تو اول وغیرہ ٹیکس ماسٹر کے سامنے حساب پیش کریگا بعدہ باجازت جج ملکہ سے ایک سمن بنام موکل نادہندہ جاری ہوگا کہ وہ وجہ بیان کرے کہ وہ کیون اخراجات دینے سے پہلو تہی کرتا ہے اور جب کوئی وجہ کافی نہ بیان کی جاوے تو بعد تسکین بذریعہ حلف اس امر کے کہ سمن مدعا علیہ کے پاس پہونچ گیا ہے قرقی جائداد نادہند موکل جاری ہوگی اور یہ قرقی بجز ادائے خرچہ اوٹھائی نہ جاوے گی مگر کوئی امر مندرجہ قاعدہ ہذا اٹرنی کو نالش کرنے سے مانع نہین ہو سکتا۔

علاوہ اسکے قاعدہ نمبر ۱۵۱ ہے جسکے روسے ہر ایک اٹرنی کو اپنا بل حساب تصدیق کرانا پڑتا ہے اور تب وہ مجاز ہے کہ روپیہ وصول کرے اور وہ حسب ذیل ہے۔ "اٹرنیز سالیسیٹرس اور پراکٹرس کسی صورت مین مطالبہ زر بل نکرین گے یا آنکہ وصول نکرین گے جب تک اون کے زر

بل کے حساب کی تصدیق ٹیکس ماسٹر سے نہ لیوے اور اس رجسٹرنگ کا
نرخ بشرح آٹھ آنہ فی نصف تختہ فلس کیپ ہے"۔ یہ امر قابل لحاظ ہے
کہ یہ سرسری درخواست زیر قاعدہ نمبر ۱۴۹۔ ایسی ہے جو انگلستان مین نہ
تھی جب یہ قاعدہ ہندوستان مین تجویز ہوا اور آخری الفاظ اس قاعدہ
کے یہ ہین۔ "یہہ قاعدہ مانع ارجاع نالش نہین ہوگا اگر اٹرنی مناسب تصور
کرے"۔ غالباً ان الفاظ سے مراد یہ تھی کہ کسی اٹرنی کو ممانعت نالش
باضابطہ نہین ہے جیسے جب ایکٹ اٹرنی مجریہ انگلنڈ" (۲ جارج دویم فصل نمبر
۲۳ دفعہ نمبر ۲۳ کوئی اٹرنی مجاز نالش نہ تھا کہ جب تک وہ ایک ماہ قبل
ارجاع نالش تعداد بل اخراجات سے اپنے موکل کو اطلاع دیوے اور جب
درخواست موکل بل تصدیق کے واسطے بحکم جج صاحبان مناسب افسر کے پاس
جاتا تھا بعد تصدیق موکل کو فی الفور روپیہ دینا پڑتا تھا اور بصورت عدم
ادا سے قرقی جاری ہوتی تھی۔

قاعدہ ۔ ۵ نمبر ۹۴ سے ایک عجیب قاعدہ باضابطہ شروع ہوا اور اس
ضابطہ پر تا حال اعتراض نہین ہوا۔

بروقت برخاستگی سوپریم کورٹ اسکے قواعد و ضوابط قائم رہے دیکھو
قاعدہ نمبر ۱ فصل نمبر ۲ ہائی کورٹ اور بعدہ یکم اگست سنہ ۱۸۶۲ء ایک عام قاعدہ
تجویز ہوا جسکے الفاظ یہ ہین۔ "جو جو قواعد برخاستگی سوپریم کورٹ درباب
انتظام و ترتیب ضابطہ عدالت جاری تھی اور متعلق اختیارات ابتدائی کے تھے
جاری رہین سوای ایسے قواعد کے جو خلاف قانون جلوس ۲۴ و ۲۵ فصل نمبر ۱۰۴
وکٹوریا ہوان یا جن مین خلاف ورزی میٹرس پٹنٹ دفعہ ۳۷ ہون جو ۲۸ دسمبر
سنہ جلوس نمبر ۲۹ وکٹوریا برائے قیام ہائی کورٹ نافذ ہوئے (مطابق سنہ ۱۸۶۵ء) یا

ایسے قواعد جو خلاف قواعد مجوزہ ہائی کورٹ جو اب تجویز ہوئے ہین یا آئندہ تجویز کیے جاوین - نیز ایسے قواعد سوپریم کورٹ قابل لحاظ ہین جنمین خلاف ورزی ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ء یا اور کسی قانون مجریہ واضعان قانون ہند واقع ہو۔ کہ ضابطہ عدالت ہذا وہ ہے جو ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ء مین مندرج ہے بجز ایسی صورت کے کہ جب ضابطہ عدالت مین بموجب دفعہ ۳۷ لیٹرس پیٹنٹ ترمیم ہوئی ہو۔ اور نہ فصل نمبر ۱۸ قواعد عدالت ہذا جو ۲۵ نومبر سنہ ۱۸۶۷ء کو نافذ ہوا ہے اور جس مین ضابطہ کارروائی ایڈمرلٹی وائس ایڈمرلٹی وصیت ناجات اور بلا وصیت درج ہے کسی قاعدہ مجوزہ سے ترمیم ہوگا اسواسطے اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ قاعدہ نمبر ۱۴۹ مجوزہ سوپریم کورٹ اب تک جاری ہے اور اختیار عدالت سوپریم درباب تجویز قواعد ازین قبیل فیصلہ مقدمہ حضور رکما بائی بنام للوبائی موتی چند سے ظاہر ہے درحقیقت سوپریم کورٹ نے بخیال سہولیت وصولیت فیس اٹرنی یہ قاعدہ تجویز کیا تھا۔

مقدمہ جسکا مینے ابہی ذکر کیا ہے اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۵۲ء مین امصار کلکتہ مدراس و بمبئی مین قانون تمادی وہی تھا کہ اوس زمانہ قانون انگلستان مین تھا قانون تمادی انگلستان سٹیٹوٹ نمبر ۲۱ جیمس اول فصل ۱۶ کے نام سے مشہور ہے اور اس مین تمادی حقوق نالش اور قرضہ وغیرہ کی میعاد تاریخ حق نالش پیدا ہونے سے ۶ سال ہے آیا یہ سوال کہ لفظ مقدمہ جو اس قانون مین مستعمل ہوا ہے اوس مین درخواست ہذا بہی شامل ہو سکتی ہے یا نہین ۔

قانون جیمس اول تا نفاذ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء ہر سہ امصار مین جاری رہا اس قانون کے دیباچہ مین لکہا ہے کہ یہ قانون بمراد درستی قوانین متعلق

میعاد مقدمات نافذ ہوتا ہے۔ مقدمہ کرسٹو شنکر راے بنام راجہ برودہ کٹٹ راای مین یہہ سوال پریوی کونسل مین پیدا ہوا تھا اور فیصلہ سر جیمیس کالوائل مین مندرج ہے۔ اجرای ڈگری ہائی کورٹ بصیغہ اپیل بنا رضی فیصلہ عدالت مفصل آیا دفعہ ۲۰ یا دفعہ ۱۹۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع سے متعلق ہے دوم ڈگری سے ہائی کورٹ کی کیا تاثیر ہے اور سوئم اوس مقدمہ مین تین سال کے اندر ڈگری قائم رکھنے کے واسطے زیر معنی دفعہ ۲۰۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع کوئی تدبیر کی گئی ہے۔

بصفحہ ۴۸۶ رپورٹ مذکور مین فیصلہ الفاظ ذیل مین ہے۔ اختیارات اور حد سماعت سوپریم کورٹ بہ ترمیم خفیف ہائی کورٹ کو ملے جنکو یہہ بصیغہ ابتدائی استعمال کرتی ہے اور اختیارات اور حد سماعت عدالت اپیل بھی ہائی کورٹ کو بصیغہ اپیل حاصل ہوئے [illegible] قانون جسکی پابندی ہائی کورٹ پر بصیغہ ابتدائی واجب تھی وہ وہی ہے جو سپریم کورٹ مین برتا جاتا تھا اور اپیل مین وہی قانون عملدرآمد مین آتا تھا جو عدالتہاے [illegible] مین قابل پابندی ہے ضابطہ دیوانی ضابطہ عدالت ہائی کورٹ بصیغہ ابتدائی اور اپیل قائم ہوا اور ضابطہ سابقہ مروج سپریم کورٹ دور ہوگیا مگر [illegible] دیوانی مین قانون تمادی مین دست اندازی نہین کی جس بارہ مین ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع بدستور قائم رہا۔

ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع مین کوئی امر ایسا نہین جسکا اطلاق درخواست زیر بحث پر عائد ہوسکے جو بموجب قاعدہ نمبر ۱۴۹ مجوزہ سپریم کورٹ رجوع ہوئے قانون تمادی کی دفعہ ایک ضمن ۱۶ کے روسے تمام مقدمات جنکا ذکر ایکٹ مین نہین چھ سال میعاد ہے۔

اب ہم ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ع کی طرف متوجہ ہوتے ہین یہہ قانون تمادی مقدمات اور دیگر مطالب کے لیے میعاد مقرر کرنے کے لیے نافذ ہوا ہے اور اسکے دیباچہ کی

عبارت حسب ذیل ہے - ہرگاہ کہ قرین مصلحت ہے کہ قانون میعاد متعلق مقدمات اپیلانٹ اور چند درخواست ہای ضرور ہے لہذا حسب ذیل حکم ہوتا ہے ان الفاظ کے معنی زیادہ تر وسیع ہین جو ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء کے دیباچہ مین مستعمل کیے گئے اور بیشک اسکی وجہ یہ ہے کہ جب ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء پاس ہوا تو ضابطہ دیوانی رائج تھا اور ہائی کورٹ قائم پس اس آخری قانون تمادی مین نسبت قانون تمادی سابقہ زیادہ حوالہ ضابطہ دیوانی کا ہونا چاہیے اور اسی واسطے مقدمات اپیلانٹ درخواست ہا وغیرہ کا ذکر دیباچہ مین ہے پھر ضمن نمبر ۲ مین مقدمات اپیلانت اور درخواست ہا کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے اول حصہ مین ۱۵۰ قسم کے مقدمات لکھے گئے ہین مدعا علیہ کی طرف سے بحث کی گئی ہے کہ میعاد مقدمہ خلاف سٹرنج ۲۳ - مارچ سنہ ۱۸۷۳ء سے جاری ہونی چاہیے اور مین بغیر تسلیم کرنیکے فرض کرتا ہون کہ صورت ایسی ہے پھر یہ بھی دلیل دیگئی کہ عرضی زیر تجویز ضمن ۱۵ سے متعلق ہے کیونکہ اشرنی اپنے اخراجات کا دعوی کرتا ہے اور کوئی صریح اقرار اسبات مین نہین کہ اخراجات کب ادا کیے جائین -

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا درخواست زیر قاعدہ نمبر ۱۲ مجوزہ سپریم کورٹ نظر بمعنی فقرہ ۔ ۵ ضمن ۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مقدمہ ہے یا نہین میری دانست مین یہ مقدمہ نہین درخواست زیر تجویز عدالت مین بصیغہ ابتدائی اختیارات پیش کی گئی تھی اور قانون تمادی ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء جب کبھی اس قسم کی درخواستونکا ذکر کرتا ہے تو بیان بصراحت کرتا ہے کیونکہ ہر ایک درخواست ضمن نمبر ۲ کی قسمت نمبر ۲ مین شرح درج ہے دفعہ ۶ ایکٹ تمادی نسبت حکم ہائی کورٹ بصیغہ ابتدائی کی نسبت الفاظ ذیل ہین -

دفعہ ۶ - جب از روی کسی قانون کے جو ضمیمہ منسلکہ ایکٹ ہذا مین داخل

نہین ہے اور برٹش انڈیا کے کسی جزو مین بالفعل یا آئندہ نافذ ہو کسی مقدمات یا اپیل یا درخواست کے واسطے بالخصوص میعاد سماعت کے اوس میعاد کے خلاف مرقوم ہو جو از روی ایکٹ ہذا مقرر کی گئی ہے تو کوئی عبارت مندرجہ ایکٹ ہذا مخل اوس قانون کی ہوگی۔ کوئی عبارت مندرجہ ایکٹ ہذا موثر اون میعادون کی ہوگی جو واسطے سماعت اپیل یا درخواست نظر ثانی کسی ڈگری یا حکم یا فیصلہ عدالت العالیہ ہائی کورٹ کے بمنصب ویسکے اختیار سماعت صیغہ ابتدائی کے مقرر ہے۔

اب اسی واسطے ظاہر ہے کہ جب کبھی واضعان قانون نے ہائی کورٹ کے بصیغہ ابتدائی کا حوالہ دیا تو الفاظ مناسب کا استعمال کیا اور دفعہ ۶- اور فقرہ نمبر ۱۶۹ مندرجہ ضمن ۳ سے درخواست زیر بحث کو بموجب معنی فقرہ ۱۵۵ ضمن نمبر ۲ مقدمہ خیال کرنا غیر ممکن ہے اور نہ درخواست ہذا میری رای مین زیر فقرہ ۱۱۵ - در باب عہد شکنی صریح یا معنوی رجسٹر شدہ ایسی نہین کہ جسکے واسطے قانون تمادی مین ذکر آیا ہو کیونکہ ضمن نمبر ۲ کی قسمت اول مین مقدمات کا ذکر آیا ہے اور نہ فقرہ ۱۱۸ درخواست زیر تجویز عائد ہو سکتا ہے اگر کالم نمبر (۱) ضمن ۲ مین قسم مقدمہ یا دیگر کاروائی یا درخواست مندرج ہوتا تو صورت اور ہو جاتی مگر چونکہ واضعان قانون نے صرف لفظ مقدمہ کو استعمال کیا ہے اور مقدمات ضمن نمبر ۲ مین اون مقدمات کا ذکر ہے ضابطہ دیوانی کے رو سے رجوع ہو سکتی ہین تو ضرور اون سبکو مقدمات سمجھنا چاہیے عدالت بیشک لفظ مقدمات کے معنون کو ایسی وسعت نہین دے سکتی کہ جس سے درخواست زیر تجویز بھی اون مین آجاوے بلکہ لفظ کے وہی معنی لینے چاہئین جو علی العموم اور طبعًا لیے جاتے ہین مقدمہ اپلی بنام ڈیگل مین چیف جسٹس جروس نے قانون کے معنی پر بحث کرتے ہوئے حسب ذیل فرمایا۔ اگر الفاظ

مستعملہ بدیع اور صاف ہون تو ہم پر واجب ہے کہ اونکے معمولی معنی لیوین اگرچہ ایسی تعبیر سے صریح بی اتفاقی پیدا ہووے جب اون کے معنی مبہم اور صریح ہون تو ترمیم کا اختیار ہے مگر جب صریح المعنی الفاظ کے معنی بابت نہ مین ہم ترمیم کرین فقط اس خیال سے کہ ہماری راے مین اون سے بی اتفاقی پیدا ہوتی ہے تو بیشک ہم بجاے جج ہونے کے واضعان قانون کا کام اختیار کرتے ہین —

مین نے چیف جسٹس سے اس بارہ مین مشورہ کیا ہے جو مجھسے متفق راے ہے مگر دوسرا شخص بجز میرے مقدمہ ہذا کے فیصلہ کے واسطے ذمہ دار نہین ہے — مقدمہ گوبند بنام نرائن[1] مین چیف جسٹس نے بصیغہ اپیل ۱۹ جون ۱۸۷۶ء کے فیصلہ مین درخواست اجراے ڈگری کو زیر قانون نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مقدمہ تصور نہین کیا اور میری راے درخواست زیر تجویز جسکی روسے اٹرنی اپنے موکل سے بل کا روپیہ چاہتا ہے مقدمہ نہین ہے اور نہ مقدمہ کی تعریف اسپر آتی ہے بلاریب عدالتون نے قانون تمادی کے وہ وہ معنی پیدا کیے ہین جو الفاظ سے نہین نکل سکتے مگر یہ امر سلسلہ فیصلجات عرصہ دراز سے پیدا ہو گیا ہے اور ایک مقدمہ جو بمبئی سے پریوی کونسل مین گیا جسکا حوالہ اب بی مینے دیا ہے اوس مین لارڈ صاحبان نے الفاظ ”سمندرون کے اوس طرف“ مندرجہ قانون تمادی (۱۴ سنہ جلوس جمیس اول فصل نمبر ۱۶ دفعہ نمبر ۷) کی نسبت یہ راے ظاہر کی ہے کہ اون کے لفظی معنی نہین لینے چاہئین سر جان جروس اپنے فیصلہ مین بیان کرتے ہین کہ دفعہ نمبر ۷ کے معنی لفظی مین بہت نقص عائد ہوتا ہے —

ضرور نہین ہے کہ فیصلہ مقدمہ ہذا مین بیان کیا جاوے کہ امر زیر بحث کے بارہ مین کیا قانون تمادی تھا جب قانون تمادی جمیس اول رائج تھا

ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء سے وہ قانون منسوخ نہین ہوا اور کوئی فقرہ ناسخ اس مین موجود نہین ہے سوائے دفعہ نمبر ۱۷ مین مندرج ہے کہ بعد دو سال نفاذ ایکٹ ہذا میعاد اسکے رو سے شمار ہوگی اور نہ کسی دیگر قانون ایکٹ سٹیوٹ وغیرہ سے اسواسطے جہان کوئی قانون تمادی نقیض ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء ہے اوسکی تنسیخ معنوی طور پر ہو چکی ہے۔

ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء سے سٹیوٹ جسمین اول کلام منسوخ ہے اسواسطے یہ ضرور نہین ہے کہ بموجب قانون جسمین اول بیان کیا جاوے اور درخواست ہذا مقدمہ سے یا نہین۔ دفعہ نمبر ۲ قانون جدید تمادی ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۷۳ء سے منسوخ ہو چکی ہے اسواسطے کل عملدرآمد ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء پر ہونا واجب ہے صرف وکیل مدعاعلیہ فقرہ نمبر ۱۰۵ کا حوالہ دے گا جو درخواست زیر تجویز سے متعلق نہین ہے۔

میری دانست مین درخواست زیر تجویز کے واسطے کوئی میعاد مقرر نہین ہے اور یہ درخواست بموجب قاعدہ نمبری ۱۴۹ سوپریم کورٹ پیش کی گئی ہے اسواسطے مین حکم دیتا ہون کہ سمن جو خرچہ کامل ہووے اور اخراجات وکیل اوسپر ایزاد کی جاوین۔

مدعاعلیہ نے بعد ازان عرضی ناراضی حکم مسٹر جسٹس بیلی باجلاس مسٹر وسٹراپ چیف جسٹس اور سارجنٹ جسٹس پیش کے اور بیان کیا کہ گو اپیل نہین ہوسکتا مگر تاہم امید کرتا ہون کہ عدالت اپیل تنسیخ حکم مین امداد دیگی۔

وسٹراپ چیف جسٹس نے ۱۱۔ اگست سنہ ۱۸۷۶ء کو فیصلہ دیتے وقت حسب ذیل فرمایا۔ مدعاعلیہ درست کہتا ہے کہ اپیل نہین ہوسکتا مگر ہم مدعاعلیہ سے ہمدردی ہرگز نہین کرسکتے کہ وہ اپنے اٹرنی کو اسکی اجرت سے

محروم کرنا چاہتا ہے اور ہم ہر ایک امر مین عدالت ماتحت سے اتفاق کرتی ہین - اور مسٹر جسٹس بیلی کا حکم بالکل درست و صحیح ہے -

صیغہ اپیل دیوانی

اپیل خاص نمبر ۱۹ بابت ۱۸۷۶ع

منفصلہ ۲۷ - جولائی ۱۸۷۶ع

نرائن چیریا (مدعی اپیلانٹ) بنام نارسو کرشنا اور ایک کس دیگر (مدعی رسپانڈنٹ)

صفحہ لا رپورٹ انگریزی ۳۶۲

خلاصہ

دہرم شاستر - بیع جائداد جدی بموجب حکم عدالت - استحقاق فرزند در جائداد جدی - بموجب متاکشرا اور میوکہ فرزند بوقت پیدائش حصہ دار جائداد جدی ہوجاتا ہے مگر وہ حصہ داری بپابندی ادائے قرضۂ والد وجد ہوتی ہے -

ایک ہندو کی جائداد جدی کو وہ بذات خود بذریعہ عدالت دیوانی نیلام یا بیع کرسکتا ہے جب اوسکے ہو قرضہ واجب الادا ہو اور یہ قرضہ خلاف اخلاق مطالب اور خلاف قانون نہ لیا گیا ہو اور پابندی ایسے بیع کی اوسکے فرزندون پر واجب ہے -

مقدمات گردہاری لعل بنام کنیٹو لعل اور مدن ٹہاکر بنام کنیٹو لعل کرگنہ (لا رپورٹ انڈین اپیل نمبر ۳۲۱ صدر عدالت نمبر ۴ انبگال لا رپوٹ نمبر ۷۰ اور کلکتہ ہفتہ وار رپورٹ نمبر ۵۶ -

یہ خاص اپیل بنا راضی فیصلہ جج ضلع دروار جسکے رو سے ڈگری جج ماتحت مقام ایضاً بحال رہی دایر ہوا - یہ مقدمہ مسمیان نارسو اور اوسکے بھائی سیوا جیراج نے بنام نرائن چاریا دایر کیا اور مدعا مقدمہ یہ تھا کہ قبضہ دو ثلث نصف حصہ مکان کا دیا جائے مدعیان نے بیان کیا کہ مکان متنازعہ جدی جائداد اونکے والد مسمی کرشنا پا اور اوسکی بھائی مسمی سنا پا کی ہے اور یہ مکان بعوض

دو ڈگریات ایک خلاف سنتا پا اور دوسری خلاف سنا پا اور والد مدعیان
مدعا علیہ کے پاس فروخت ہوگیا ہے اور چونکہ مدعیان مین سے ہر ایک بطور
فرزند کرشنا پا ایک ایک ثلث نصف مکان کا وارث ہے پس دو ثلث حصہ نصف
مکان مدعا علیہ سے دلایا جاوے مدعا علیہ نے اول یہہ اعتراض کیا کہ مکان مذکور
کرشنا پا اور سنتا پا کو اونکے باپ کی وراثت سے نہین پہونچا بلکہ اونکے چچا وبن کا پا
سے اور اس واسطے یہہ مکان جدی نہین ہے دوم اور دیم قرضہ ضروری اخراجات کے
واسطے لیا گیا اور اس وجہ سے بیع جایز ہے ہر دو عدالت ماتحت نے ڈگری بحق مدعیان
صادر کی اور وجہ یہہ بیان کی کہ یہہ مکان جدی ہے اور اس مین ہر دو مدعیان کا
حصہ ہے اور اس واسطے اونکا حصہ بعوض قرضہ اونکے باپ کے بیع نہین ہو سکتا۔

خاص اپیل باجلاس مسٹر اپ چیف جسٹس ورجسٹس ملول پیش ہوا۔

اتک شاہ جہانگیر شاہ - منجانب خاص اپیلانٹ - ہر دو عدالت ماتحت
نے غلطی کی کہ یہہ مکان جدی ہے کرشنا پا اور سنتا پا کو اونکے چچا وبن کا پا سے
ملا اور نہ انکے باپ سے وپا سے بموجب متاکشرا فرزند اپنے باپ کو نہین روک سکتا
کہ وہ جایداد علیحدہ کرے جو اوسکو مثل مقدمہ ہذا رشتہ داران قریب سے پہونچی
ہو اور مزاحمت انتقال صرف اوسی صورت مین ہو سکتی ہے جب جایداد جدی
ہو دیکھو مقدمات بابو نند کمار لال بنام مولوی رضی الدین حسین اگر اسکو جایداد
جدی بھی مقرر کیا جائے تاہم بھی بموجب دہرم شاستر یہہ جایداد بعوض قرضہ سنتا پا
اور کرشنا پا قابل بیع ہونیکے ہے - اور مدعیان اس بیع سے انکار نہین کر سکتے دیکھو
مقدمہ گردہاری لعل بنام کنیہو لال اور راودہ رام بنام راتو قرضہ کرشنا پا نے بطور
منتظم خاندان اوٹھایا اور یہہ قرضہ واسطے فایدہ خاندان کے لیا جب تک اسکے خلاف
ثابت ہو جو مدعیان ثابت نہین کر سکتے۔

گھنشام نیل کنٹھ - از طرف خاص رسپانڈنٹ بیٹا بموجب
دہرم شاستر اپنی پیدایش کے وقت سے باپ کے جدی جایداد مین برابر حصہ دار
ہو جاتا ہے دیکھو متاکشرا فصل اول دفعہ ۵ - آیت نمبری ۳ و ۵ و ۸ و ۹ و ۱۰ اور
مقدمہ بابو ہرکشور رسوائی سنگھ بنام بابو ہربلب نراین سنگھ و مقدمہ سدانند
مہوپتر بنام سرجومنی دیوٹی ور اجہ رام تواری بنام لچھمن پرشاد و سدانند مہو
پتر بنام سرجومنی دیوی راے چارلو بنام ورکاٹا ماٹیا - باپ کو بموجب دہرم شاستر
جایداد غیر منقولہ کے انتقال کا اختیار نہین گو یہ جایداد جدی یا کسبیہ ہو جبتک
اپنے بیٹون کی رضامندی حاصل نکرے انتقال ناجائز ہے دیکھو متاکشرا فصل
نمبر ا دفعہ ایک اشلوک نمبر ۲۷ - اور ناٹن صاحب کے مقدمات قابل نظیر صفحہ ۱۴۷
اس واسطے بیٹے کو اختیار ہے کہ اپنے باپ کا انتقال جایداد جدی بغیر خانگی ضرورت
کے جو وقوع مین آیا ہو منسوخ کرا دے دیکھو مقدمات ہنومان دت بنام
بھاگ پٹ کشن داد و جگدیک نراین سنگھ بنام دینہ یال - باپ اور بیٹا بموجب
دہرم شاستر مشترک خاندان کے حصہ دار ہین اور اسی واسطے ان پر پابندی
ایک ہی قسم کے قواعد کی واجب ہے -

ہر ایک کو خاندانی جایداد مین یکسان حصہ ہے اگرچہ وہ حصہ غیر منقسمہ ہے
باپ کو جدی جایداد مین بیٹا کے حصہ پر زیادہ اختیار نہین ہے بہ نسبت کہ منتظم شریک
ہوتا ہے بیٹے کا حصہ جایداد جدی مین علیحدہ ہے اور اسواسطے باپ کے قرضہ
کے عوض وہ منتقل نہین ہو سکتا جبتک قرضہ لینے کی ضرورت کے لئے نہ لیا جاے
علاوہ ازین مدعا علیہ کو جو کچھ عدالت نے دیا وہ کرشنا پا کا حصہ تھا اس بیع کی
تاثیر مدعیان کے حصہ پر نہین ہو سکتی -

عالم وکیل نے بمبئی ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۳ء اور مہابیر پرشاد بنام رام یاد سنگھ

کا حوالہ دیا اور شاہ جہانگیر شاہ نے بجواب اسکے حوالہ مقدمہ مدن گوپال لعل بنام مسمات گورن بٹی کا حوالہ دیکر کہا کہ اس مقدمہ کے فیصلہ مین مسٹر جسٹس فیر نے بموجب قاعدہ مجوزہ پریوی کونسل بمقدمہ گردھاری لعل بنام کنٹو لعل معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف نے اپنی رای بدل لی جب تصفیہ مقدمہ جگدیک نرائن سنگہ بنام دین دیال کا صادر ہوا۔

فیصلہ عدالت

وسٹراپ چیف جسٹس مہاپہ کے دو لڑکے مسمیان کرشنا پا اور شنا پا تھے یہ آخری بیٹا شیرنی داس کے نام سے مشہور تھا مدعیان بیان کرتے ہین کہ یہ مکان متنازعہ انکو اون کے باپ مہاپہ سے وراثت مین پہونچا کر کرشنا پا اور سنا پا کی جائداد نصف حصہ غیر منقسم مکان کا بذریعہ نیلام بعلت اجرای ڈگری عدالت خلاف سنا پا فروخت ہوا اور باقی غیر منقسم نصف حصہ اوسی عدالت کے حکم سے بنام مدعا علیہ نرائن چتار بابا اجرای ڈگری خلاف سنا پا اور کرشنا پا نیلام ہوا اسوا سیواجی رای فرزندان کرشنا پا نے مقدمہ ہذا بنام نرائن [illegible] دائر کیا ہے اور دعوی کرتے ہین کہ دو ثلث نصف مکان انکو ملنا چاہیے مدعا علیہ کی طرف سے یہہ سوال کیا گیا ہے کہ آیا مکان جدی جائداد کرشنا پا اور سنا پا کے ہے یا نہین مدعا علیہ بیان کرتا ہے کہ یہہ مکان اون کو اون کے چچا [illegible] کا باپ سے ملا اور مقدمہ بابو تنہ کمال بنام مولوی رضی الدین حسین کا حوالہ دیا گیا ہے کہ چونکہ یہہ مکان ایک رشتہ دار سے ملا اسواسطے جدی وراثت نہین شمار ہوسکتی ضرور نہین کہ قانون یا قاعدہ اصول اس مکان کا دریافت کیا جاوے کیونکہ بالفرض یہہ مکان جدی بھی ہوتا ہسم بیع کی پابندی عیان پر ہے مکان قرضہ کے عوض مین بیع ہوا یہہ بیان نہین کیا گیا کہ یہہ قرضہ مطلب

خلاف قانون یا خلاف اخلاق کے لیا گیا ہے جب یہہ صورت ہے کہ اعلی عدالت سے یہہ فیصلہ پاچکا ہے کہ باپ کی جائداد جدی قرضہ کے عوض بیع ہوسکتی ہے اور اس بیع کی پابندی اوسکے فرزندون پر واجب ہے دیکھو مقدمہ گردہاری لعل بنام کنشو لعل اور ہنومان پرشاد پنڈی بنام سماۃ بابوی منراج کنوری جس مین نائیٹ بروس صاحب نے بصفحہ ۴۲۱ لکھا ہے کہ بموجب دہرم شاستر بیٹے کے ازروی اداے قرض باپ سے بلحاظ سرشت قرضہ کے ہے نہ بلحاظ قسم جائداد کے جائداد گو جدی ہو یا مکسوبہ قرضدار ذمہ واری جائداد جدی درباب اداے قرضہ باپ یا دادا کی نسبت نارد منی نے حسب ذیل لکھا ہے جب باپ مرجائے تو اوسکے بیٹے جائداد تقسیم کرین اور ہر ایک کو بموجب اپنے حصہ کے قرض ادا کرنا ہوگا اور یا جس بیٹے نے اپنے کل قرضہ کی ذمہ واری کرلی ہو اور درس پتی کا قول ہے کہ اول وہ قرضہ ادا کرنا چاہیے جو باپ نے اوٹھایا بعد ازان وہ قرضہ جو اوس نے خود اوٹھایا لیکن دادا کا قرضہ ان دونون قرضون سے پہلے ادا ہونا چاہیے بیٹون کو اپنے باپ کا قرضہ ادا کرنا چاہیے جب یہہ ثبوت کو پہونچ جاے اور بمعہ سود کے ادا ہونا چاہیے مگر دادا کا قرضہ بلاسود کے دینا چاہیے اور دادا کے قرضہ کے واسطے پوتا مجبور نہین کیا جاویگا جب پوتے کے پاس دادا کی جائداد نہو دیکھو کتاب نمبر ا فصل دہشتک ۱۷۰ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۹۶ و ۱۹۷ - اور بیٹون اور پوتون پر باپ کے قرضہ کی اسقدر پابندی نہین جیسے کہ اس احاطہ مین ہے اسیواسطے ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۶۶ع پاس ہوا ورنہ پہلے اسکے بغیر جائداد باپ دادا کے لیے قرضہ دینا پڑتا تھا یہہ سچ ہے بموجب دہرم شاستر متاکشرا اور میوک بیٹا بوقت پیدائش جدی وراثت کا حصہ دار ہوجاتا ہے مگر اس حصہ داری پر باپ اور دادا کا قرضہ بھی واجب ہے -

ارادہ کیا گیا ہے کہ فرق درمیان بیع اور فروخت بحکم عدالت کا بتایا جاوے اور آخری بیع سے صرف حق مدیون ڈگری منتقل ہوتا ہے مگر مقدمہ ہذا مین قرضدار

استحقاق جدی ابرای اداے قرضہ اپنے تصرف مین لایا ہے اور ایسا تصرف پریوی کونسل نے دو اپیلون مین قائم رکھا ہے اون مین سے ایک بیع بطور انتظام خانگی عمل مین آئے اور دوسرے مین بحکم عدالت اور یہہ فیصلہ بنگال لا رپورٹ نمبر ۱۴ مین مندرج ہے آخری بیع بحکم عدالت بموجب ایکٹ نمبر ۴ دفعہ ۱۰ سنہ ۱۸۴۲ء عمل مین آئی تھی جسکی بیع بحکم عدالت مساوی اوسکے ہے جو بطور انتظام خانگی عمل مین آوے - مگر سر بارنس پیکاک نے بوقت صدور فیصلہ ہر دو قسم کی بیع مین فرق بیان نہین کیا مدعیان نے فیصلہ مصدرہ جسٹس نیر پر انحصار کیا ہے مگر یہہ فیصلہ قبل صدور فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ گرد ہاری لعل بنام کینٹو لال تھا -

ڈگری ہر دو عدالت ہاے ماتحت منسوخ اور ڈگری بحق مدعا علیہ نرائن چاریا صادر ہووے اور مدعیان اخراجات مقدمہ مدعا علیہ کو دیوین مگر اخراجات ہر دو اپیل ذمہ فریقین -

صفحہ لا رپورٹ بمبئی ۲۶۷

صیغہ اپیل دیوانی

متفرق اپیل خاص بمقدمہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۶ء

منفصلہ ۱۸ - اگست سنہ ۱۸۷۶ء

گوپال نرائن (مدعی اپیلانٹ) بنام ترمباک ساداشو اور ریکمن دیگر (مدعا علیہ ریسپانڈنٹ)

خلاصہ

ریجسٹریشن ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۷۱ء دفعہ نمبر ۱۷ - انتقال ڈگری درباب بیع جائداد مرہونہ -

جہان مرتہن نے ڈگری خلاف راہنان حاصل کی کہ زر رہن ادا کیا جاوے اور در صورت عدم ادا جائداد مرہونہ نیلام ہو کر زر ڈگری وصول ہو اور وارث مرتہن نے انتقال ڈگری بنام مدعی کر دیا جو ڈگری جاری کرانا چاہتا ہے - اور جس سے نیلام جائداد عمل مین آویگا -

یہ قرار پایا کہ انتقال ڈگری ایک دستاویز ہے جسکی رجسٹری لازمی ہے -

یہ متفرق اپیل بنا راضی فیصلہ جج ضلع ستارہ جسکے رو سے حکم جج ماتحت درجہ اول ستارہ بحال رہا داخل ہوا۔

مسمی نورہ ولد یوچی نے ایک ڈگری زر رہن بنام مسمیان ٹھ سباک اور گنیش عدالت جج ماتحت درجہ اول ستارہ سے حاصل کی اور تاریخ صدور ڈگری مذکورہ ۲۲-۱۸۶۸ء - اور تعداد زر ڈگری شدہ مبلغ ... ہزار اور صورت وصولیت زر بذریعہ نیلام مکان مدعیان تھی مدعی نے یہ ڈگری وارث ڈگریدار مسمی دمو دیسے خریدی اور دستاویز انتقال ڈگری ۶ جنوری ۱۸۷۵ء کو تحریر ہوئی اور مدعی نے اجرائے ڈگری کرنا چاہا مدعا علیہان نے عذر کیا کہ انتقال ڈگری تجویز کردہ گوپال رجسٹری شدہ نہیں ہے (دیکھو دفعہ نمبر ۱۷ ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۷۱ء) اپیل میں یہ فیصلہ بحال رہا اور رای ڈسٹرکٹ جج یہ ہے دستاویز جسکے رو سے یہ ڈگری بعوض انتقال کی اسکے ذریعہ جائداد غیر منقولہ انتقال ہوئی اسواسطے رجسٹری اسکی لازمی ہے پس فیصلہ عدالت ماتحت بحال رہے۔

خاص اپیل میں وہ امر پیش ہوا اور باجلاس سر ویسٹراپ چیف جسٹس اور کمبل پیش ہوا۔

شام راو واٹل ازطرف خاص اپیلانٹ۔

فرام جی نخسرو ازطرف خاص رسپانڈنٹ۔

فیصلہ

ہم ہر دو عدالت ماتحت سے متفق ہیں اور اپیل معہ خرچہ خارج۔

ہائی کورٹ الہ آباد

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر رابرٹ اسٹوارٹ نایٹ چیف جسٹس و مسٹر جسٹس پیرسن

منفصلہ ۲۹ مئی سنہ ۱۸۷۶ع

رام اترا اور دیگر کسان (مدیونان ڈگری) بنام اجودھیا سنگہ اور دیگر کسان (ڈگریداران)*

خلاصہ

اجراے ڈگری - ایکٹ نمبر ۹ بابت سنہ ۱۸۷۱ع دفعہ نمبر ۱۶۷ ضمن نمبر ۲ - تمادی -

جب مشترک ڈگری صادر ہوا اور منجملہ ڈگریداران ایک کس ایک جزو ڈگری کے اجراے کے واسطے درخواست گذرانے تو ڈگری کی میعاد تازہ نہین ہو سکتی

جب ڈگری عدالت خرچہ عدالت ماتحت چند کس مدعا علیہم کو علیحدہ علیحدہ دلاے اور اٹھہ کس مدعا علیہم کو مشترک طور پر اور اجراے ڈگری خرچہ اندر میعاد کے ایک شخص نے دایر کی ہو بجز اسکے چودہ ڈگریدار معہ دیگر ڈگریداران درخواست گذرانے تو اول درخواست گذرانیدہ شخص واحد منجملہ ڈگریداران کافی نہین ہے کہ میعاد ڈگری کو تازہ کرین -

مدیونان ڈگری نے مقدمہ ہذا مین ۲۶ کس مدعا علیہم پر دعوی کیا کہ قیمت ایک خاص جایداد کی اوسکو دلائی جاوے ابتدائی عدالت نے ۳۰ مئی سنہ ۱۸۷۲ع کو ڈگری

* متفرق عام اپیل نمبر ۵ بابت سنہ ۱۸۷۶ع نباراضی حکم جج ماتحت گورکہپور مورخہ ۲۸ جولائی سنہ ۱۸۷۵ع -

نبنام ۱۳ کس مدعاعلیہم بابت ایک جزو جایداد متدعویہ صادر کی اور دعوی بنام
باقی مدعاعلیہم خارج کیا منجملہ ان ۲۱ کس کے آٹھہ نے ہائی کورٹ (صدر کورٹ)
مین اپیل کیا اور مدعیان نے اوس حکم کا اپیل کیا جو مفید مدعاعلیہم تھا صدر کورٹ
نے مدعیان کا اپیل خارج کیا اور ڈگری خلاف مدعاعلیہم فسخ کی اور اس مین وہ
مدعاعلیہم بھی شامل ہین جنہون نے اپیل داخل نہین کیا ڈگری صدر کورٹ
صادرہ ۱۳ مارچ ۱۸۶۶ء نے بعض مدعاعلیہم کو عدالت ابتدائی خرچہ علیحدہ دلایا
جسمین اجودھیا سنگہ بھی شامل تھا اور آٹھہ جماعت ہائے مدعاعلیہم کو مشترک طور
پر دلایا اور اخراجات عدالت صدر مین جماعت ہائے مدعاعلیہان کو ۔ ۲۳ مارچ
۱۸۶۶ء کو اجرای ڈگری بانتظار فیصلہ اپیل عدالت پریوی کونسل ملتوی رہا اور
یہہ اپیل مدعیان نے دایر کیا تھا ۱۱۔ فروری ۱۸۷۱ء کو پریوی کونسل نے ڈگری
صدر کورٹ جس قدر کہ اس ڈگری نے فیصلہ عدالت ابتدائی کو منسوخ کیا تھا
منسوخ کیا اور ڈگری عدالت اول بحال ہوئی۔

۔ ستمبر ۱۸۷۱ء کو اجودھیا سنگہ نے درخواست کی کہ بمراد اجرائے ڈگری
صدر کورٹ مدیونان ڈگری قید ہووین اور نیز اوسکی درخواست یہہ تھا کہ اسکے ذریعہ
سے اجودھیا سنگہ اپنے اخراجات بابت عدالت ابتدائی اور ایک جز عدالت
صدر لیا جاتا تھا عدالت نے ۔ ستمبر ۱۸۷۱ء کو اعلان جاری کیا کہ مدیونان ڈگری
۲۰ ستمبر کو وجہ بیان کرین کہ اجرائے ڈگری خلاف اونکے کیون نہو ۲۰ ستمبر کو
عدالت سے حکم صادر ہوا کہ مدیونان ڈگری گرفتار کیے جاوین اور یکم نومبر تاریخ
پیشی بمراد سماعت عذرات مقرر ہوئی ۔ نومبر کو حکم ہوا کہ چونکہ اجودھیا سنگہ
نے طلبانہ داخل نہین کیا اسلئے درخواست خارج ہوا ہے ۳۰۔ نومبر کو اجودھیا
سنگہ نے پھر ویسی ہی درخواست پیش کی یہہ عرضی بھی بباعث عدم ادائے

زرطلبانہ خارج ہوئی ۲۰ مئی ۱۸۸۰ء کو اجودھیا سنگہ اور دیگر ڈگریداران نے درخواست اجراے ڈگری گذرانی مدیونان ڈگری نے اعتراض کیا کہ ڈگری زایدالمیعاد ہوگئی ہے مگر عدالت ابتدائی نے اس عذر کو سماعت نہ کیا۔

مدیونان ڈگری نے اپیل ہائی کورٹ مین کیا اور اس عدالت مین بھی یہی عذر کیا گیا کہ ڈگر زایدالمیعاد ہے۔

سینر گورنمنٹ پلیڈر لالہ جوالاپرشاد از طرف اپیلانٹ۔

لالہ للتاپرشاد و لالہ کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹ۔

فیصلہ

سٹیورٹ چیف جسٹس - درخواست مورخہ ۷ ستمبر ۱۸۷۱ء مین التجا کی گئی تھی کہ ایک جزو ڈگری کا اجراے ہو اسی واسطے اسکے رو سے کل ڈگری کی میعاد تازہ نہین ہوسکتی یہہ بات متعلق درخواست مورخہ ۱۳۔ اگست ۱۸۷۹ء کے کہی جاسکتی ہے درخواست بابت ۱۸۷۱ء میرے روبرو ہے اور معلوم نہین ہوتا ہے کہ کس طرح خلاف ایسی صورت کے امید کامیابی ہوسکتی ہے اس درخواست مین درخواستہاے سابقہ گذرانیدہ اجودھیا سنگہ کا ذکر ہے کہ جس مین اور عاعلیہم بھی شریک ہین اور فیصلہ پریوی کونسل کے ذکر کے بعد درخواست حسب ذیل ہے "چونکہ دیگر اشخاص اجراے ڈگری میرے ساتھہ نہین شامل ہوتے اور ڈگری عدالت ابتدائی مین اخراجات علحدہ میرے نام لکھے گئے ہین اور خرچہ صدر عدالت تعدادی مبلغ سعالعہ ۱۲ میرے نام درج ہے اور نیز اشخاص دیگر بھی اسمین شامل اور درخواست اجرا مین میرے ساتھہ نہین ہوتے اسی واسطے ملتمس ہون کہ خرچہ کے بابت اجراے پاوے درخواست بابت ۱۸۷۱ء اوسکے موافق ہے اور اسی واسطے جج ماتحت حکم مورخہ ۸۔ و ۹ ستمبر ۱۸۷۱ء جاری نہین کرسکتا تھا۔

یہہ مشترک ڈگری ہے اور درخواست اجراے جزو ڈگری سے کل کی میعاد نہین تازہ رہ سکتی اور اجودھیا سنگہ نے صرف اسی خرچہ کی نسبت درخواست کی اسی واسطے درخواست عرصہ تین سال مین دایر نہین ہوی اسی واسطے اپیل معہ خرچہ منظور ہے

پیرسن جج ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اجراے ڈگری کا حکم موجب حکم عدالت ہذا مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۶۶ء ملتوی رہا کیونکہ اپیل بعدالت پریوی کونسل بناراضی فیصلہ صدر کورٹ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۶۸ء داخل ہوا پریوی کونسل نے ۱۱ فروری ۱۸۷۱ء کو فیصلہ دیا

اگر فرض کیا جاوے کہ صرف اجودھیا سنگہ نے ۸ ستمبر ۱۸۷۱ء کو درخواست گذرانی اور یہہ درخواست زیر ضمن ۷ منضبطہ دفعہ نمبر ۲۰ ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء اندر میعاد کے گذری قایم ہے چونکہ یہہ درخواست از طرف جملہ ڈگریداران نہین گذری اسلیے میعاد تازہ نہین رہی ۔ اور یہہ بات درخواست اجودھیا سنگہ مورخہ ۳۱ اگست ۱۸۷۳ء کی نسبت کہی جا سکتی ہے ۔

درخواست زیر بحث از جانب اجودھیا سنگہ و دیگر ڈگریداران مورخہ ۲۵ مئی ۱۸۷۴ء زاید المیعاد ہے اسیواسطے اپیل معہ خرچہ منظور ہے

اپیل معہ خرچہ منظور

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس ٹرنر اور مسٹر جسٹس اسپنکی

منفصلہ یکم جون ۱۸۷۶ء

صفحہ ۱ لا رپورٹ انگریزی ۲۳۵

پورن مل (مدعا علیہ) بنام علی خان[1] مدعی

خلاصہ

دفعہ نمبر ۲۶۰ - ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ع خریدار نیلام -

الف نے درخواست کی کہ بہ خریدار نیلام فقط امانت دار تھا مدیون ڈگری کا ہے اور ب کا نام بیرا دتو قصد اجراء ڈگری لکھا گیا ہے اور اجازت ہو کہ خرید کردہ غیر منقولہ جائداد بذریعہ ڈگری جاری ہو گو یہ اوسکے مدیون ڈگری کی ہے -

رائے عدالت - بپابندی فیصلہ سوہن لعل بنام گیا پرشاد مندرجہ ہائی کورٹ رپورٹ اضلاع مغربی و شمالی بابت ۱۸۶۶ع صفحہ ۱۶۲ دفعہ ۲۶۰ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع مانع نالش کے نہین ہے -

چونکہ یہہ مقدمہ صرف اسی بنا پر ہے جو مقدمہ سوہن لعل بنام گیا پرشاد کی تھی پس اوسکی رپورٹ بالتفصیل وار نہین ہوئی

اجلاس کامل

مسٹر سٹوارٹ نائب چیف جسٹس و مسٹر جسٹس جیمرن و مسٹر جسٹس ٹرنر و مسٹر جسٹس اسپنکی و مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ

رکھی رام (مدعی) بنام نندکشور (مدعا علیہم)[2]

خلاصہ

دفعہ ۵۳ - ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۶ع تمسک - رہن - ڈگری زر نیلام بعلت اجراء ڈگری -

بموجب دفعہ نمبر ۵۳ - ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۶ع تمسک دار مستحق ڈگری زر کا ہے -

وقت نیلام بعلت اجراء ڈگری صرف حق و مرافق جو مدیون ڈگری بوقت نیلام منتقل ہوتے ہین -

(۱) عام اپیل نمبر ۱۸ بابت ۱۸۶۶ع بنا راضی ڈگری جج ماتحت بریلی مصدرہ ۲۶ فروری ۱۸۶۶ع -

(۲) عام اپیل نمبر ۸۰ بابت ۱۸۶۶ع بنا راضی ڈگری جج ماتحت علیگڈھ مورخہ ۱۰ مئی ۱۸۶۶ع -

جہان بموجب دفعہ ۵۳ - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۶ء تمسک دار نے جایداد مکفول کو نیلام کرایا خریدار نیلام
حق مرتہن ثانی کو زائل نہین کر سکتا —

جایداد متنازعہ ۶ بسوہ کا حصہ ایک گانو کا ہے جو ابتدائر مالک مسمی گارڈنر کا تہی متھرا داس اور رمول چند تمسک داران کے نام گارڈنر مذکور نے ۹ دسمبر سنہ ۱۸۶۸ء کو تمسک لکھدیا اور جایداد مکفول کر دی ۱۰ نومبر سنہ ۱۸۶۸ء کو تمسک داران نے درخواست گذرانی چونکہ تمسک زیر دفعہ ۵۳ - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۶ء رجسٹر ہو چکا اس لئے ڈگری صادر ۲۲ نومبر سنہ ۱۸۶۸ء کو ڈگری بالفاظ ذیل صادر ہوئی - دعوی کی ڈگری بحق مدعیان خلاف مدعا علیہ و جایداد مکفولہ صادر ہوئی بہ علت اجرای ڈگری ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۶۸ء کو جایداد مذکور نیلام ہوئی اور مدعی نے خریدی بوقت نیلام مدعا علیہ مقدمہ زیر تصفیہ جایداد مذکور پر از روئے رہن نامہ منجانب گارڈنر مورخہ ۵ جنوری سنہ ۱۸۶۸ء کی جایداد پر قابض تھا —

مدعی رہن بحق مدعا علیہ منسوخ کرایا چاہتا ہے اور جایداد پر قبضہ حاصل کرنے کی درخواست کرتا ہے عدالت ابتدائی نے مقدمہ کو خارج کیا -

مدعی نے ہائی کورٹ مین اسکا اپیل کیا اور قسمت عدالت (ٹرنر اور سپنکی جج صاحبان) نے سوال مفصلہ ذیل اجلاس کامل مین بھیجا - آیا حسب جایداد مکفولہ از روئے تمسک بعلت اجرائے ڈگری بموجب دفعہ ۵۳ - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۶ء نیلام ہو جاوے تو خریدار کو وہ استحقاق مدیون ڈگری حاصل کرتا ہے جو بوقت نیلام موجود تھا اور استحقاق مرتہن ثانی کو زائل کر سکتا ہے یا نہین -

پنڈت لشمبر ناتھ اور منشی ہنومان پرشاد از جانب اپیلانٹ - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۶ء مین ممانعت نہین ہے کہ ڈگری در باب نیلام جایداد مرہونہ صادر کیجاوے اپیلانٹ بموجب کفالت نامہ مورخہ ۱۰ نومبر سنہ ۱۸۶۸ء مزاحمت دیگر کفالت نامجات کی کر سکتے جو بعد مین لکھے جاوین دیکھو مقدمہ ممتاز الدین محمد بنام راج کمار داس رام نیکن

بنام سہبرا یا مدانی ۔

مسٹر محمود اور چلی گورنمنٹ پلیڈر بابو درگا ناتھ بنرجی از طرف رسپانڈنٹ ۔

ڈگری جسکے اجرائے مین اپیلانٹ نے جایداد متنازعہ خرید کی ہے اوسکو ڈگری زر سمجھنا چاہئے کیونکہ زیر دفعہ ۵۳ ۔ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۶ء ڈگری درباب فروخت جایداد مکفولہ صادر نہین ہو سکتی دیکھو مقدمہ راج موہن مکرجی اور گریس چندر چودہری بنام کرسٹو سندر سندیال (۴) خریدار نیلام بعلت اجراے ڈگری زر ادن حقوق مدیون کو خریدتا ہے جو موخر الذکر کو بوقت نیلام حاصل تھے ۔

راے اجلاس کامل حسب ذیل ہے ۔

اسٹوارٹ چیف جسٹس ۔ اس استصواب کا جواب مین یہہ دیتا ہون کہ ڈگری بموجب دفعہ ۵۳ ۔ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۶ء صرف ایک ڈگری زر ہو سکتی ہے اور نیلام بعلت اجراے ڈگری سے خریدار کو وہ حقوق مدیون ڈگری کے پہونچتے ہین جو موخر الذکر کو جایداد مکفولہ مین حاصل ہین اور خریدار مرتہن ثانی کی کفالت کو دور نہین کر سکتا اس بارہ مین میری راے بہ لحاظ معنی ایکٹ مذکورہ ایسے صاف ہے کہ ضرور نہین ہے کہ دلائل بیان کیجاوین یا کسی سند کا حوالہ دیا جاوے میری راے مین حوالہ فیصلجات کلکتہ اور مدراس جو وکیل اپیلانٹ نے دیا ہے وہ مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ۔

پیرسن جج ۔ زیر دفعہ ۵۳ ۔ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۶ء سایل کو اوسیقدر روپیہ کی ڈگر معہ سود مل سکتی ہے جسکا ذکر تمسک مین آیا ہو اور خریدار نیلام زیر دفعہ ۲۵۹ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء صرف حقوق مدیون ڈگری کو خریدتا ہے جو موخر الذکر کو جایداد غیر منقولہ نیلام شدہ مین حاصل ہے ۔

اس مقدمہ مین ابتداءً ڈگری بتمہرا داس اور موتیچند کو زیر دفعہ ۵۳ ایکٹ

مذکورہ بالا حاصل ہوئی اور اسکی شرائط مین لکھا گیا کہ یہہ ڈگری خلاف جایداد
مکفولہ از روے کفالت مورخہ ۹ دسمبر سنہ ١٨٦٥ع اور نیز خلاف مدعا علیہ کے ہے
مگر جج ماتحت سے اتنے امر مین اتفاق راے ظاہر کرتا ہون کہ ڈگری مین جو لفظ لکھا
ہے خلاف جایداد مکفولہ وہ ناجایز اور کالعدم کیونکہ وہ جج ماتحت کے اختیارات سے باہر تھا
مرتہن ثانی مین بیچا سکتی اور مدعی بموجب ڈگری دعوی بیعبات حق انفکاک
رہن مستحق ہے کہ جایداد پر قابض ہووے ڈگری مصدرہ بحق خوب چند صرف ڈگری زرکے
اور شرط مندرجہ تمسک خلاف انتقال صرف ایک ذاتی معاملہ خوب چند سے الاان
ہے اگرچہ اسکے روسے خوب چند مجاز ہے کہ بابا رجوعی خلاف مدیون کرے مگر استحقاق
مرتہن ثانی اسکے رد نہین ہوسکتا خوب چند کو اجازت نہین ہوسکتی کہ حق مدعی کو زایل کرے
پس جج حقوق مدیون ڈگری کا نیلام بعلت ڈگری زر عمل مین آیا اور
نہ باعث کفالت مندرجہ تمسک مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ١٨٦٥ع اگر اجراے ڈگری مصدرہ
سنہ ١٨٦٦ع کے روسے خوب چند نے جو خرید کی اوسپر بابندی حقوق مدعی جو موخر الذکر
کو بذریعہ رہن نامہ مورخہ ۲۹ مارچ سنہ ١٨٦٦ع حاصل ہوئی اور کفالت مندرجہ تمسک
خوب چند صرف ذاتی امر درمیان مدیون اور خریدار نیلام ہے اور یہہ کفالت براے
مضبوط کرنے قرضہ کے لکھی گئی تھی اور اس سے زیادہ مراد نتھی نیلام سے حقوق
مدعی سے جو اوس کو بذریعہ سند مورخہ ۲۹ مارچ سنہ ١٨٦٦ع پیدا ہوئی ہین وہ نہین
ہوسکتی اور جب تک خوب چند کفالت مندرجہ کفالت نامہ سے فایدہ اوٹھانا چاہے
تب تک وہ مجاز نہین ہے کہ خریدار نیلام سے حقوق مرتہن ثانی کے حقوق زایل
ہوجاینگی اعتراض کرے غرضیکہ خوب چند نے نیلام مین جایداد خریدی مگر اس سے حقوق
مدعی نسبت جایداد زایل نہین ہوئے اور وہ بدستور استحقاق رکھتا ہے کہ جایداد مرہونہ
پر قابض ہووے -

سٹریٹ جج۔ بمراد انفصال سوال متذکرہ استصواب ضرور ہے کہ رہن خالص کے معنی اور تاثیر بیان کی جاوے۔ رہن خالص بموجب مسٹر جسٹس میکفرسن صاحب مصنف کتاب رہناجات یہ انتظام مابین قرضخواہ اور قرضدار ہے جسکے روسے قرضدار علاوہ فراغی ذمہ داری اپنی جائداد بطور ضمانت یا زر مکفول کرتا ہے اسمین دو معاہدے شامل ہین ایک ذاتی جسکے ماتحت ذات قرضدار ذمہ وار ادائے قرضہ ہے اور دوسرا ایک کفالتی جسکے روسے قرضخواہ درصورت عدم ادائے قرضہ جائداد مکفول پر دعویدار ہو سکتا ہے مگر اس قسم کی کفالت سے مرتہن کو اختیار فروخت نہین حاصل ہو سکتا۔ اس امر کے حصول کے واسطے قرضخواہ کو اجازت عدالت حاصل کرنی ہوتی ہے قرضخواہ کو اختیار ہے کہ خواہ ہر دو معاہدون کے روسے نالش کرے یا ایک مدنظر رکھے اگر وہ ذاتی معاہدہ پر دعوی دائر کرتا ہے تو ڈگری زر صادر ہوتی ہے اور اگر کفالت پر دعوی کرتا ہے تو اجازت نیلام جائداد مکفولہ دیجاتی ہے۔

باوجود کفالت مکفول کنندہ کامل مالک جائداد رہتا ہے صرف خلاف ورزی شرائط کفالت نہین کر سکتا۔ بپابندی کفالت وہ اپنی جائداد کا جزو یا کل انتقال کر سکتا ہے۔

جب یہ صورت اور تاثیر رہن خالص ہے تو فرق درمیان خریدار جائداد مرہونہ جب جائداد بپاداش نالش ہو کر نیلام کا حکم صادر ہوا اور جب جائداد بعلت اجرائے ڈگری زر نیلام ہو تو اوسکی خریداری کی جاوے کیا ہے یعنے ہر دو قسم کی خریداری مین کیا کیا تفاوت ہے

ان دونون قسمون مین بڑا فرق ہے اور ہر دو اقسام کی اجرائے ڈگری کی تاثیر مین بھی امتیاز نہین ہے اگر مرتہن رہن خالص کفالت سے فائدہ اوٹھانا چاہے تو اوس ضلع مین دعوی پیش کرے جہان جائداد غیر منقولہ مکفولہ واقع ہے اور اگر وہ معاہدہ کفالت پر دعوی دائر کرے تو صرف ڈگری صادر ہو سکتی ہے جسکے روسے کفالتی جائداد نیلام ہو گی تو اس صورت مین دوسری جائداد مدیون سے مرتہن کو تعلق ہو

اور نیلام سے نہ فقط حقوق مدیون بوقت نیلام منتقل ہونگے بلکہ جو جو حقوق بوقت قلمبند ہونے کفالت نامہ کے موجود ہین اور نیلام ہذا تمام فریق مقدمہ پر واجب الپابندی ہوگا۔ اگر کفالت کی بنا پر دعوی دائر ہو تو مناسب ہے اور نہ فرض کہ قرضخواہ معرفت ارجاع دعوی جملہ مرتہنان وغیرہ کو مدعا علیہ گردانے اور عدالت زیر دفعہ نمبر ۳ ۔ ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۵۹ع اونکو منظور کرے اور تمام مابعد مرتہنان حاضر عدالت ہو کر پہلے معاملات کفالت کو واگذار کرین۔

بیشک مابعد مرتہنان کو اگر فریق مقدمہ نہ کیا جاوے تو ہر وقت وہ مجاز ہین کہ عذر کرین جس صورت مین اونپر پابندی نہوگی۔

اس بات مین شک ہے کہ آیا ڈگریدار از روی کفالت قرق کراکے نیلام کرادے یا نہین اگر ڈگری باضابطہ طیار کی جاوے تو ڈگریدار پہلے سے حکم نیلام حاصل کر چکا ہے ان معاملات کے واسطے ضابطہ دیوانی ناقص ہے ایسی ڈگریات دفعات ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ مین نہین آئین اور دفعہ ۲۳۲ ایسی ڈگریات سے متعلق ہے جیسے کہ دفعہ ۲۰۱ مین ذکر آیا ہے چونکہ ایسی ڈگریات کا ضابطہ موجود نہین ہے شل اور ڈگریات اجراے باقی ہین۔ گویا کہ یہ ڈگریات زر ہین۔

اگر مرتہن رہن خالص صرف ذات مدیون پر نالش کرے تو ضرور نہین ہے کہ اوس ضلع مین دعوی دائر ہو جہان جائداد واقعہ ہے ایسے دعوی مین مابعد مرتہنان فریق نہین گردانے جاوین گے اور ڈگری زر ہوگی جسکے روسے روپیہ کسی جائداد مدیون سے وصول ہو سکتا ہے اور قرقی اور نیلام سے ایسا کیا جاویگا دیکھو مقدمات محمد بخش بنام محمد حسین ایسی جائداد کا انتقال اسطور پر ہوتا ہے کہ گویا مدیون ڈگری بطور خود فروخت کرتا ہے۔

بمقدمہ سید نادر حسین بنام تھودل ڈاری مسٹر جسٹس ہاٹینفلکس نے یہہ

قاعدہ تجویز کیا کہ فروخت جائداد مرہونہ بموجب ڈگری زر کے ساتھ حق کفالت منتقل ہوجاتا ہے اور مقدمہ ممتازالدین محمد بنام راج کمار داس مین اکثر ججون کی یہ راے تھی کہ جب ڈگریدار بعوض ڈگری زر نیلام کرادے تو حق کفالت بھی خریدار نیلام خرید لیتا ہے اور اگر اشخاص ثابت مستحق ہون تو خریدار مین کل حقوق ڈگریدار جاتے ہین وجوہات ان قواعد کی حسب ذیل ہین ۔

فقط حصول ڈگری زر سے کفالت دور نہین ہوتی اور اسمین تاثیر قرضہ کی باقی رہتی ہے جب یہ قرضہ مواخذہ سے صورت قرضہ منتقل ہوتا ہے قرضخواہ جایداد کو بیع نہین کرسکتا اور کفالت اوسکو قایم رکھ سکتا ہے یہ حفاظت خریدار کے لیئے قایم رہنی چاہیے اسمین شک نہین کہ زر ڈگری سے کفالت زایل نہین ہوتی مگر مین نہین سمجھتا کہ کس بنا پر یہ راے قایم ہوسکتی ہے کہ ضمانت زاید خریدار کی حفاظت کے لئے باقی رہتی ہے مرتہن نے مقدمہ مقروضہ مین ضمانت سے فائدہ اوٹھانا نہین چاہا کفالت بدستور قایم رہتی ہے جب تک قرضہ ادا نہو جائے مرتہن رہن خالص بعد نیلام جائداد مرہونہ تاوقتیکہ کفالت سے فائدہ اوٹھانے کا اعلان نہوے مفہوم ہوگا کہ اوسنے اپنے استحقاق کفالت سے فائدہ اوٹھانیکا حق چھوڑ دیا مقدمہ رانیکن بنام بہرا یا ٹڈ الی مین یہ راے قرار پائی تھی کہ خریدار از روے زر ڈگری کفالت سے فائدہ اوٹھاتا ہے اور مابعد مرتہنان کے حق کو زایل کرتا ہے کلکتہ ہائی کورٹ کی یہ راے تھی جب جائداد ایک شخص کے پاس رہن ہو تو یہ مانع رہن ثانی از روے انصاف نہین فرض کرو کہ ایک راہن نے اپنے حق کو کامل طور پر فروخت کرتا ہے تب اگر مرتہن از روے مواخذہ ذاتی نالش کرے تو اوس کو اصلی راہن پر نالش کرنے چاہیئے خریدار کو فریق مقدمہ نہین گردان سکتا اور اگر وہ ڈگری زر حاصل کرے تو جائداد راہن قرق اور نیلام ہوسکتی ہے اور اگر بجای جائداد مرہونہ جائداد راہن نیلام کرا دے تو استحقاق ضمانت و کفالتی جائداد خریدار کو نہین پہونچتا مقدمہ

مین انتقال کل جایداد کا نہین ہوا اس سے شرطی مرتہن کو اختیار دیا گیا ہے کہ جب چاہے زر رہن واپس لے اور جبتک زر رہن ادا نہو تو جایداد مرہونہ کو بطور کفالت اپنے قبضہ مین رکھے یہان کے استحقاق رہن کو باطل کرا دے اسیواسطے خریدار نیلام نے بوقت نیلام دینے حقوق خریدے ہین کہ مدیون ڈگری کو بوقت نیلام حاصل تھے خوب چند نے بموجب ڈگری زر ادن استحقاق کو خریدا ہے کہ مدیون ڈگری کو بوقت نیلام حاصل تھے اور وہ مزاحم مدعی نہین ہوسکتا۔

سپنکی جج خوب چند بذریعہ خرید نیلام بجاے مدیون ڈگری ہے جسپر پابندی فعال مدیون ڈگری واجب ہے وہ اپنے کفالت نامہ مدعی نے مقدمہ ہذا مین جایداد بوقت نیلام منعقدہ ۲۰ دسمبر ۱۸۶۳ء خریدی اوسپر اوس کفالت کی پابندی ہے جو از روے دستاویز مورخہ ۵ جنوری ۱۸۶۰ء بحق مدعاعلیہ قایم ہوی اور دستاویز مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۶۱ء سے فایدہ نہین اوٹھا سکتا جسمین کفالت متھرا داس اور مول چند کی گئی اگر یہ سوال ہوتا کہ منجملہ ہر دو کفالتون کے کسکو ترجیح دیجاوے تو صورت اور ہوتی۔

مگر ایسی صورت نہین ہے۔ خرید حقوق مسٹر گارڈنر بوقت نیلام بذریعہ بیع وہ کفالت حاصل نہین کرسکتا جو متھرا داس اور مول چند کو ابتداءً حاصل تھی اسیواسطے خریدار نیلام کفالت مورخہ ۵ جنوری ۱۸۶۰ء بحق مدعاعلیہ کے زایل نہین کرسکتا۔

ٹرنر جج - دفعہ نمبر ۲۳۵ - ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۶۶ء کی رو سے صرف ذات مدیون پر ڈگری بطور سرسری صادر ہوسکتی ہے اور اس قسم کی ڈگری زر رہن کی ہے اور بدلایل مندرجہ مقدمہ خوب چند بنام کلیان داس میری راے مین صرف خریدار نیلام باقیماندہ حقوق مدیون ڈگری کا مستحق ہے

سپنکی جج بلحاظ دفعہ نمبر ۲۳۵ - ایکٹ نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۶۶ء صرف ڈگری زر صادر ہوسکتی ہے اور خریدار نیلام صرف باقیماندہ حقوق مدیون ڈگری کا ہے اور حقوق مرتہن ثانی کو زایل نہین کرسکتا۔

جج اولڈفیلڈ - موجب دفعہ نمبر ۵۳ - ایکٹ ۲۰ ۱۸۶۶ء صرف ڈگری زر صادر ہو سکتی ہے اور اجرا اوسکا جائداد مکفولہ پر ہو سکتا ہے اور خریدار نیلام صرف استحقاق مدیون ڈگری خرید سکتا ہے جو اوسیوقت مدیون کو حاصل ہوں اور کفالت مندرجہ تمسک سے فائدہ نہین اوٹھا سکتا -

باجلاس کامل

مسٹر سٹوارٹ چیف جسٹس و مسٹر جسٹس پیرسن و مسٹر جسٹس ٹرنر و مسٹر جسٹس سپنکی و مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ

صفحہ لاء رپورٹ انگریزی ۲۴۰

منفصلہ ۹ جون ۱۸۷۶ء

خوب چند (مدعا علیہ) بنام کلیانداس (مدعی)

اپیل خاص نمبر ۳۴ ۱۸۷۵ء بنارا ضی ڈگری جج مین پوری مورخہ ۲۷ نومبر ۱۸۷۵ء جسکی رو سے ڈگری جج ماتحت مصدرہ ۱۰ ستمبر ۱۸۷۵ء قایم رہی -

خلاصہ

تمسک - رہن - ڈگری زر - نیلام بعلت اجرائے ڈگری - شرط خلاف انتقال -

خریدار نیلام صرف حقوق مدیون ڈگری موجودہ بوقت نیلام خرید کرتا ہے جبکہ تمسک دار (رہن خاص) باجرائے ڈگری جائداد مکفولہ کو نیلام کرا دے اور خرید کرے تو دعوی بحیثیت حق انفکاک کو زایل نہین کرسکتا جو قبل قرقی اور نیلام دائر ہو -

فیصلہ ہائی کورٹ کلکتہ باجلاس کامل بمقدمہ ممتازالدین محمد بنام راج کمار داس - رانو بکن بنام بلہرا منڈالی سے اختلاف کیا گیا

قرار پایا کہ ڈگریدار ایسے مقدمہ مین ایسی شرط خلاف انتقال سے فائدہ نہین اوٹھا سکتا جو شرط تمسک مین مندرج ہو - مقدمہ راجارام بنام نبی ہادی ہو کے تردید کی گئی -

۱۰ جولائی ۱۸۶۵ء کو مالکان اراضی متنازعہ جو ایک جزو مکسور حصہ موضع ہے تمسک لکھدیا

کہ اسقدر روپیہ خوبچند مدعا علیہ کو ادا کرینگے اور اسمین کفالت جایداد کا ذکر کیا کہ اوسکا انتقال نہین کیا جاویگا کہ جبتک روپیہ ادا نکیا جاوے ۱۸۶۶ء مین خوبچند نے از روے تمسک مذکور دعوے کیا اور ڈگری صرف ذاتی عطا ہوی ۲۸ مارچ ۱۸۶۹ء کو مالکان اراضی نے مدعی کے پاس رہن کردی جایداد اراضی بعدہ بعلت اجرائے ڈگری خوبچند مذکور قرق ہوی اور ۲۰ نومبر ۱۸۷۱ء کو نیلام ہوی اور اوسی ڈگریدار خوب چند نے نیلام اراضی مذکور مقروضہ خریدکی مدعی نے دعوی دریاب بیعبات حق انفکاک رہن دائر کیا اور عدالت ماتحت نے ڈگری بحق مدعی صادر کی ۔

خاص اپیل اسکا ہائی کورٹ مین ہوا اور عدالت نے (ٹرنر و اولدفیلڈ جج صاحبان) اجلاس کامل مین بدین استصواب مقدمہ مرسل کیا ۔ مدعی نے مقدمہ ہذا اس ادعا سے دائر کیا ہے کہ قبضہ اراضی جایداد دلایا جاوے جو از روے دعوی بیعبات حق انفکاک رہن واجب ہے اور رہن نامہ ۲۸ مارچ ۱۸۶۹ء کو لکھا گیا تھا اور اسکو سکھہ لعل نے لکھا تھا اور استحقاق مدعا علیہ خوب چند جو از روے نیلام منعقدہ ۲۰ نومبر ۱۸۷۱ء کو حاصل ہوا ناجایز اور کالعدم قرار دیا جاوے جو خریدار مذکور نے بعلت اجرائے ڈگری زر خلاف سکھہ لعل اور اکھی صدرہ ۱۸۶۶ء از روے تمسک مرقومہ ۱۰ جولائی ۱۸۶۵ء خرید کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تمسک جو بحق خوبچند لکھا گیا اوسمین کفالت جایداد مندرج تھی و نیز ایک شرط منجانب راہنان یعنی کفالت کنندگان درج ہے کہ انتقال جایداد مکفولہ تا ادائے زر دادنی نہوگا اور خوب چند نے اعتراض کیا کہ رہنامہ خلاف منشاے اور باراده فریب دہی لکھا گیا اسواسطے خریداری میری پابندی دعوے سے محفوظ متصور ہونی چاہیے خوب چند نے یہہ اعتراض بھی پیش کیا کہ سکھہ لعل و مدعی مین سازش ہے اور میرے حق کو تلف کرنا چاہتے ہین مگر عدالتہاے ماتحت رہن مدعی کو نیک نیت ظاہر کرتے ہین ۔

سوال قابل تصفیہ اجلاس کامل یہہ ہے کہ آیا حالات مقدمہ خوبچند بذریعہ نیلام قایم مقام

مدیون ڈگری ہے یا آیا وہ بخیال تمسک خود زیادہ مستحق ہے اور مزاحم حق رہن ثانی ہوسکتا ہے جو مدیون ڈگری نے تحریر ہونے کفالت نامہ بحق خوب چند بمراد نقصان رسانی آخر الذکر قلمبند کیا دیکھو مقدمات عدالت ہذا راجارام بنام ہنسی مادہو لاہن جی جی بنام گوری پرشاد و شیو برت لال بنام رام نندن لال اکلونت ساہو بنام رکھوناتھ وامراو سنگہ بنام شیوناتھ اور کلکتہ ہائی کورٹ مقدمات ممتاز الدین محمد بنام راج کمار داس و مدراس کورٹ رام تیکن بنام شبہرایا میوڈیلی ۔

بابو پرو کاش چندر از طرف اپیلانٹ نے مقدمہ اجارام بنام ننبیسی مادہو پر اعتبار کیا۔

منشی ہنومان پرشاد و مولوی مہدی حسین ڈگری جسکے باعث خوب چند نے جائداد مقروقہ خریدکی وہ ڈگری زرتھی اور اوسکی روسے کفالت پر عملدرآمد نہین ہوا خریدار نیلام صرف حق مدیون موجودہ بوقت نیلام خرید کرتا ہے اور اگر جائداد مکفول ہے تو کفالت کی پابندی اوسپر ہے ۔

دیکھو مقدمات مادہو داس بنام ہیتاجی جی اور کیبلی بنام سیٹھ گوبند داس خوب چند بطور خریدار نیلام شرط کفالت سے فائدہ نہین اوٹھا سکتا کیونکہ اس صورت مین وہ فریق تمسک کفالتی نہین ہے دیکھو مقدمہ کندن لال بنام وزیر علی ۔

سٹوارٹ چیف جسٹس ۔ میرا جواب استصواب یہ ہے کہ نظر بر حالات بیان شدہ خوب چند کی خرید کو ترجیح بمقابلہ حقوق سے فائدہ نہین اوٹھا سکتا دیکھو فیصلہ اجلاس کامل اتمارام بنام نند کشور (۲)

اولڈ فیلڈ جج ۔ نظر بر حالات سلسلہ فیصلہ جات عدالت ہذا خریدار نیلام قایم مقام مدیون ڈگری ہے

. . . .

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ٹرنر اور اولڈفیلڈ جج صاحبان

منفصلہ ۹ جون ۱۸۷۶ء

کریم بخش اور ایک کس دیگر مدعیان بنام بدھا مدعا علیہم

اپیل خاص نمبر ۱۴۵ بابت ۱۸۷۶ء بنا راضی ڈگری جج الہ آباد مصدرہ ۲۵ فروری ۱۸۷۶ء جسکی روسے ڈگری منصف مورخہ ۳۱ جولائی ۱۸۷۵ء منسوخ ہوئی -

خلاصہ

شارع عام - مزاحمت - اختیارات - دفعہ ۳۴ - ایکٹ ۱۰ ۱۸۷۲ء کوئی مقدمہ درباب مزاحمت یا نقص ہونے شارع عام عدالت دیوانی مین دایر نہین ہوسکتا جبتک کہ خاص نقصان مستغیث کو نہ پہونچے

یہ مقدمہ درباب مسمار کرانے ایک حصہ چبوترے کے دایر ہوا جو ایک سڑک کے آگے بڑہا ہوا تھا مدعیان بیان کرتے ہین کہ اسکے باعث گاڑی اور دیگر پہیہ دار سامان باربرداری سڑک پر سے گذر نہین سکتا عدالت ابتدائی نے دریافت کیا کہ سڑک شارع عام نہین بلکہ جایداد بحق فریقین مقدمہ اور اشخاص دیگر ہے اسی بنا سے مدعا علیہم مجاز ہین کہ بغیر رضامندی مدعیان چبوترہ بڑہا دین لہذا ڈگری بحق مدعیان صادر ہوئی -

عدالت ماتحت اپیل نے بفرض شارع عام ہونے کے اور نہ خاص نقصان پہونچنے کے مقدمہ کو ناقابل سماعت سمجہا مدعیان نے ہائی کورٹ مین اپیل خاص دایر کیا اور عذر کیا کہ سڑک کو شارع عام نہین اور بالفرض اگر ایسی ہوی تو عدالت ماتحت اپیل نے مقدمہ کو ناقابل سماعت ٹھہرانے مین غلطی کھائی -

پنڈت بشمبر ناتھہ و پنڈت اجودھیا ناتھہ و بابو اپروکاش منجانب اپیلانٹ -

منشی ہنومان پرشاد اور لالہ رام پرشاد از طرف رسپانڈنٹ

فیصلہ عدالت

اگر سڑک شارع عام ہے اور کوئی خاص نقصان نہیں پہونچا مقدمہ ناقابل سماعت ہے دیکھو مقدمہ بروده پرشاد متوفی بنام گوراچند متوفی وبیارے[1] لعل بنام رکبہ[2] دہیرا جند بنرجی بنام شاما چرن چٹرجی[3] فیصلہ اسکے خلاف بھی ہے۔

دیکھو مقدمہ جینا ران جاٹر بنام جوہا[4] گیلا نگروزن سندات اس خیال کو تقویت دیتی ہین اور قانون انگریزی بھی مطابق اسکے ہے کہ جبتک نقصان ثابت نہو مقدمہ سماعت نہیں ہونا چاہیے مگر دریافت کیا جاوے کہ آیا سڑک شارع عام ہے یا نہیں۔

REGISTERED
No. 75

جلد ۹ جزو اول

مجموعہ انڈین لا رپورٹ

۱۱۰۶

[illegible] و بہ لفظہ

سنہ ۱۸۷۷ء

جس میں فیصلہ جات [illegible] ہائیکورٹ کلکتہ و بمبئی و ممالک

مغربی شمالی [illegible] بموجب قانون ۱۸ سنہ ۱۸۷۵ء کے

[illegible] انگریزی [illegible]

[illegible] اصل سے کمال احتیاط کیا گیا ہے

باہتمام مولوی خواجہ یوسف علی و منشی محمد امیر الدین مدرسان آگرہ کالج

مطبع آگرہ اخبار میں طبع ہوا

سنہ ۱۸۷۷ء

قیمت فی جلد [illegible] پیشگی سالانہ [illegible] ۵

ہائی کورٹ کلکتہ

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس مسٹر جسٹس مکفرسن اور مسٹر جسٹس مارس صاحب حکام

سرکار بنام بیجو لعل وغیرہ کسان

منفصلہ ۲۳ - اگست سنہ ۱۸۷۶ع

خلاصہ

ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۲ع دفعہ ۱۷۴ - ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ع دفعہ ۱۶ - مقدمہ کا مجسٹریت کے پاس بہیجنا اس مراد سے کہ جرم حلف دروغی کی تحقیقات کیجاوے - ابتدائی تحقیقات - ابہام فرد قرارداد جرم -

اگرچہ از روے دفعہ ۱۶ - ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ع عدالت ہاے دیوانی کو وہی اختیارات حاصل ہین جو فوجداری عدالتون کو دفعہ ۱۷۴ کی رو سے دئے گئے ہین - مگر کل قانون متعلقہ دفعہ ۱۷۴ ضابطہ فوجداری مین مندرج ہے - ایک مقدمہ بمراد واپس دلاپانے قبضہ جائداد کے دائر ہوا جج نے ایک امر تنقیح طلب بہ مفید مطلب مدعی نکالا مگر اس تنقیح طلب مین کہ آیا مدعی کو کبہی قبضہ حاصل تہا یا نہین نتیجہ تحقیقات مفید مطلب مدعا علیہ نکلا - مدعی کا اظہار نہین لیا گیا مگر قبضہ کے امر تنقیح طلب کے لئے گواہ طلب ہوئے جج کو گواہون کی گواہی پر اعتبار نہوا اور خیال کیا کہ مدعی نے اپنے دعوی کو ثابت نہین کیا - اسواسطے فیصلہ بحق مدعا علیہ صادر ہوا اور دیگر امور تنقیح طلب پر شہادت نہین طلب کی گئی فیصلہ کے اخیر فقرہ مین جج نے ہدایت کی کہ اظہار ہر دو گواہان متذکرہ بالا و انگریزی یادداشت اظہارات مذکور مجسٹریٹ کی عدالت مین ارسال ہووین - گواہان نے ارتکاب جرم حلف دروغی کیا ہے یا نہین اور آیا مدعی جرم اعانت حلف دروغی مین ماخوذ ہو سکتا ہے یا نہین - کیونکہ گواہان ملازمان مدعی ہین اور اوس نے بذات خود ضرور ترغیب اون کو دی ہوگی اور غرضی دعوی

جو بیان درج ہے اور جسکو وہ تصدیق کر چکا ہے آیا اوسکو مدعی نے باوجود باطل جاننے کے ایسا کیا ہے یا نہین۔ بتحریک تنسیخ حکم مذکور قرار پایا کہ جج زیر دفعہ ۱۷۴ ضابطہ فوجداری مجاز ہے کہ جب تک وہ ابتدائی تحقیقات کر کے یہہ دریافت نہ کر لے کہ فلان فلان فقرات سے جرم قائم ہوا ہے اور صرف شک کافی نہین ہے کہ مقدمہ تحقیقات مزید کیواسطے مجسٹریٹ کے سپرد کرے۔ چونکہ حکم بہت مبہم ہے اور جج نے ابتدائی تحقیقات نہین کی۔ اسیواسطے حکم منسوخ کیا جانا چاہئے۔

درخواست ہذا بمراد تنسیخ حکم جج گیا جسکی رو سے مدعی کو بمقدمہ دیوانی معہ دو گواہان کے مجسٹریٹ کے پاس اس مراد سے بہیجا کہ تحقیقات کیجاوے کہ ہر دو گواہان نے حلف دروغی اور جہوٹی گواہی دی ہے یا نہین اور مدعی نے اعانت جرم کی ہے یا نہین۔ اوس مقدمہ دیوانی مین سائل یعنی مسمی بیجو لعل نے دعوی واپسی قبضہ ایک جائداد کا اوپر کیا اور لکہوایا کہ مدعا علیہ نے خلاف قانون اوسکو بیدخل کر دیا ہے اوسکا دعوی بطور ماتحت پٹہ دار مسمی راجن کور کا تہا جسنے پٹہ سنت کنور بالا کے جائداد اوس سے حاصل کیا ہوا تہا۔ بشمول دیگر امور تنقیح طلب بہ امر قائم ہوا کہ آیا رانی سنت کنور نے کوئی پٹہ راجن کنور کو لکہا ہے یا نہین اور دوسرا امر یہہ تہا کہ آیا مدعی کو قبضہ کبہی حاصل تہا یا نہین بعد تحقیقات امر اوّل بحق مدعی ثابت ہوا اور امر دویم بحق مدعا علیہ اور درصورت قبضہ نہ ثابت ہونیکے دعوی مدعی خارج ہوا۔ درباب قبضہ گواہان مدعا علیہ سے طلب ہوئے صرف دو گواہ از طرف مدعی طلب ہوئے۔ نام ان کے یہہ ہین۔ جگن ناتہہ سنگہ اور نورنگی لعل متذکرۃ الذکر اس درخواست مین شامل ہے۔ جج نے ان ہر دو گواہون کی شہادت پر اعتماد نہ کیا اور یہہ خیال کیا کہ مدعی اپنے دعوی کو ثابت نہین کر سکا اسواسطے فیصلہ بحق مدعا علیہ صادر ہوا۔ بعد اسکے کہ شہادت اوس سے اس بارہ مین لیجاوے آخری فقرہ فیصلہ جج نے حسب ذیل حکم دیا۔

"اظہارات جگن ناتہہ اور نورنگی لعل معہ یادداشت انگریزی اظہارات انکو مجسٹریٹ

یا ین مراد مرسل ہونگے کہ تحقیقات ہو کہ آیا اونہون نے جوڈیشل کارروائی مین عمداً جھوٹی گواہی دی ہے یا نہین - اور چونکہ گواہان ملازمان بیجولعل مدعی ہین قیاس کیا جاتا ہے کہ اوسنے اون کو ترغیب اس بارہ مین دی ہوگی - اور مین ہدایت کرتا ہون کہ مجسٹریٹ دریافت کرے کہ آیا بیجولعل مذکور نے اعانت جرم حلف دروغی اور جھوٹی گواہی کی کی ہے یا نہین - اور نیز یہہ امر کہ آیا عرضی دعوی مین ایسا بیان مندرج ہے یا نہین جسکو وہ غلط جانتا تہا - اسکی تحقیقات مین مناسب ہے کہ مدعی کے گواہان کا اظہار لیا جاوے جو براد تردید قبضہ مدعی پیش کئے گئے ہین مگر اون کے اظہارات کا قلمبند کرنا غیر ضروری تصور کیا تہا - کیونکہ گواہان مذکور کی شہادت نہایت درجہ تک نا اعتبار متصور ہوئی ہے"

سائلان مسمیان بیجولال و جگن ناتہہ نے ہائیکورٹ مین تحریک کی کہ حکم مذکور بدلائل ذیل منسوخ کیا جاوے - کوئی شہادت موجود نہین جس سے ثابت ہو کہ بیانات جگن ناتہ باطل ہین یا بیجولعل نے اعانت جرم حلف دروغی اور جھوٹی گواہی کی کی - اور فقط یہہ امر کہ گواہان نے مفید مطلب مدعی شہادت دی اس نتیجہ کو نہین پیدا کرتا کہ اوس نے اعانت جرم کی کی ہے - اور دوسری بات کہ آیا عرضی دعوی مین ایسا بیان ہے یا نہین کہ جسکو مدعی نے غلط اور باطل تصور کیا ہو بہت مبہم ہے علی الخصوص ایسے مقدمہ مین جب مفید امور تنقیح طلب بحق مدعی ثابت ہوئے ہون اور جج نے عملدرآمد غلط بموجب دفعہ ۱۷۳ کرنے مین کوتاہی کی - اور ابتدائی تحقیقات نہین کی اور نہ ایسا لکہا ہے کہ اوسکی رائے لکہی ہے کہ اوسکی دانست مین کافی وجہ تحقیقات فرد قرارداد جرم ہے اور حکم سے خاص افعال و بیانات ظاہر ہونے چاہئین تہے جسکے رو سے جرم قائم ہوا تہا اور دلائل درباب عدم اعتبار شہادت فقط خیالی ہین اور یہہ امر بعید از قانون اور مدعاے قانون کہ ایسی نالشات جائز مقرر ہووین - اور یہہ کہ بغرض برات

صادر ہوا

اس تحریک پر ہائی کورٹ نے مسل مقدمہ طلب کی اور جج سے استفسار کیا کہ وجہ بیان کرو کہ کیون تمہارا حکم منسوخ نکیا جاوے۔

جج نے اپنے جواب مین لکھا کہ اوس نے حکم زیر دفعہ ۱۶ - ایکٹ نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء صادر کیا اور اوس نے ابتدائی تحقیقات نہین کی مگر چلن اور اطوار گواہان سے اوسکو یقین ہوا کہ اونہون نے جھوٹی شہادت دی ہے اور ضرورت اور عدم ضرورت تحقیقات مجسٹریٹ کی ابتدائی تحقیقات جج کرتا ہے سو وہ موجود ہے اور فرد قرار داد جرم کا لکھنا مجسٹریٹ کا کام ہے اور صرف فرض عدالت یہہ ہے کہ قرینہ وقیاس ظہور صلیت جرم زیر تحقیقات کو دیکھے۔

مسٹر سی گریگوری صاحب از طرف سرکار۔

مسٹر برانس اور مسٹر سیڈل صاحب بتائید قاعدہ۔

فیصلہ عدالت

میکفرسن جج - یہہ درخواست براے تنسیخ حکم جج گیا - زیر دفعہ ۱۷۴ ضابطہ فوجداری جسکے رو سے جج نے مقدمہ تحقیقات کے واسطے مجسٹریٹ کے سپرد کیا کہ جھوٹی شہادت دی گئی ہے وغیرہ گذرے۔

میری راے ہے کہ حکم زیر دفعہ ۱۷۴ ضابطہ فوجداری نافذ ہوا کیونکہ اگرچہ دفعہ ۱۶ - ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء دیوانی عدالت ہا کو ویسے ہی اختیارات حاصل ہین جو دفعہ ۱۷۴ ضابطہ فوجداری سے عدالت ہاے فوجداری کو ہین اسمین کچھہ شک نہین ہے کہ کل قانون دفعہ ۱۷۴ ضابطہ فوجداری مین مندرج ہے اور یہہ امر کہ چونکہ حکم زیر دفعہ ۱۶ - ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء ہوا ہے مانع ہمارے اختیارات نگرانی اور دست اندازی کا نہین ہے۔

بیچو لعل اور جگن ناتہہ کی طرف سے بحث ہوئی ہے کہ جج کو اختیار صدور ایسے حکم کا نہ تہا کیونکہ اوس نے ابتدائی تحقیقات نہین کی - نسبت شہادت جگن ناتہہ اگرچہ اوس نے اوسکی شہادت پر اعتماد نہین کیا مگر کوئی گواہ اوسکی تردید کیواسطے طلب نہین ہوا - اور درباب بیچو لال اوسکا اظہار جج کے روبرو نہین لیا گیا اور کوئی ثبوت اس بات کا نہین ہے کہ اوس نے اعانت جرم کے سوا اس بات کی کہ وہ مقدمہ مین مدعی تہا - جج کہتا ہے کہ قیاس کیا جاتا ہے کہ مدعی نے ایسا کیا ہوگا کوئی ایسا قیاس قانونی نہین ہے اور اگر بالفرض ہو بہی تو معاملات دیوانی کا دروازہ یکلخت بند ہوجاویگا - کیونکہ اس صورت سے کوئی مدعی محفوظ نہین رہ سکتا - جج کا فقط دو گواہان مدعی کی شہادت پر اعتماد نکرنا کافی نہین ہے - کوئی ابتدائی تحقیقات نہین ہوئی - یہہ صریح خلاف ورزی قانون ہے -

جج نے کوئی ابتدائی تحقیقات نہین کی اور اوس نے نام کسی خاص جرم کا بطور خاص نہین بتایا کہ جسکی بابت وہ چاہتا تہا کہ مجسٹریٹ تحقیقات کرے - مجسٹریٹ کو ہدایت ہوئی تہی کہ وہ عام طور پر تحقیقات شروع کرے کہ آیا ہر دو گواہان نے جہوٹی گواہی دی ہے یا نہین - اور مدعی بیچو لال نے اپنی عرضی دعوی مین وہ بیان لکہا ہے یا نہین جسکو وہ باطل جانتا تہا - دفعہ ۱۷۴ - اجازت نہین دیتی کہ جج ایسا پراگندہ حکم تحقیقات بنام مجسٹریٹ جاری کرے کہ صحت یا بطلان اظہارات اور بیان مندرجہ عرضی دعوی کا دریافت کیا جاوے - جج کا یہہ فرض تہا کہ خاص اظہارات اور الفاظ کا حوالہ دیتا جسکی نسبت اوسکو اعتماد تہا کہ دانستہ باطل سمجہکر درست بیان کئے گئے ہین اور جو معنی قانون کے جج نے اپنے جواب مین لکہے ہین وہ غلط ہین - جبتک عدالت دیوانی کو شک سے زیادہ وجہ موجہ درباب جہوٹی گواہی کے نہ معلوم ہو گواہ کو مجسٹریٹ کے پاس نہین بہیجنا چاہیئے اور بموجب قانون کافی وجہ موجود نہو تب تک

ایسا نکیا جاوے -
جج نے ابتدائی تحقیقات نہین کی اور حکم بہت ہی مہمل ہے اسی واسطے ہم بہ پیروی فیصلہ مقدمہ کالی پرسنو باگ ہی کے راے دیتے ہین -

اختیارات مندرجہ دفعہ ۱۴۷ کا استعمال بعد غور و تامل کرنا چاہیئے اور یہہ صورت بیّن ہے کہ ہر صورت مین کہ جب ایک فریق اپنے مقدمہ کا ثبوت نہ لیسکے اور جج جسنے فیصلہ خلاف اوسکے صادر کیا ہے مجاز ہے کہ یہہ اختیارات کام مین لاوے - اور جب تک یہہ یقین نہو کہ اوسکا اپیل ہرگز منظور نہوگا جج بے احتیاطی سے کام کرتا ہے کہ وہ ان اختیارات مندرجہ دفعہ ۱۴۷ کو کام مین لاوے - اور اگر درمیان دوران مقدمہ دیوانی کافی اور بدیہی ثبوت ہو کہ فوجداری جرم کا ارتکاب ہوا ہے اور بعد اختتام مقدمہ اگر وہ مناسب جانے تو ایسا کرے -

ججون کو خیال رکہنا چاہیئے کہ کامیاب فریق ہمیشہ ترغیب فوجداری جرائم کی کرتے ہین تاکہ اپیل نہونے پاوے اور ایسی ترغیبون مین اون کو آسانی سے نہین آنا چاہیئے اونکو خیال کرنا چاہیئے کہ ایسی ایسی پیروی بمراد تحقیقات کے ذمہ داری ججون پر ہے اور یہہ نالش ایسی نہین ہے جیسے کہ کسی فریق کی اطلاع پر زیر دفعہ ۴۳۸ فقط منظوری تحقیقات عدالت سے ہو جاتی ہے -

حکم منسوخ کیا جاتا ہے -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس مارکبائی اور مسٹر جسٹس ملکڈ انل

رام سندہی کوند مدعی بنام راجہ رگہوناتہ نراین بلوا وغیرہ مدعا علیہم ۱

منفصلہ ۳ - جولائی ۱۸۷۶ء

اپیل خاص نمبر ۳۸۵ بنا راضی ڈگری جج ضلع مدناپور مورخہ ۲۶ فروری ۱۸۷۶ء
جسکے روسے ڈگری قائم مقام منصف ضلع مصدرہ ۱۳ ستمبر ۱۸۷۵ء منسوخ ہوئی

خلاصہ

ڈگری استحقاق نتیجہ ڈگری - دفعہ ۱۵ - ایکٹ ۸ ۱۸۵۹ء - اختیارات عدالت دیوانی -

آ نے اپنی کل جائداد کا پٹہ بنام مدعی چند سال کیواسطے لکھدیا اور اوسکی روسے مدعی کو اختیار تہا کہ لگان مین اضافہ کرے اور اپنا انتظام کرے - بعد تحریر پٹہ مذکور میعاد مذکور آ نے ایک پٹہ بنام ب لکہا جو بابت ایک جزو جائداد مذکور تہا اور جسکے روسے لگان ب اوس مدت تک اینراد نہوگا جب تک پٹہ بنام مدعی قائم رہے - مقدمہ مدعی بنام ب اور قائم مقام آ کے پٹہ منسوخ کیا جاوے - یہہ اعتراض کیا گیا تہا کہ چونکہ اب تک پٹہ بمقابلہ مدعی پیش نہین ہوا اور نہ اوس سے مدعیکو نقصان پہنچا دعوی قابل سماعت نہین - قرار پایا کہ دعوی قابل سماعت ہے اس قاعدہ کی تجویز کے وقت پریوی کونسل نے کہا کہ ڈگری استحقاق صادر نہین ہوسکتی جب تک نتیجہ ڈگری سے ڈگری یاب فائدہ نہ اوٹہا سکے - یہہ ظاہر نہین کیا کہ عدالت ہا کو جو اختیار قطع نظر دفعہ ۱۵ ایکٹ ۸ ۱۸۵۹ء حاصل ہین وہ اون سے لیے جاوین - یہہ وہی اختیارات ہین جو کورٹ آف چینسری انگلینڈ کو ہین *

مقدمہ بابت فسخ پٹہ مورخہ یکم بیساکہ سنہ ۱۲۸۰ فصلی (۱۵ جولائی ۱۸۷۳ء) جو راجہ متوفی بکر اجیت ملازمینداران سومرسپاہتو مدعا علیہ نمبر ۱ لکہدیا تہا -

مدعی قرضخواہ راجہ متوفی کا تہا اور راجہ مرحوم نے بحیال سبیل آدائی قرضہ مدعی کو اپنی کل جائداد کا پٹہ چودہ برس کے واسطے من ابتدائے سنہ ۱۲۸۰ فصلی (سنہ ۱۸۷۳ء) لکہدیا - اسکی تاریخ تحریر ۲۲ - فروری ۱۸۷۲ء ہے اور جمع مقررہ اور مندرجہ پٹہ مذکور ۳۵ ہزار ہے - اس دستاویز مین بشمول شرائط دیگر یہہ بہی درج ہے کہ راجہ سابق جمع کا مقابلہ رعایا سے دریافت کرکے چہہ مہینہ کے اندر کرلیا کرے - اور پٹہ دار کو

اختیار ہوگا کہ لگان مین اضافہ کرتے جیسے کہ راجہ کو بذات خود حاصل تہے کہ زمینداری مین اپنا انتظام کرے۔ مگر فقط اتنا فرق ہے کہ پٹہ دار کوئی کام ایسا نہ کرے کہ جس سے حق بازگشت زمیندار کو نقصان پہونچے۔

بعدہ یکم سیاہین سنہ ۱۲۸۰ فصلی مطابق ۵ اجولائی ۱۸۷۳ء کو بعد تحریر ہونے پٹہ مذکور کے راجہ نے ایک پٹہ بحق مدعا علیہ نمبر ۱ مسمی سروپ مہتو لکہدیا اور مدعی مقدمہ ہذا مین اسکی تنسیخ چاہتا ہے۔ پٹہ زیر بحث مین لکہا ہے کہ مدعا علیہ پٹہ مذکور پہلے سے مدعا علیہ کے قبضہ مین تہا اور جس شرط سے ہیر مدعا علیہ قابض تہا وہ انتظام سندل کہلاتا (۱) اور بموجب اس شرط کے تازہ پٹہ سندلی جوت بازادی لگان مدعا علیہ کو دیا گیا اور یہہ لگان درمیان میعاد پٹہ مدعی زیادہ نہو سکیگا۔ اور میعاد پٹہ سنہ ۱۲۸۰ فصلی سے لغایت سنہ ۱۲۹۲ فصلی مطابق ازابتداے سنہ ۱۸۷۳ء لغایت سنہ ۱۸۸۵ء ہے راجہ نے بعد اوس کے اسی قسم کے اور پٹہ بابت کل مبالاد دوسرون کو دئے۔

مدعی نے مقدمہ ہذا مدعا علیہ نمبر ۱ (جو فیصلہ ہائی کورٹ مین صغرسن یعنی نابالغ مدعا علیہ مندرج ہے) جو پوتا اور قائم مقام راجہ متوفی کا ہے اور سروپ مہتو کے نام دائر کیا اور بیان کیا کہ یہہ پٹہ میرے نقصان رسانی کے واسطے مدعا علیہم نے لکہا اور راجہ اندر میعاد پٹہ کے اسکا اختیار نہ تہا کیونکہ از روے پٹہ مالگذاری مدعا علیہ نمبر ۱ اضافہ نہین ہوسکتا۔ اور نہ مدعی مجاز ہے کہ درمیان میعاد اجارہ ایسا کرے۔

مدعا علیہ نمبر ۱ نے جواب دیا کہ عرضی دعوی سے کوئی حق نالش ثابت نہین ہوتا اور نہ مدعی کا کوئی نقصان ہوا ہے پس مقدمہ قابل سماعت ہے اور پٹہ بموجب شرط تصفیہ حساب مندرجہ پٹہ دیا گیا۔

(۱) سندل یہہ کام تہا کہ رعایا سے لگان وصول کرے اور بشرح مندرجہ پٹہ زمیندار کو ادا کرے۔ اور لگان مذکور کے وصول کرنیکا خود ذمہ دار ہو۔

منجانب نابالغ مدعا علیہ مسٹر ہیریسن کلکٹر نے منجانب کورٹ آف وارڈس کے گذارش کی اور اپنے بیان تحریری مین لکھوایا کہ اگر پٹہ باجور عیت کو دئے گئے ہین اور جوبٹ منڈل عدالت کی نظر مین خلاف شرایط پٹہ ثابت ہوکر منسوخ ہوجاوین تو مجھے کچھہ اعتراض نہین ہے -

منصف نے دریافت کیا کہ پٹہ اوس زمانہ مین لکھا گیا کہ جب جمع مندرجہ پٹہ رعیت سے دریافت ہوچکی تھی اور پٹہ کا دینا منزلہ تصفیہ حساب نہین ہے جیسا فریقین انکو خیال کرتے ہین - راجہ نے معلوم کیا کہ تحصیلات مفصل اوس جمع کی تعداد سے کم نہین جو پٹہ مین لکھی گئی ہے اسواسطے اوس نے اپنی رعایا سے سازش کرلی اور اسطور سے کہ اون کا لگان ۵ برس تک ایک ہی صورت مین رہے - اوہون نے مذکور راجہ کے نام اور پٹے باضافہ لگان سے لئے اور پٹہ زیر بحث اگر جائز سمجھا جاوے تو شرائط پٹہ مدعی ٹوٹ جاوینگے اسیواسطے منصف نے بحق مدعی ڈگری صادر کی -

نابالغ مدعا علیہ نے جج ضلع کی عدالت مین اپیل کیا اور مدعا علیہ نمبرا کو جسنے اپیل نہ کیا تہا رسپانڈنٹ قرار دیا عدالت ماتحت اپیل نے منصف کی ڈگری کو منسوخ کیا اور یہہ راے دی کہ پٹہ بموجب شرائط مندرجہ پٹہ قدیمی دئے گئے اور مدعی کو چاہیے کہ ثبوت پیش کرے کہ اوسکو کوئی نقصان پہونچا - تب یہہ مقدمہ قابل سماعت تصور کیا جاویگا -

مدعی نے خاص اپیل ہائی کورٹ مین گذرانا اور ہردو مدعا علیہا کو رسپانڈنٹ خاص قرار دیا - مسٹر ووڈراف اور بابو بہوانی چرن دت اور رشک بہاری گہوس از طرف اپیلانٹ -

ایڈووکیٹ جنرل مسٹر پال اور لیگل ریممبرانسر مسٹر بل اور سے .. وکیل بابو انوداپرشاد بنرجی از طرف نابالغ رسپانڈنٹ -

مسٹر ووڈراف جج نے اس بات سے غلطی کہائی ہے کہ مدعی کو استحقاق نالش حاصل نہین ہے۔ راجہ نے جب مدعی کو پٹہ لکہدیا تو پہر اوسے اختیار نہین تہا کہ اپنی عملداری سے بندوبست کرتا بموجب پٹہ عام اختیارات مدعیکو دئے گئے بموجب جدید انتظام لگان رعایا مین تبدیلی نہین ہوسکتی اور نہ میعاد پٹہ کے اندر اضافہ کیا جاسکتا ہے سوا اسکا انتظام کیا یہہ ہے کہ جو پٹہ مدعی کو دیا گیا تہا وہ بیکار ہوگیا مدعی مجاز ہے کہ یہہ دعوی دائر کرے اور پٹہ کو منسوخ کراوے بغیر اس امر کے کہ خاص ہرجانہ کا ثبوت پیش کرے۔ دیکہو سٹوری صاحب کی کتاب جورس پرودنس صفحہ ۶۹۸ بموجب قواعد پریوی کونسل ورفیصلہ جات ہائی کورٹ مقدمہ قابل سماعت ہے۔ دیکہو مقدمات سری ماتہو موہنو بیجیار گوناڈا بنام دوراسنگا تواد۔ وٹہاکردین تواری بنام نواب سید علی حسین خان اور جے نراین گہیری بنام گریس چندر رتہی۔

لیکن یہہ امر از جانب جواب دہندگان مقدمہ ہذا قابل سماعت نہین مدعی کوئی نقصان بیان نہین کرسکتا اور اسواسطے جب تک دستاویز اوسکے مقابلہ مین پیش نکیجاوے یا کوئی اور نقصان اوسکو نہ پہونچے تب تک اوسکو حق نالش کرنیکا حاصل نہین ہوتا اگر راجہ کو پٹہ دینے کا اختیار نہ تہا تو یہہ امر بالکل بے بنیاد ہے کوئی آدمی اس سے فایدہ نہین اوٹہا سکتا اور اگر پٹہ ناجائز ہے تو مقدمہ کی بنا کیا ہے؟ مگر درحقیقت پٹہ بموجب شرائط تصفیہ حساب مندرجہ پٹہ مدعی دیا گیا۔ راجہ کو بٹنیک بندوبست کرنیکا اختیار نہ تہا۔ مگر یہہ انتظام جدید نہین ہے۔ یہہ بندوبست صرف اجارہ دار کے فایدہ کے لئے کیا گیا۔ اسواسطے پٹہ جائز رہنا چاہیئے۔ مدعی صرف ڈگری استحقاق چاہتا ہے اور اسیواسطے دعوی اوسکا قابل سماعت نہین۔ دیکہو مقدمات سری نراین مہتر بنام سری متی کشن سندری داسی۔ وٹہاکردین تواری بنام نواب سید علی خان وسری ماتہو موہنو بیجیار گوناڈا بنام داراسنگا توار۔ وسعادت علی خان بنام خواجہ عبد الغنی

مسٹر وڈراف نے جواب مین مفصلہ ذیل مقدمات کا حوالہ دیا۔ ہو بنام اوفلیارٹی اور راجہ نیل منی سنگہ دیو بہادر بنام کالی چرن بہٹاچارجی اور شیخ جان علی بنام کنکر عبد رکہمہ اور مہاراجہ راجیندر کشور بنام شیو پرشن سنگہ - اور رکملالائنکن بنام بچپا کوٹی چیٹی -

فیصلہ

مارکبائی جسٹس — یہہ مین شک نہین ہے کہ بموجب اجارہ نامہ مدعی تاریخ شروع اجارہ سے اور جبتک میعاد اجارہ باقی ہے صرف بذات واحد مجاز ہے جو پٹہ دیسکتا ہے اور جسکا پٹہ رعایا (مزارعان) کو دینا جائز ہے اور یہی شخص انتظام تحصیل لگان کر سکتا ہے زمیندار نے چودہ برس تک مدعی کو اپنی زمینداری کا اجارہ دیا ہے اور تمام حقوق خود اوسکو عطا کر دئے ہین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے یہہ امر پایہ ثبوت کو پہونچے کہ زمیندار نے اپنے اختیار مین (درمیان میعاد اجارہ) کوئی انتظام یا بندوبست رکہا ہو صرف یہہ شرط ہے کہ زمیندار کو ورثاے ثانی کے نقصان رسانی کا کوئی امر ظہور نہ پاوے - اس صریح اختیار کی ترمیم کیواسطے صریح الفاظ چاہئین - اور ایسے کوئی الفاظ دستاویز مین درج نہین ہین +

جج نے بعد اسکے شرائط پٹہ کا حوالہ دیا علی الخصوص اوس شرط کا جسکے روسے لگان مدعاعلیہ نمبر ا مین اضافہ نہین ہوسکتا ہے -

اس شرط کے لکہنے کا راجہ مجاز نہ تہا - بیشک لیگل ریممبرانسر نے ازطرف نابالغ مدعاعلیہ بصراحت بیان کیاہے کہ مداخلت اجارہ دار اور مزارعان مین نہین ہوسکتی اور اگر یہہ امر اول ترک ہوکر تسلیم ہوجاتا تو بہت سا غیر ضروری خرخشہ پیدا ہوتا - یہہ امر ازطرف نابالغ مدعاعلیہ پیش کیا گیا ہے کہ متوفی راجہ نے اجارہ دینے سے اختیار انتظام ہمراہ مزارعان ترک نہین کیا - بلکہ اجارہ نامہ کے ایک فقرہ سے راجہ کو اختیار تہا کہ جبکہ چاہے کے اندر فہرست لگان کا مقابلہ کرے تاکہ معلوم ہو کہ جمع مفصل کی تعداد

فی ۳ سو روپیہ ہے - بموجب اس شرط کے مدعا علیہ سے روپیہ مقبوضہ کا لگان میعاد مذکور کے اندر حساب کیا گیا اور پٹہ جو اس مدعا علیہ کو دیا گیا اوسمین فقط شرائط تصفیہ حساب درج ہین ÷

اسکا جواب یہہ دیا گیا - اول جسکا نام تصفیہ حساب رکھا گیا ہے وہ وقت معینہ مین نہین کیا گیا - اور وقت معینہ اجارہ تاریخ تحریر اجارہ سے چھہ مہینہ ہے - دوئم منصف نے دریافت کیا ہے کہ تصفیہ حساب نہین کیا گیا بلکہ جدید لگان کا بندوبست کیا گیا اور یہہ تحقیقات منصف بدستور قائم ہے اور پٹہ مین یہہ ممانعت کی گئی ہے کہ لگان مین اضافہ نکیا جاوے اور بسبب اسکے ایسے پٹہ کو تصفیہ حساب نہین کہہ سکتے -

یہہ بیان کیا گیا ہے کہ اگرچہ راجہ کو بموجب شرائط اجارہ اختیار نہ تھا تاہم یہہ مقدمہ قابل سماعت نہین اور یہہ پٹہ جو مدعی کے مقابل پیش نہین کیا گیا کالعدم ہے اور مدعی کو کوئی نقصان نہین پہونچا -

دربارہ سوال نقصان مقدمہ ہذا مین کوئی تحقیقات نہین کی گئی تاکہ معلوم ہو کہ مدعی کو نقصان پہونچا ہے اور وہ اسکی بنا پر ہرجانہ کا دعویٰ کرتا ہے - مگر اس دلیل سے ہم اتفاق نہین کرتے - یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ راجہ کو چھہ مہینے کے بعد اختیار نہ تھا کہ فرد حساب لگان تعدادی فی ۳ سو روپیہ کا لکھتا - ایسے ہی پٹے راجہ نے اور لوگون کو دیے اور لگان بڑھایا جسکے رو سے وہ تاوان مندرجہ اجارہ نامہ سے بچنا چاہتا تھا اسمین شک نہین کہ راجہ نے اپنی رعایا کو ترغیب دی کہ جدید لگان قبول کرین اور کچھہ فائدہ اوٹھاوین - مقدمہ ہذا مین فائدہ یہہ تھا کہ رعیت کا لگان نہین بڑھیگا جب تک اجارہ کی میعاد قائم رہیگی یہہ بیان مندرجہ پٹہ کہ پٹہ مذکور بغرض حصول تقابلہ دیا گیا صرف ایک بہانہ ہے جس سے سازش نہ پائی جاتی ہے اور یہہ امر منصف نے از روے شہادت ثابت کیا ہے ؛

یہہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ حق بندوبست لگان ہمراہ مزارعان بعد شروع میعاد اجارہ نامہ ظاہر نہین کیا گیا - اور مدعی بیان کرتا ہے کہ پٹون کا دینا خلاف شرائط اجارہ نامہ کے ہے اور میری راے مین یہہ امر درست ہے کہ خلاف اسکے مقدمہ ہذا مین کبھی تسلیم نہین کیا گیا کہ پٹہ کا عدم وجود برابر ہے - سواے اسکے کہ جب یہہ مقدمہ عدالت ہذا مین دائر ہوا اول دفعہ عدالت سے کہا گیا تہا کہ آیا یہہ پٹہ جائز ہے یا ناجائز ہے معہذا سکے بحث کی گئی کہ یہہ پٹہ جائز ہے - دلائل درباب جواز پٹہ ناسموع ہوئین - از طرف نابالغ مدعاعلیہ درباب تحقیقات مقدمہ بعدالت ابتدائی کوئی عذر اور اعتراض نہین کیا گیا - خلاف اسکے مسٹر ہرلیس نے کہا ہے اگر پٹہ جو مدعی کو دیا گیا معمولی لگان اجارہ کا پٹہ نہین ہے اسواسطے اسکی ٹہیک و مناسب تعبیر کرنی مشکل ہے - اسلیئے مین درخواست کرتا ہون کہ عدالت براہ مہربانی واقعات مندرجہ ذیل پر غور کرے مدعی کے اجارہ نامہ کی کیا تعبیر کیجاوے کہ فیصلہ درباب پٹہ ہا اور جوٹ مقدمہ صادر ہونا غالبا مسٹر ہرلیس نے بھی نظر نابالغ مناسب تصور کیا کہ تصفیہ ایکہی دفعہ ہوجاوے - یہہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ بہت سے پٹہ ناجات مثل پٹہ زیر تحقیقات دیئے گئے ہین جواز جسکا زیر بحث ہے - اور کسی نہ کسی طور سے ہونا چاہیئے - فی الحقیقت قابل توجہ یہہ ہے کہ اختیار راجہ درباب عطاے پٹہ ناجات پر بحث کیجاوے - قبل اسکے کہ مدعی نالشات بنام مزارعان دائر کرے - غالبا جب یہہ معاملہ مقدمہ ہذا مین طے ہوجاویگا تو آئندہ اعتراض اور خرخشہ اس بارہ مین پیدا نہوگا

اب یہہ مقرری اور مستقل قانون عدالتہاے ملک ہذا ہے کہ ڈگری استحقاق صادر نہین ہوسکتی جب تک نتیجہ ڈگری سے ڈگریدار فائدہ اوسی عدالت یا عدالت دیگر مین اوٹہا سکے دیکھو مقدمہ ستری ماتہو موتہو وبجیار کوناڈم مگر اس قاعدہ کی تجویز مین ہم نہین جتنا کرتے کہ پریوی کونسل کا یہہ ارادہ تہا کہ عدالتہاے ہندوستان ایسے مقدمات مین

ڈگری استحقاق صادر نہ کرین جنمین قطع نظر قانون دیوانی ایکٹ نمبر ۸ ۱۸۵۹ء دفعہ ۱۵
اونکو اختیار حاصل ہے -

اب یہہ قابل توجہ ہے کہ وہ اختیارات کیسے ہین - عدالت ہذا کو وہی اختیار حاصل ہے جو
کورٹ آف چینسری انگلینڈ کو حاصل ہے اور یہی اختیار سوپریم کورٹ کو تہا اور یہی عدالت
ہذا کو حاصل ہے اور مین نہین خیال کرتا کہ عدالتہاے مفصل کو اس بارہ مین کم اختیار یا مختلف
اختیارات حاصل ہین - چونکہ ہمارے یہان کوئی خاص اور معتبر سند قابل حوالہ نہین ہین - اسواسطے
دستور العمل کورٹ آف چینسری انگلینڈ سے بہتر ہادی یہان نہین ہو سکتا -

اور ہم بذریعہ معتبر کہہ سکتے ہین کہ کورٹ آف چینسری اس بارہ مین اور ایسے ہی مقدمہ کی
سماعت کریگی فیصلجات پریوی کونسل اس راے کو تقویت دیتے ہین مقدمہ تہا کر دین تواری
بنام نواب سید علی حسین خان مدعی نے بیان کیا کہ وہ خود قابض جائداد ہے - اور یہی
بنا پر دستاویز بحق مدعا علیہ تحریر کردہ ایک شخص متوفی منسوخ ہوئی اور ڈگری بحق مدعا علیہ
صادر ہوئی مدعی نے دعوی کیا کہ بہ ہین وارث مدعا علیہ متوفیہ کا بہان جو قابض تہا اور جائداد
بموجب دستاویز کے میراحق ہے - پریوی کونسل نے کہا کہ غرضی دعوی کا منشا ہے کہ دستاویز
منسوخ کیجاوے اور یہہ واقعی امداد کی درخواست ہے ایک اور مقدمہ مین پریوی کونسل
نے کہا کہ دربارے دعوی مدعی کہ وہ اپنے استحقاق مال کا دعویدار ہے اور درخواست
کرتا ہے کہ استحقاق مدعا علیہم بہمو ترا ناجائز قرار دیا جاوے - اس سے مراد یہہ ہے کہ مدعی
اپنے استحقاق (جو کچہہ ہو) کا قیام چاہتا ہے اور مدعا علیہم کے استحقاق کی تنسیخ چاہتا
اگر وہ درخواست کرتا کہ دستاویز مدعا علیہم مخالف حق اوسکے کی منسوخ ہوجاوے جس سے
اوسکے حق زمینداری مین فرق آتا ہے تو تنسیخ دستاویز مدعا علیہم کا حکم صادر ہو جاتا - مگر مدعی
مجاز نہین ہے کہ تنسیخ ایسے دستاویز کی ہو جو فقط زبانی جمع خرچ ہو مقدمہ مہاراجہ راجندر
کشور سنگہ بہادر بنام شیو لیٹین مسترین پریوی کونسل نے یہہ قرار دیا تہا کہ جب مزارع

اپنے پٹہ کی شرائط کے خلاف دعوی کرین تو زمیندار ایسے دعوی کی تنسیخ کی استحقاق
ڈگری حاصل کرسکتا ہے - اور جج صاحبان پریوی کونسل نے اوس مقدمہ مین کہا تہا
وہ اگر یہہ پٹی داری مابین زمیندار اور مزارعان نہو تو معمولی رشتہ مابین اون کے
باقی رہتا ہے اور آئین دست اندازی کیجاوے تو زمیندار کا استحقاق درباب
تحصیلات ضایع ہوجاویگا - اور زمیندار کو فقط اختیار وصولیت مقررہ جمع سالانہ
منجملہ مرافق اراضی رہجاویگا اور بیشک دعوی ایسی پٹی داری کا زمیندار کو صریح
نقصان پہونچاتا ہے اور یہہ صورت حارج انتظام زمینداری ہوگی - اور ایسی پٹی داری
سے تعلق زمیندار درباب خرچہ وصولیت لگان و منافع اراضی دور ہوجاتا ہے -
اس سے پیشتر مقدمہ کمالا شنکر بنام پیتا کولی جیٹی مین واقعات ہذا مثل مقدمہ زیر
تحقیقات تہے - ایک زمیندار نے ایک شخص کو پٹہ اپنی زمینداری کا لکہدیا اور
بعد اسکے مزارعان کو اعلان دیا کہ لگان وغیرہ پٹہ دار کو نہ دو اس سے زیادہ
دست اندازی نہین ہوئی تہی اور کوئی اصلی انکار ادائے زر لگان مین نکیا گیا
تہا - ہائی کورٹ نے ڈگری صادر کی اور بیان کیا کہ پٹہ دار مستحق حصول ڈگری
اور تمام حقوق ایزادی پٹہ کے تہا - پریوی کونسل نے اسکو منظور کیا تہا -
ان مقدمات سے ثابت ہے کہ عدالت ہذا صدور ڈگری مقدمہ ہذا کی مجاز ہے -
مدعی نے احکام امتناعی کی درخواست نہین گذرانی اور غالباً وہ ایسا کرنیکا مجاز
نہ تہا - مگر وہ صرف تنسیخ پٹہ چاہتا ہے - ہماری راے مین انہین معنون کی ڈگری
صادر ہونی چاہئیے - ڈگری عدالت ماتحت اپیل جسکی رو سے دعوی خارج ہوا منسوخ
ہووے اور بجاے اوسکے ڈگری بالفاظ ذیل صادر ہوگی کہ پٹہ مورخہ ۲۹ اپریل
سنہ ۱۲۸۰ فصلی جو راجہ نے مدعا علیہ نمبر ۱ کو دیا منسوخ ہووے اور اجارہ دار (مدعی)
بموجب شرائط اجارہ نامہ مستحق قبضہ و انتظام جائداد زمینداری قرار دیا جاوے

اور شرائط اجارہ نامہ مورخہ ۱۲ پھالگون ۱۲۷۹ کی پوری پوری تعمیل ہووے •

اپیل منظور

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سر رچرڈ گارتھ نائٹ چیف جسٹس اور مسٹر جسٹس میکفرسن

منفصلہ ۶ ستمبر ۱۸۷۶ء

ابتدائی ۲۹۶ نمبر صفحہ [illegible]

کورنگا آئیل کمپنی محدود مدعاعلیہا بنام کوگلر و دیگر مدعیان

خلاصہ

قانون معاہدہ ایکٹ ۹ ۱۸۷۲ء دفعہ ۲۸ - اقرارنامہ دربارہ کے معاملات ثالث کے سپرد کیا جاویگا - مقدمہ درباب ہرجانہ بعلت خلاف ورزی معاہدہ مقدمہ درباب خاص تکمیل معاہدہ -

مدعیان اور مدعاعلیہم مین ایک اقرارنامہ بیع کا معاہدہ لکہا گیا اوسمین یہہ بہی فقرہ تہا کہ در صورت اختلاف پیدا ہونیکے تصفیہ بذریعہ دو کس ثالث و ثالثان کرایا جاویگا ایک کے تقرر کا اختیار خریداران کو ہوگا دوسرے کا بایع کے ایجنٹ کو اور ایسے ثالثون کا فیصلہ ناطق سمجہا جاویگا مگر یہہ امر درج نہ تہا کہ جبتک تصفیہ نہووے کوئی مقدمہ دائر نکیا جاوے - مناقشہ پیدا ہوا مدعیان نے ثالث کے تقرر سے انکار کیا نالش ہرجانہ و عہدشکنی دائر ہوئی - رائے عدالت یہہ قائم ہوئی کہ یہہ معاہدہ ایسا نہین جسکا ذکر دفعہ ۲۸ - ایکٹ ۹ ۱۸۷۲ء مین آیا ہے - وہ دفعہ صرف ایسے معاہدات سے متعلق ہے جو کلاً یا جزواً فریقین کو اجراء مقدمہ بعدالت مجاز سے باز رکہے پہلا استثناء مندرجہ دفعہ مذکور ایسے معاہدون سے متعلق ہے کہ جسمین فریقین آپسمین اقرارنامہ لکہدیوین کہ کوئی نالش عدالت مین دائر نہین کیجاویگی جبتک مقدار زر کا تعین ثالثان کے ذریعہ سے طے نہو جاوے -

معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ دائر نہین ہو سکتا کہ اقرارنامہ متعلقہ ثالثان کی تعمیل کرائی جاوے

ونیز ایسا مقدمہ کہ جسکا ذکر استثنا نمبر اول دفعہ ۲۸ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء مین آیا ہے -

اپیل بنا راضی فیصلہ جج فیر مورخہ ۱۳ جون سنہ ۱۸۷۵ء اور فیصلہ پانٹی فلکس جج مصدرہ ۲۲ مئی سنہ ۱۸۷۶ء

یہہ مقدمہ بابت ہرجانہ بعلت خلاف ورزی معاہدہ رجوع ہوا - واقعات مقدمہ باجلاس فیر جج پہلے مفصل طور سے رپورٹ ہو چکی ہین اور اول یہہ مقدمہ براد قیام امور تنقیح طلب پر ہوا کہ آیا عرضی دعوی سے کوئی حق نالش بھی پیدا ہوتا ہے یا نہین جسکا تصفیہ بحق مدعی ہوا - پھر یہی مقدمہ باجلاس پانٹی فلکس جج پیش ہوا اور واقعات پر بحث ہو کر ڈگری بحق مدعیان صادر ہوئی مدعا علیہ نے ہر دو فیصلون کا اپیل کیا - مگر اپیل بنا راضی فیصلہ موخر الذکر صرف واقعات مقدمہ سے متعلق تھا اور اسیواسطے رپورٹ نہ اُسکا مفصل ذکر نہین کیا گیا - موجب اپیل بنا راضی فیصلہ فیر جسٹس حسب ذیل ہے - کہ ایسے معاہدہ کا وجود جسکا ذکر ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء کی دفعہ ۲۸ - استثنا نمبر ا مین آیا ہے درمیان مدعی اور مدعا علیہم کے ثابت ہے اور وجود ایسے معاہدہ کا بموجب ایکٹ مذکور مانع اجراء مقدمہ ہذا ہے -

مسٹر ایونس اور مسٹر بکری منجانب اپیلانٹان

مسٹر بینس اور مسٹر جیکسن منجانب رسپانڈنٹ

مسٹر ایونس نے بحث کی کہ یہہ معاہدہ ایسا ہے جو دفعہ ۲۸ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء مین آ سکتا ہے اور اسمین تمام مطالبات استثنائی نمبر ا دفعہ مذکور پورے کئے ہین اسیواسطے چونکہ مقدمہ ہذا خاص تکمیل معاہدہ کے لیے دائر نہین ہوا اور نہ اسمین دعوی تعداد معینہ ہرجانہ کا کیا گیا ہے - بنظر تصریح الفاظ دفعہ مذکور مقدمہ نامسموع ہونا چاہیئے قانون معاہدہ کے صریح الفاظ کے رو سے مدعیان کے لئے مناسب تھا کہ مقدمہ براد خاص تعمیل اقرارنامہ دائر کرتے - فاضل جج عدالت ماتحت کی یہہ راے تھی کہ اقرارنامہ کو استثنا نمبر ا دفعہ ۲۸ مین لانیکے لئے اقرارنامہ ایسا ہونا چاہیئے

کہ جسمین عدالتون کا کلی اختیار اٹھہ جاوے سواے اس امر کے کہ ہرجانہ کسقدر دلایا جاوے مگر یہہ گذارش کیا گیا ہے کہ ایسی صورت مقدمہ کی نہین ہے جج مذکور کی دلیل کے یہہ معنی ہین کہ مقدمہ زیر استثنا نمبر ا متذکرہ بالا نہین آسکتا جیسا کہ اوس استثنا کی نکیجاوے جسکی بابت اصلی دفعہ مین قاعدہ تجویز کیا گیا یعنی یہہ معاہدہ استثناء مذکور مین نہین آتا گو کسیکے اندر ہے کیونکہ اسمین ایسا فقرہ نہین کہ جسمین اختیارات عدالت ہامین مداخلت کیجاوے - یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ یہہ معاہدہ نہ صرف خلاف قانون ہے بلکہ مانع سماعت مقدمہ تہا ہے -

مسٹر بینس منجانب رسپانڈنٹ فیصلہ عدالت ماتحت پر استناد کیا کہ جو بنگال لا رپورٹ کے صفحہ پچاس مین مندرج ہے معاہدہ دفعہ ۲۱ مین نہین آسکتا کیونکہ اسمین کوئی ایسا فقرہ نہین جس سے اختیارات قانونی عدالتون مین دست اندازی کیجاوے سواے ایسے امر کے کہ جسکی بابت ثالث فیصلہ دیوین معاہدہ اولا معاہدون کی فہرست مین لیجانیکے لئے ضرور ہے کہ اول اوس استثنا سے فائدہ اوٹھایا جا سکتا ہے اور جبکہ یہہ صورت نہین تو مدعیان کا مقدمہ لاعلاج ہے جیسا جج نے بیان کیا تہا اگر مدعیان خاص تعمیل کا دعوی کرتے اور دعوی کو بہی قابل سماعت فرض کیا جاتے تاہم بہی کوئی صورت استعمالی امداد کے حصول کی نہ تہی یعنی عدالت ایسی امداد نہین دیسکتی تہی کہ جس سے مدعیان کو کچہہ فائدہ ہوتا -

مسٹر میکری کا جواب - ڈگری درباب خاص تعمیل معاہدہ کے صادر ہوسکتی ہے - دیکہو دفعات ۲۰۰ و ۲۲۶ - ۳ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع صرف صورت یہہ ہے کہ مدعاعلیہم پر نالش با عدالت کرنی چاہیئے - مدعیان بہی خلاف ورزی معاہدہ کی نالش کرسکتی تہی مگر مدعیان نے ایسا دعوی دائر کیا ہے کہ جسکی صریح ممانعت واضعان قانون نے بالفاظ صریح لکہی ہے -

فیصلہ عدالت

گارتہہ چیف جسٹس - اوّل امر قابل فیصلہ ہمارے روبرو وہی ہے جسپر بحث با جلاس
فیرجج عدالت ماتحت مین ہوئی اور اوسکا فیصلہ رپورٹ جنوری مین مندرج ہے -
مدعا علیہم اعتراض کرتے ہین کہ معاہدہ جسپر ہمقدمہ کی بنا ہے وہ استثنا نمبر ا دفعہ ۲۸
قانون معاہدہ مین بیان کیا گیا ہے - اور چونکہ مناقشہ فریقین کا تصفیہ ثالثون نے
نہین کیا مقدمہ دائر نہین ہوسکتا - سوائے اوس حالت کے کہ اقرار نامہ کی تکمیل کرائی جاوے
واقعی جیسے فیرجج بیان کرتے ہین ۔ اگر ایسی صورت ہوتی کہ مدعیان ایک نہایت کمبخت
حالت مین گرفتار ہوتے کیونکہ مدعا علیہم نے صاف انکار کیا تہا کہ وہ خرخشہ ثالثی مین
نہین بہیجنا چاہیئے اور موجودہ قانون کے روسے کوئی مقدمہ دائر نہین ہوسکتا کہ
اوسکو اس امر پر مجبور کیا جاوے مدعا علیہم اگر واقعی راستی پر ہین تو وہ اپنی ہی خلاف
ورزی معاہدہ سے مدعیان کو چارہ جوئی سے محروم کرسکتے ہین - مگر حسن اتفاق سے
بلحاظ اوگستری بمقدمہ ہٰذا ہماری راے یہہ ہے کہ فیرجج راستی پر ہین اور یہہ معاہدہ
اون معاہدون مین سے نہین ہے جنکا ذکر قانون معاہدہ کی دفعہ ۲۸ مین ہے -
یہہ دفعہ ایسے معاہدون پر عاید نہین ہوسکتی جنمین یہہ شرط ہے کہ تنازعہ فریقین کا
ثالثون کے سپرد کیا جاویگا بلکہ اس دفعہ کا اطلاق ایسے معاہدون پر ہے کہ جزواً
یا کلاً فریقین کو چارہ جوئی عدالت سے منع کرین اگر ایک معاہدہ مین یہہ شرط ہو کہ کوئی
مقدمہ اسکی بابت دائر نہوگا - یہہ شرط بموجب دفعہ حصہ اوّل دفعہ ۲۸ کالعدم ہوگی کیونکہ
اسکی روسے فریقین مجبور ہین کہ اپنے حقوق کی چارہ جوئی معمولی قانون عدالتون مین
نہین کرسکتے - علیٰ ہٰذا القیاس اگر ایک معاہدہ مین یہہ شرط ہو کہ جو تنازعہ فریقین مین
پیدا ہوا اوسکا تصفیہ ثالثون پر منحصر رکہا جاوے اور فریقین مین سے کوئی شخص عدالت
مین چارہ جوئی نکرے تو اوّل شرط جائز ہے یعنی یہہ کہ تنازعہ فریقین ثالثون

سپرد کیا جاوے۔ کیونکہ اس سے اختیارات قانونی عدالتون مین دست اندازی نہین ہوتی۔ مگر آخری شرط کالعدم ہے۔ کیونکہ اس سے عدالتون کے اختیارات سلب ہو جاتے ہین۔

اوّل استثنائے دفعہ ۲۸ صرف ایسے معاہدون سے متعلق ہے جنمین فریقین نے معاہدہ کر لیا ہو کہ عدالت مین چارہ جوئی نہین کیجاوے گی جب تک ثالث فیصلہ صادر نکرین مثلاً تعداد ہرجانہ کہ جو ایک بیمہ دار نے بحری یا آتشی پالیسی مین اوٹھایا ہو۔ ایسے اقرارنامہ سے اختیارات عدالتون مین فرق آتا ہے اس سے صرف مدعی کو التوا کرنا پڑتا ہے کہ اول تعداد ہرجانہ ثالثون کے ذریعہ سے مقرر کرا وے دیکھو مقدمہ اسکاٹ بنام ایوری اور ٹریڈون بنام حالمن۔

اب ظاہر ہے کہ مقدمہ ہذا مین معاہدہ نے عدالتون کے اختیار مین دست اندازی نہین کی۔ اسمین صرف مثل صدہا معاہدون تجارتی کے یہہ امر درج ہے کہ منازعت ثالثون کے سپرد کیا جاویگا اور یہہ امر بدیہی ہے اور قانون اس بارہ مین صحیح ہے کہ ایسے فقرہ سے قانونی عدالتون کا اختیار زائل نہین ہوتا۔

یہہ اپیل معہ خرچہ نقشہ نمبر ۲ خارج ہووے۔

سیکڑسن جج۔ مین کوئی وجہ نہین دیکھتا کہ فیرجج سے خلاف سا ظاہر کرون نتائج جج مذکور صحیح اور درست ہین اور مین اتفاق کرتا ہون کہ اپیل معہ اخراجات ڈسمس ہووے۔

اپیل خارج کی گئی

اٹرنی منجانب اپیلانٹان مسٹر بیکل۔

اٹرنی رسپانڈنٹ: مسٹر ٹیڈ۔

——— ۱۵*۵۱ ———

صفحہ [illegible] انگریزی [illegible]

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس پانٹی فکس

منفصلہ ۱۹ جون ۱۸۷۶ء

جواہر بی بی بنام سری گوپال مصر اور دیگران

خلاصہ

دہرم شاستر۔ متاکشرا۔ بیوہ۔ گذارہ یعنی نان ونفقہ شرکت جدی کارخانہ۔ قرضہ جو منتظم جائداد شرکت کا تجارتی معاملات کے لئے اوٹھائے۔

شرکت جدی جائداد جو منافع تجارت سے پیدا کیجاوے اور قائم رکھی جاوے مستوجب تمام ذمہ داریان تجارت مذکور کی ہے مقدمہ رام لعل ٹھاکرسی داس بنام لچھمی چند کی پیروی کی گئی۔

مقدمہ ہذا بمراد قیام استحقاق مدعی دائر ہوا کہ چونکہ مدعیہ بیوہ مسمی منوہر لعل متوفی ہے اور اسی بنا پر مستحق ہے کہ گذارہ منجملہ کرایہ ومنافع مکان ۱۳ بازار روپیہ چند واقع کلکتہ پاوے۔ اس رپورٹ کے مدعا کیواسطے ضرور ہے کہ یہہ امر فرض کیا جاوے کہ منوہر لعل مذکورہ بالا معہ والد خود مسمی لچھمی نراین اور اپنے چچا ہری نرائن وارکین ایک شرکت کے خاندان اہل ہنود مین جسپر پابندی دہرم شاستر متاکشرا واجب تھی مکان متنازعہ فیہ مکسوبہ لچھمی نرائن ہے جس نے اسکو جائداد اپنے باپ چھوٹے لعل اور منافع تجارت شال وکمخواب بنارسی مال سے خرید کیا بعد خرید مکان مذکورہ بالا منوہر لعل فوت ہوگیا۔ اوسکے بعد اوسکا والد لچھمی نرائن اور چچا ہری نرائن باقی رہگئے اور مدعیہ اوسی مکان مین بود وباش کرتی رہی یہانتک کہ ۱۸۶۶ع مین لچھمی نرائن مرگیا اور ہری نرائن قابض جائداد ہوا جسمین مکان متنازعہ بھی شامل تھا مناقشہ مابین ہری نرائن اور مدعیہ پیدا ہوا اور نوبت نالش کی پہنچی بعدہ فیصلہ ہوا کہ مدعیہ اوسی مکان مین رہے اور ہری نرائن نان ونفقہ دیتا رہے اور نیز روپیہ

واسطے اوسکے رسوم مذہبی بہم پہونچاوسے چنانچہ یہہ بندوبست اپریل ۱۸۷۵ء تک
قائم رہا۔ ۱۷۔ اپریل ۱۸۷۵ء کو ہری نرائن کا دوالہ نکلا اور اوس نے درخواست عدالت
دیوالیہ مین گذرانی اور کل جائداد اور اسباب سپرد سرکاری تحویلدار ہوا۔ پس مدعیہ کو
نہ گذارہ اور نہ روپیہ مذہبی رسوم کیواسطے ملا۔ ۵۔ اگست ۱۸۷۵ء کو سرکاری تحویلدار نے
مکان مذکور سمی سری گوپال مصر کے ہاتھہ فروخت کیا اور خریدار نے مدعیہ سے کہا
کہ مکان خالی کردو۔

مقدمہ ہذا بنام سرکاری تحویلدار اور سری گوپال مصر مین مدعیہ نے لکھوایا کہ چونکہ مین
بیوہ منوہر لعل ہون اسواسطے موجب دہرم شاستر مین مستحق کہ گذارہ جائداد خاندان
سے پاتی رہون اور ابتک سرکاری تحویلدار کے قبضہ مین جائداد خاندان موجود ہے جسمین
سے مجھکو روپیہ آداے مذہبی رسوم کیواسطے ملنا چاہیئے اور بتعداد گذارہ مقرر ہوجاوے اور
مناسب مکان سکونت میرے واسطے تجویز ہو۔

سرکاری تحویلدار نے اپنی تحریری بیان مین لکھوایا کہ ہری نرائن کاروبار تجارت لچھمی نراین
اور ہری نرائن کے نام سے کرتا تہا اور اوس نے اپنے حقوق سری گوپال کے ہاتھہ بحیثیت
منتظم اراکین خاندان فروخت کیئے اور وہ اپنے حقوق کا فیصلہ عدالت پر چہوڑتا ہے
سری گوپال مصر مدعاعلیہ نے بیان کیا کہ مینے مکان مذکورہ بالا خرید کیا ہے مگر قبضہ
ابتک حاصل نہین کیا اور دعوی بمراد حصول قبضہ دائر کیا ہے۔

پیشی مقدمہ بمراد قیام امور تنقیح طلب مقرر ہوئی۔

مسٹر برینین اور مسٹر بنرجی از طرف مدعیہ۔

مسٹر کنیڈی اور مسٹر انگرام از طرف سرکاری تحویلدار۔

مسٹر ایوانس اور مسٹر میکریگر از طرف دیگر مدعاعلیہ۔

مسٹر برینین۔ بموجب دہرم شاستر متاکشرا بیوہ اہل ہنود کا نان و نفقہ اوسکے

متوفی شوہر کی جائداد پر واجب ہے اور ہر ایک جزو جائداد کا اسکا ذمہ دار ہے۔ دیکھو مقدمہ رام چندر دت گنشت بنام سوتیری بالی۔ لیکن قاعدہ دہرم شاستر مروجہ ملک بنگال کے رو سے ایسا نہین ہے۔ دہرم شاستر بنگالہ کے رو سے جو جائداد پر قابض ہو اوس سے نان و نفقہ دلایا جاتا ہے بشرطیکہ قابض کو دعوی بیوہ سے اطلاع ہو دیکھو مقدمہ بہاگ بتی داسی بنام کنہیا لعل متر۔ اور مساۃ گلاب کنور بنام کلکٹر بنارس۔ اور کہیترامنی داسی بنام کاشی ناتھ داس۔ اس اخیر مقدمہ مین بیوہ نے اپنے خسر پر گذارہ کی نالش کی اور بموجب دہرم شاستر مروجہ ملک بنگال مستحق سمجھے گئے۔ مگر متاکشرا کی رو سے صورت اور ہے کیونکہ اس شاستر کی رو سے جب بچہ پیدا ہو تو وہ اپنے باپ کے ساتھ جدی جائداد مین شریک گنا جاتا ہے (جج یونیٹ فلکس نے مقدمہ گردہاری لعل بنام کنہیو لعل کا حوالہ دیا جسمین باپ کو اختیار دیا گیا تھا کہ خلاف منشاء بیٹون کے جائداد کا انتقال کرے اور متاکشرا ایسے انتقال کا موید ہے تو پہر کس حالت مین بیوہ کو شکایت کی گنجایش ہو سکتی ہے جب اوسکا شوہر مجاز ایسی شکایت کا نہ تھا بلکہ انتقال جائداد کی پابندی اوسپر بموجب دہرم شاستر واجب ہے) مقدمہ ہذا مین مدعیہ بیان کرتی ہے کہ جائداد زیر بحث کا انتقال ایسی صورت مین نہین ہوا جب مشتری میرے دعوی سے آگاہ تھا۔

درباب استحقاق رہایش مدعیہ مقدمہ مسگلا دیوی بنام دینا ناتھ بہوس اوسکے مفید مطلب ہے (یونیٹ فلکس جج۔ اس سے ہری نرائن محروم نہین ہو سکتا اگر اوسکے اور اوسکے خاندان کے لئے گنجایش ہے تاہم بھی مدعیہ کو استحقاق حاصل نہین کہ اوسی مکان مین اپنی بود و باش رکہے) اوس مقدمہ مین مدعیہ کو غالبا گذارہ ملتا تاکہ وہ اپنی سکونت اور مکان مین اختیار کرتی۔ مقدمہ ہذا مین یہہ تحقیقات کرنی چاہیئے کہ مدعیہ کے گذارہ اور جای رہایش کی کیا صورت ہے۔

مسٹر کینیڈی از طرف سرکاری تحویلدار مشترک خاندان مین بموجب متاکشرا کسی حصہ دار کا

حصہ یقینی نہین استحقاق گذارہ اس شرط پر مبنی ہے کہ اوّل مشترک خاندان کا قرضہ ادا کیا جاوے مقدمہ ہذا مین دیوالیہ کل خاندان کی طرف سے کاروبار کرتا تہا اور اگر وہ مقروض ہوگیا تو وہ مجاز ہے کہ خاندانی جائداد سے قرضہ ادا کرے - دیکہو مقدمہ رام لعل تہاکرسی داس بنام لچہمی چند بیوہ کا حصہ اپنے شوہر سے زیادہ نہین اور اگر بیوہ کا حصہ نسبت نان ونفقہ جائز بہی سمجہا جاوے تو مشترک خاندان مین کوئی جائداد ایسی باقی نہین کہ جسمین سے اوسکو کچہہ دلایا جاوے -

مسٹر ایوانس منجانب مدعاعلیہ سری گوپال مصر - کوئی حق نالش بنام مشتری مدعیہ کو حاصل نہین جیسا مدعیہ منفع کی حصہ دار تہی ویسا ہی نقصان کا بہی اوسکو ذمہ وار ہونا چاہیئے - اگر کاروبار تجارت بند ہوگیا تو اوسکا گذارہ بہی بند ہوگیا کیونکہ وہ خود قبول کرتی ہے کہ میرا گذارہ صرف تجارت کی آمدنی پر تہا اگر قرضہ ناجائز طور پر لیا گیا ہے تو عدالت انتقال جائداد کو ناجائز ٹہرا سکتی ہے - مگر اس امر کا حکم مقدمہ ہذا مین نہین دیا جا سکتا - دربابِ سکونت مدعیہ مقدمہ منگلا دیوی بنام دینا ناتہہ بوس سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ بیوہ کو ہر حالت مین استحقاق حاصل ہے کہ خاندانی مکان مین رہائش کرے -

مسٹر ایونس کا جواب - ہندو بیوہ کا گذارہ بموجب دہرم شاستر خاندانی تجارت کی ترقی اور تنزل کی حالت مین کم و بیش نہین ہوسکتا - ہندو بیوہ مشترک خاندان کا رکن نہین اور نہ وہ کسی ترقی کی مستحق ہے صرف اوسکا حق اوس حصہ پر ہے کہ جسکو اوسکا شوہر علیحدہ کرا سکتا تہا - بموجب متاکشرا عورت جائداد کی تقسیم نہین کرا سکتی جیسا قانون مروجہ بنگالہ کے روسے اوسکو استحقاق حاصل ہے اور باوجود انتقال جائداد وہ مستحق گذارہ ہے دیکہو مقدمہ ہیرا لعل بنام مسماۃ کوسیلیا

پونٹی فکس جج - مقدمہ ہذا مین منوہر لعل زوجہ مدعیہ ہے جو اپنے باپ مسمی لچہمی نراین کپور کہتری کی حین حیات مین مرگیا لچہمی نراین کے مرنیکے بعد اوسکا بہائی مسمی ہری نراین کپور کہتری باقی رہا اور وہ دیوالیہ قرار دیا گیا فریقین پر پابندی قانون متاکشرا کی واجب ہے

مدعیہ بحیثیت بیوہ منوہر لعل دعوی کرتی ہے کہ مجھکو گذارہ دلایا جاوے جو مشترک خاندان کی جائداد ہے اور اگر سرکاری تحویلدار کا قبضہ اس مکان پر بسبب ہری نراین دیوالیہ کے ہوا میرے حقوق کی پابندی زائل نہین ہوئی بہت سے مقدمات کا حوالہ دیا گیا کہ بموجب متاکشرا بیوہ مشترک جائداد مین سے مستحق گذارہ کی ہے - یہہ ضرور نہین کہ معمولی مقدمات پر راے دیجاوے جب باقی ماندہ ارکین خاندان مشترک بلالحاظ استحقاق بیوہ مشترک جائداد کا انتقال کرین کیونکہ میری راے مین مقدمہ ہذا ایک خاص صورت کا ہے اور معمولی قواعد سے مستثنی مدعیہ اپنی عرضی دعوی مین تسلیم کرتی ہے کہ میرے خسر نے یہہ مکانات وغیرہ تجارت سے اور نیز اوس روپیہ سے حاصل کیے جو اوسکے باپ نے اوسکو دیا تہا میری راے مین تجارت مشترک خاندان کی طرف سے ہوتی رہی - اور جسقدر قرضہ تجارت کی بابت ہری نراین نے اوٹہایا وہ جائز طور پر تہا اور اوسکے ادا کرنے کی ذمہ داری کل خاندان پر ہے - ہری نراین آخرش دیوالیہ قرار دیا گیا اور اوسنے اسی مضمون کی درخوست گذرانی - مقدمہ رام لعل ٹہاکر سی داس بنام طیبی چند کی رو سے کل خاندان تجارتی قرضہ کا ذمہ دار ہے اور جو قرضہ نیک نیتی سے لیا جاوے وہ تمام ارکین خاندان مشترک کے حقوق پر فائق ہے یعنی جو نفع کے شریک ہین وہ نقصان کے بہی شریک ہونے چاہئین - مقدمہ ہذا مین جائداد کو اول سرکاری تحویلدار نے نیلام کیا اور میری راے مین مدعیہ کا کوئی دعوی مشترک جائداد پر نہین جب مشترک قرضہ مشترک جائداد سے ادا ہو چلے سرکاری تحویلدار اپنا خرچہ جائداد دیوالیہ سے پاوے اور مسٹر وڈل مسٹر اوبینز اپنا خرچہ مدعیہ سے لیوے ٭۔

مقدمہ خارج کیا گیا

اٹرنی مدعی - بابو جبکشن گہن گہولی -
اٹرنی سرکاری تحویلدار - مسٹر ڈگنیم اور رابنسن -
اٹرنی دیگر مدعا علیہ - مسٹر گاربیٹ -

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سر رچرڈ گارتھ نائٹ چیف جسٹس و مسٹر جسٹس مکفرسن

منفصلہ ۳۱ - اگست ۱۸۷۶ء

سب چندر ملک مدعی بنام کشن دیال و بابا داد یکس و دیگر مدعا علیہا

خلاصہ

ایکٹ عدالت خفیفہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۵۰ء دفعہ ۴۲ - اختیار اس امر کا کہ عدم پیروی مین جو مقدمہ خارج ہوا اوسکو دوبارہ سماعت کیا جاوے -

عدالت خفیفہ جو بموجب ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ء کے قائم ہوا اوسی روز اور اوسی اجلاس عدالت مین یکطرفہ مقدمہ کو سماعت کرسکتی ہے جو زیر دفعہ ۴۲ خارج ہوا ہو - اگرچہ حکم اخراج یا ضابطہ قلمبند بھی ہوچکا ہو - ایسے مقدمہ مین مدعا علیہ درخواست تنسیخ یکطرفہ حکم کی کرسکتا ہے اور عذرات درخواست کو کافی یا ناکافی سمجھنا یہ عدالت کا کام ہے -

مفصلہ ذیل مقدمہ زیر دفعہ ۷ - ایکٹ ۲۶ سنہ ۱۸۶۴ء جج عدالت خفیفہ کلکتہ نے استصواباً ہائی کورٹ مین ارسال کیا -

۸ - فروری سنہ ۱۸۷۶ء کو مدعی نے عدالت ہذا مین مدعا علیہ پر ایک ہزار روپیہ کی نالش ازروے باقی حساب بابت فروخت مال دائر کی اور باقی کا دعوی چھوڑ دیا سمن کے اجرا کے لیے ۱۵ - فروری سنہ ۱۸۷۶ء مقرر کی گئی اس تاریخ کو مقدمہ پیش ہوا مگر مینے ۶ - مارچ سنہ ۱۸۷۶ء کی تاریخ ڈالدی - ۶ مارچ سنہ ۱۸۷۶ء کو پھر مقدمہ پیش ہوا نہ مدعی اور نہ اوسکا کوئی مختار حاضر آیا مینے اخراج مقدمہ کا زیر دفعہ ۴۲ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ء حکم صادر کیا چند منٹ بعد خارج ہونے مقدمہ کے مسٹر بیٹرا اٹرنی مدعی نے درخواست کی کہ مقدمہ برآمد کیا جاوے اور بیان کیا کہ بسبب ایک قبول غلطی کے وہ اور اوسکا موکل غیر حاضر تھے مینے مقدمہ کے برآمد ہونیکا حکم صادر کیا اور دوبارہ سمن جاری کیا اور اخراجات سمن مدعی سے لیے واپسی سمن کی - تاریخ

۲۰- مارچ ۱۸۷۶ء مقرر ہوئی اوسوقت مسٹر بیٹ نے درخواست دی اور وکیل مدعاعلیہم حاضر نہ تھا حکم اخراج مقدمہ حسب ذیل شامل مسل ہے - مدعی غیر حاضر مدعاعلیہ نمبر ۲ مع وکیل حاضر - مقدمہ خارج اس حکم پر ڈگری کے دستخط نہین ہوگئے مینے دستخط نہین کیا اگرچہ حسب ضابطہ زیر دفعہ ۱۰۸ - ایکٹ ۹ ۱۸۵۰ء میرے دستخط بھی اخیر مین ہوجاتے ۲۰ مارچ کو بوقت پیشی مقدمہ اور مدعی کی شہادت لینے کے مسٹر ارکائیل وکیل جیکے از مدعاعلیہم نے اعتراض کیا کہ عدالت کو اس بنا پر اختیار سماعت مقدمہ نہین کیونکہ جب ایکدفعہ خارج ہوچکا تو اوسی عدالت کو اوسکے برآمد کرنیکا اختیار نہین ہے -

میری راے مین یہ اعتراض مدعیکی حقمین مہلک ہے کیونکہ اگرچہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت ہذاکے بہت سے ججون نے مختلف اوقات مین خارج شدہ مقدمات کو برآمد کیا اور بعض اوقات مین ججون نے اس عذر پر انکار کیا کہ ہمکو برآمد کرنیکا اختیار نہین -

دفعہ ۴۳ - ایکٹ ۹ ۱۸۵۰ء کی روسے عدالت ہذا سرسری مقدمات کی تحقیقات بحاضری فریقین کرسکتی ہے اور دفعہ ۴۲ کے روسے عدالت کو اخراج مقدمہ کا اختیار ہے جب مدعی حاضر نہو یا اپنے دعوے کے ثبوت مین قاصر رہے مگر ایسے مقدمہ کے برآمد کا اختیار نہین جو ایک دفعہ خارج کیا گیا ہو -

مگر دفعہ ۴۱ - ایکٹ ۹ ۱۸۵۰ء کے روسے عدالت ہذاکے ججون کو اختیار ہے کہ قواعد درباب دستور العمل و رکارروائی عدالت کے منضبط کرین اور نیز اصول ضابطہ مرجعہ ہائیکورٹ کو بھی دستور العمل عدالت ہذا کا بناوین زیر دفعہ ایکسو دس ضابطہ دیوانی ہائیکورٹ مجاز ہے کہ دوبارہ سمن جاری کرے یعنی خارج شدہ مقدمہ کو برآمد کرے ضابطہ دیوانی بجز استثنا چار دفعات کے کہ جنمین دفعہ نمبری ۱۱۰ شامل نہین زیر دفعہ ۱۵ - ایکٹ ۲۶ ۱۸۶۴ء عدالت ہذا سے متعلق نہین پس زیر دفعہ ۱۱۰ کارروائی عدالت ہذا کی نہین ہوسکتی اس بنا پر میری راے مین دفعہ ۴۱ ایکٹ ۹ ۱۸۵۰ء سوال زیر بحث

سے متعلق نہین ہوسکتی -
مقدمہ جونس بنام جونس - مین جج کالرج کی رائے حسب ذیل ہے - میری مراد یہہ کہنے کی نہین بلکہ میرا یہہ منشا ہے کہ جج اوسی اجلاس عدالت مین اپنے فیصلہ کی ترمیم کر سکتا ہے مگر بعد برخاست ہونے اجلاس کے یا فریقین کی حاضری مین ایسا نہین کر سکتا مگر یہہ صرف ایک رائے ہے اور ایسے مقدمہ سے متعلق نہین ہوسکتی کہ جہان ایک فریق غیر حاضر تھا اسیواسطے میری دانست مین یکطرفہ حکم کے نافذ ہونے کے بعد عدالت ہذا کو مقدمہ کے برآمد کرنیکا اختیار نہین -
اٹرنی مدعی زیر دفعہ ۷ - ایکٹ ۲۶ سنہ ۱۸۶۴ء مجھسے درخواست کرتا ہے کہ مفصلہ ذیل سوال ہائی کورٹ کی رائے کیواسطے قلم بند کرکے استصوابا بھیجین آیا عدالت خفیفہ جسکا تقرر بموجب ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ء ظہور مین آیا ہے اوسی روز اوسی اجلاس مین یکطرفہ حکم خارج شدہ زیر دفعہ ۴۲ کو برآمد کرسکتی ہے یا نہین -
میرا فیصلہ مبنی برائے ہائی کورٹ بحق مدعا علیہم ہوگا -
مسٹر میکری منجانب مدعی - نے بحث کی کہ اگر جج زیر دفعہ ۴۱ دفعہ ۱۱۹ ضابطہ دیوانی سے عملدرآمد نہین کرسکتا تھا تو وہ زیر دفعہ ۵۳ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ء مقدمہ کی سماعت کا حکم از سر نو صادر کرسکتا تھا اب اسمین بھی شک ہے کہ آیا یہہ دفعہ بھی اوس مقدمہ سے متعلق ہوسکتی ہے جو عدم پیروی مین خارج کیا گیا ہو کوئی صریح اختیار ایکٹ عدالت خفیفہ درباب برآمد کرنے مقدمات کے نہین زیر دفعہ ۸۹ فصل ۹۵ - ایکٹ جلوس سنہ ۹ و ۱۰ وکٹوریا کنٹری جج کو اختیار ہے کہ مقدمہ کی تحقیقات کے لئے از سر نو حکم دے دیکھو مقدمہ کارٹر بنام سمتھ دگارتہ چیف جسٹس بلاریب ایسے مقدمات عدالت ہائی کورٹ موسوم بنام کنٹری کورٹس مین برآمد ہوتے ہین - میکفرسن جج - کیا زیر دفعہ ۴۲ مدعی نے عدم پیروی ظاہر کی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اوسی روز ظاہر ہوا کہ جس روز مقدمہ

خارج ہوا) اس بنا پر مدعی کو نہ سمجھنا چاہیئے کہ اوسکی طرف سے عدم پیروی ظہور مین آئی (گارتھہ چیف جسٹس - کیا عدالت کو یہہ اختیار نہین کہ صریح بے انصافی کو روکے؟)

عدالت خفیفہ مثل دیگر عدالتہاے غلطی درست کرنے کی مجاز ہے - اور زیر دفعہ ۵۳ وہ مقدمہ کو برآمد کر سکتی ہے -

مدعا علیہ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا -

راے ہائی کورٹ

گارتھہ چیف جسٹس - ہماری راے مین عدالت مطالبہ خفیفہ بموجب ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ء قائم ہوئی ہے اوسی اجلاس ورا وسی روز یکطرفہ حکم نسبت اخراج مقدمہ زیر دفعہ ۴۲ کو منسوخ کر سکتی ہے اور مقدمہ کو برآمد کر سکتی ہے -

بیشک مدعا علیہ ایسے مقدمات مین کافی وجوہات بیان کر کے یکطرفہ حکم منسوخ کرا سکتا ہے - کافی وجوہات کا ہونا یا نہونا یہہ عدالت کی راے پر منحصر ہے -

مبلغ ۱۱ سے ۵ روپیہ جو مدعی عدالت ہذا مین لایا ہے اوسکو واپس دلائے جاوین +

اٹرنی مدعی مسٹر سینڈرز +

ہائی کورٹ الہ آباد

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس ٹرنر و مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ

اپیل خاص نمبر ۹۷۴ بابت ۱۸۷۶ع

بنا راضی ڈگری جج الہ آباد مصدرہ ۱۰ مارچ ۱۸۷۶ع جسکی رو سے ڈگری جج تحت مصدرہ ۲۶ جولائی ۱۸۷۵ع منسوخ کی گئی

فیصلہ ۱۰ جون ۱۸۷۶ع

زیب النسا بی بی مدعا علیہا بنام کلثوم بی بی مدعیہ

خلاصہ

ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ع دفعہ ۵ - اپیل - میعاد - وجہ کافی -

ایک مقدمہ ۶ جولائی ۱۸۷۵ع کو خارج ہوا اور اوسی دن مدعیہ نے درخواست کی کہ عدالت کی ڈگری کی نقل ملے ۳۱ جولائی کو نقل ملی اور ۳۱ اگست کو یا میعاد مقررہ سے ایک روز بعد مدعیہ نے اپیل اس عدالت مین گذرانا اپنی درخواست مین اوسنے کوئی وجہ بیان نہین کی کہ اس سبب سے اپیل داخل کرنے مین دیر ہوی مگر زبانی کہا کہ ہینے میعاد کے شمار مین غلطی کی عدالت اپیل نے تحریر کیا کہ یہہ توقف قابل معافی ہے اور اپیل سماعت کیا۔

رائے یہہ قرار پائی کہ نظر بر حالات مقدمہ کافی وجہ دیر کی نہین بیان کی گئی۔

عدالت اپیل مجاز نہ تھی کہ بعد انقضاے میعاد اپیل بغیر وجہ کافی کے سماعت کرنے کا حکم دے۔ اس مقدمہ کو عدالت ابتدائی نے ۲۶ جولائی ۱۸۷۵ع کو خارج کیا

اوسی روز مدعیہ نے نقل کی درخواست گذرانی جو ۱۲ جولائی کو دی گئی ۱۳ اگست کو اپیل عدالت اپیل ماتحت مین داخل ہوا مگر درخواست مین وجہہ توقف کی نہین بیان کی گئی کہ کیون زیر دفعہ ۱۵ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء اپیل میعاد کے اندر داخل نہین ہوا خاص اپیل مین بیان کیا گیا کہ سہو سے میعاد شمار مین غلطی کی ماتحت عدالت اپیل نے اس عذر کو قابل پذیرائی سمجھ کر اپیل سماعت کیا اور آخرش ڈگری بحق مدعیہ صادر کی

خاص اپیل ہائی کورٹ مین مدعا علیہمان نے اعتراض کیا کہ عدالت ماتحت اپیل مجاز نہ تھی کہ بعد منقضی ہونے میعاد مقررہ کے اپیل سماعت کرے جب تک کافی وجہہ توقف کی نہ بیان کیجاوے

سیکریٹری گورنمنٹ پلیڈر للہ جوالا پرشاد وغیرہ منجانب اپیلانٹ بنام ستونت سنگھ وغیرہ

بابو او پرکاش چندر اور شاہ اسد علی منجانب ریسپانڈنٹ

فیصلہ عدالت

ان اعتراضات کے جواز کو ہم تسلیم کرتے ہین ما تحت جج نے عذر توقف کو منظور کیا جس کا ثبوت نہین ہے مگر ہم یہہ رائے نہین دیسکتے کہ شمار کی غلط فہمی وجہہ توقف کی ہے اپیل منظور کرتے ہین اور حکم عدالت ماتحت منسوخ اور اپیل جو جج کے سامنے اس بنا پر پیش ہوا کہ زاید المیعاد ہے نامنظور کرتے ہین اپیلانٹ اخراجات مقدمہ ہر دو عدالت سے پانے کے مستحق ہوئے

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس ٹرنر اور مسٹر جسٹس سپنکی

اپیل خاص نمبری ۲۰۲ بابت سنہ ۱۸۷۶ء بنا راضی ڈگری جج ماتحت آگرہ مصدرہ ۳۰ مئی سنہ ۱۸۷۵ء کہ جسکی رو سے ڈگری منصف خاص ۲۴ مارچ سنہ ۱۸۷۵ء منسوخ ہوئی

منفصلہ ۲۶ جون سنہ ۱۸۶۷ء

تلسی رام اور دیگر کسان مدعا علیہان بنام گنگا رام مدعی

خلاصہ

دفعہ ۷ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء

بوقت خریداری چند اراضیات خریدار نے نالش دایر کی کہ جو اراضیات اوسنے خریدی ہین اونکی نسبت اوسکا استحقاق قایم کیا جاوے اسوقت خریدار کی حالت ایسی تھی کہ وہ قبضہ اراضیات کا دعوی کرسکتا تھا مگر یہہ ترک زیر دفعہ ۷ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء مانع نالش ثانی درباب قبضہ اونہین اراضیات کے نہین۔

یہہ مقدمہ درباب قبضہ چند اراضیات اور واصلات بابت تین سال کے دایر ہوا مقدمہ کی بنا یہہ ہے کہ بیعنامہ اراضیات بحق مدعی بلدیو والد مدعا علیہم نے ۲۳ دسمبر سنہ ۱۸۶۲ء کو لکھا مدعی نے بلدیو پر ۲ جون سنہ ۱۸۶۳ء کو نالش کی کہ بموجب بیع میرا استحقاق نسبت اراضیات قایم کیا جاوے اور بلدیو بعدہ قبضہ کرانے اراضیات مین قاصر رہا اسپر ڈگری بحق مدعی بربنار اقبال مدعا علیہم صادر ہوی۔

عدالت ابتدائی نے مقدمہ ہذا کو اس بنا پر خارج کیا کہ دفعہ ۷ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء مانع سماعت ہے عدالت ماتحت کی راے اس بارہ مین مختلف ہوئی اور ڈگری عدالت ابتدائی کی منسوخ ہو کر مقدمہ براے تحقیقات بلحاظ واقعات مقدمہ واپس ہوا۔

مدعا علیہان نے ہائی کورٹ مین خاص اپیل گذرانکر یہہ عذر پیش کیا کہ دفعہ ۷ اصول قانون دیوانی مانع سماعت ہے۔

پنڈت بشمبر ناتھ اور منشی سکھرام از طرف اپیلانٹ

سینیر گورنمنٹ پلیڈر لالہ جوالا پرشاد و پنڈت اجودھیا ناتھ از طرف ریسپانڈنٹ

فیصلہ عدالت

مدعی نے [illegible] بیگہ بارہ بسوانسی اراضی کا دعوی منجملہ [illegible] بیگہ اور چہارم حصہ ایک بیگہ گیارہ بسوہ

جزیہ واقع تھوک مہر موضع رتوڑی کے قبضہ کی نالش کرتا ہے اور تین سال کے واصلات کے حاصل کرنے کا دعوی پیش کرتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ۲۳ دسمبر ۱۸۶۲ع کو بلدیو والد مدعا علیہان نے اراضیات زیر بحث بشمول دیگر اراضیات مدعی کے ہاتھ فروخت کین اور مدعی نے بخیال استحکام استحقاق خود ۱۸۶۳ع مین نالش کی اور ڈگری استقراری ازروے بیعنامہ حاصل کی یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ بوقت رجوع ہونے مقدمہ استقراری کے مدعی قابض نہ تھا۔

مدعا علیہان اعتراض کرتے ہین کہ مقدمہ ازروے دفعہ ۷ قانون اصول دیوانی دایر نہین ہوسکتا منصف نے اس اعتراض کو منظور کیا اور مقدمہ بلا تحقیقات ازروے وقعات خارج کیا عدالت اپیل کی راے اسکے خلاف ہوئی اور مقدمہ کی تحقیقات ثانی کا حکم زیر دفعہ ۳۵۱ اصول قانون دیوانی صادر ہوا عدالت ماتحت اپیل نے خیال کیا کہ دفعہ ۷ ایسے مقدمات سے متعلق ہے جن مین مدعی اپنے دعوی کا ایک جزو چھوڑ دے اور نہ ایسے مقدمات سے جنمین وہ ایک سے زیادہ قسم کی حق رسیونکا مستحق ہو مگر وہ اس موقع پر ایک ہی چارہ جوئی کا خواہان ہو۔

ہماری راے مین عدالت ماتحت اپیل نے دفعہ محولہ کی درست تعبیر کی ہے اب یہہ قابل غور نہین کہ آیا مدعی کو ڈگری استقراری حاصل ہونی چاہیے یا نہین کیونکہ یہہ اوسکو معمولی قبضہ کے مقدمہ مین حاصل ہوسکتا تھا اب یہہ فیصلہ باقی رہا کہ آیا حصول ڈگری استقراری سے وہ اپنے بیعنامہ کو مستحکم کرنا چاہتا تھا اور قبضہ کا دعوی اوسنے چھوڑا آیا اس سے یہہ سمجھا جاسکتا ہے کہ اوسنے اپنے دعوی کا ایک جزو چھوڑ دیا بوقت ارجاع نالش مقدمہ کی بنا نقض معاہدہ یا قبضہ دلانے کو شامل نہین کرتا ہے مجاز تھا کہ استقراری ڈگری حاصل کرنا بغیر تصفیہ سوال قبضہ بدین دلایل ہماری راے مین دفعہ ۷ عاید نہین ہوسکتی اور ہم حکم عدالت اپیل ماتحت منظور کرتے

ہین اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس ✣

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس ٹرنر اور مسٹر جسٹس سپنکی

متفرق عام اپیل نمبری ۲۶ سنہ ۱۸۷۶ء

ناراضی فیصلہ جج غازیپور صادرہ ۱۲ – فروری سنہ ۱۸۷۶ء

تامل کوری مدعی بنام اہلاک راے و دیگر اسامیان مدعا علیہمان

خلاصہ

ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء – ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء دفعہ ۱۵

دفعہ ۱۵ – ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء متعلق ایسے ایسے مقدمات یا درخواستون کے نہین ہے جو ازروے ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء گذرین –

اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول نے مقدمہ مفصلہ ذیل دسٹرکٹ جج کی راے کے لیے بھیجا – مدعی خلاف قانون قبل سنہ ۱۸۷۳ء ایک اراضی سے بیدخل کیا گیا اور اوسنے جنوری سنہ ۱۸۷۶ء مین زیر دفعہ ۹ فقرہ ن ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء واسطے حصول قبضہ اراضی مذکور نالش دایر کی مدعا علیہم نے اعتراض کیا کہ زیر فقرہ نمبر ۵ دفعہ ۹۶ – ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء درخواستہاے زیر فقرہ ن چھ مہینے کے بعد تاریخ بیدخلی سے دایر نہین ہو سکتین مگر چونکہ مدعی نے درمیانی وقت مابین تاریخ بیدخلی و تاریخ درخواست ایک اور مقدمہ کی پیروی مین صرف کیا ہے اور وہ مقدمہ ایسی عدالت مین دائر کیا گیا تھا کہ جو مجاز اوسکی سماعت کے نہ تھی دسٹرکٹ جج نے مسئلہ ذیل استفسار بھیجا کہ آیا دفعہ ۱۵ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء متعلق ایسی درخواستون سے ہے جو ازروے ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء گذرین –

دسٹرکٹ جج نے فیصلہ کیا کہ بربناے مقدمہ نوتا بنام دومنداس ادریدہ سود [illegible]

بنام براجوناتھ کونڈجودہری ایسے مقدمات کے متعلق نہین۔

مدعی نے اسکا اپیل ہائی کورٹ مین گذرانا کہ اسسٹنٹ کلکٹر مجاز نہتھا کہ ایسا استفسار زیر دفعہ ۲۰۴۔ ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء کرتا اور یہہ کہ فیصلہ غلط ہے

مسٹر کانلن اور بابو بریودہ پرشاد ازطرف اپیلانٹ

لالہ للتا پرشاد ازطرف رسپانڈنٹ

فیصلہ عدالت

اپیلانٹ کا اعتراض درست ہے کہ اسسٹنٹ کلکٹر مجاز ایسے استفسار کا نتھا لہذا جج کی رائے کی پابندی اسسٹنٹ کلکٹر پر واجب ہے نہ فریقین مقدمہ پر دوسرے اعتراض کے جواز پر گفتگو کرنا ضروری نہین معلوم ہوتا مگر ایسے پیش کردہ جج مطابق قاعدہ پریوی کونسل بمقدمہ الودما پرشاد ملرجی بنام کرشنو کمار مستردہے جس مین دفعہ ۱۴۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء متعلق ایسے مقدمات کے نہین سمجھی گئی تھی جو بموجب ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ء رجوع ہون کیونکہ آخرالذکر ایک قانون مختصر الامر ہے انہین دلایل پر مقدمہ محمود بہادر خان بنام کلکٹر ہبلی یہہ تجویز کیا گیا تھا کہ ایام تمادی نسبت ناقابلیت زمانہ تمادی کو نہین بڑہا سکتے جنکا ذکر ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ء مین ایا ہے بہرکیف ہمکو بیان کرنا چاہیے کہ جج کی راے کی پابندی کسی فریق پر نہین اور ہم حکم دیتے ہین کہ جج اس استفسار کو اسسٹنٹ کلکٹر کے پاس واپس بھیجدے اور اگر کلکٹر مناسب سمجہے تو استفسار حسب ضابطہ کرے اور خرچہ اپیل ہر ایک فریق کے ذمہ اوسقدر کہ جسقدر اوسنے مقدمہ مین صرف کیا۔

باجلاس کامل

باجلاس سر رابرٹ سٹوورٹ نائٹ چیف جسٹس مسٹر جسٹس پیرسن مسٹر جسٹس ٹرنر مسٹر جسٹس سپنکی مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ

اپیل خاص نمبر ۲۳۹ بابت ۱۸۷۹ع

بنا راضی ڈگری ... مورخہ ۱۰ جون ۱۸۷۸ع جسکی رو سے ڈگری جج ماتحت

منفصلہ ۲ جون ۱۸۷۹ع

شام کور اور دیگر مدعا علیہم بنام گیا دین اور ایک کس دیگر مدعیان

خلاصہ

قانون اہل ہنود متبنے ــ وراثت ــ

متبنی لڑکا از روے قانون اہل ہنود ... اوس جائداد کا وارث ہوتا ہے جو اسکے متبنی کرنیوالی والدہ اپنے باپ سے بطور ورثہ کے حاصل کرے ــ

مدعیان مقدمہ ہذا فرزندان شیو دت سنگھ پسر متبنی مسمی رام دت سنگھ متوفی شوہر برجا کنور متوفی کے ہین وہ دعوی کرتے ہین کہ چند حصے جو برجا کنور نے اپنے باپ لوٹن سنگھ سے حاصل کئے اور جنکے بارہ مین لوٹن سنگھ نے وصیت بحق برجا کنور لکھدی تھی بچکو دلائے جائین اور چونکہ اونکا باپ ازروے قانون اہل ہنود وارث جائداد برجا کنور ہے اسلئے وہ وارث ہین مدعا علیہمان اولاد لوٹن سنگھ کی دوسری لڑکیون کی ہین ــ

عدالت ابتدائی نے مقدمہ خارج کیا اپیل عدالت ماتحت نے ڈگری بحق مدعیان صادر کی مدعا علیہمان نے خاص اپیل ہائی کورٹ مین گذرانا اور قسمت اجلاس یعنی ٹرنر اور سپنکی جج صاحبان نے مفصلہ ذیل سوال اجلاس کامل مین بھیجا ــ

آیا متبنی وارث اوس جائداد کا ہوسکتا ہے جو اوسکے متبنی کنندہ باپ کی زوجہ کو

اپنے باپ سے بطور وراثت کے ملے

لالہ للتا پرشاد اور منشی کاشی پرشاد از طرف اپیلانٹیان

سنیر گورنمنٹ پلیڈر لالہ جوالا پرشاد اور منشی منوہر پرشاد از طرف سپانڈنٹ

رائے اجلاس کامل

بلحاظ رسم تبنیت ہماری رائے یہہ ہے کہ جب متبنی اپنے متبنی کنندہ باپ کو روحانی فائدہ اور اوسکے کنبہ کے نام کو قایم رکھتا ہے (وتکامانی منا دفعات اسی لغات ۹) اور اوسکے متبنی کنندہ والدہ کے آیندہ کی خوشی ایسے بیٹے پر نہین مگر کریا کرم ادسکا متبنے کرتا ہے دکیہو وتکامائی منا اور یہہ ظاہر ہے کہ عورت بطور خود متبنی نہین کر سکتی یہ اختیار صرف شوہر کو حاصل ہے بادی النظر مین ایسا پایا جاتا ہے کہ لڑکا تبنیت سے صرف اپنے متبنی کنندہ باپ کے خاندان مین شامل ہوجاتا ہے نہ اپنے متبنی کنندہ والدہ کے خاندان مین اسواسطے وہ اوس جایداد کا وارث نہین ہوتا جو اوسکے متبنی کنندہ والدہ کو اپنے باپ کی جایداد سے ملے مگر قطع نظر اسکے ہم دیکھتے ہین کہ تبنیت مین شوہر اور زوجہ دونو شریک ہین اور پسر متبنی ہر دو کا بیٹا ہوجاتا ہے

شوہر کے متبنی کرنے سے پسر متبنی زوجہ کا بھی متبنی ہوجاتا ہے دکہیو وتکامائی منا کہی جگہہ فرق نہین لکہا ہے کہ تبنیت سے متبنی کا استحقاق نسبت خاندان اوسکے متبنی کرنے والے باپ یا مان یا اونکے خاندانون کے مختلف ہے اور ایسے لڑکے کا تعلق اپنے اصل مان باپ اور اوسکے خاندانون مین بالکل منقطع ہوجاتا کیونکہ وتکامائی منا مین صاف لکہا ہے کہ متبنی لڑکا اپنے اصلی مان باپ کی جایداد کا دعوی نہین کرسکتا اور جس نے اپنا لڑکا دیدیا ہے اوسکے کریا کرم نہین ہوسکتے

جائداد نانا کی مثل جائداد باپ کے ایسے متبنی لڑکے کو نہین ملتی جب اصلی باپ اور مان کے
خاندان سے اسقدر علیحدگی ہوجاتی ہے تو اس سے یہہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ تبنیت
سے متبنی لڑکا اپنے متبنی کنندہ باپ اور اپنے متبنے کنندہ مان کے خاندانون کا جز
ہوجاتا ہے دتکا مائی منسا کی دفعہ ۶ کی دیپ ۵۰ مضمون حسب ذیل ہے ۔
بزرگان متبنی کنندہ والدہ کے نیز بزرگ لڑکون کے ہین کیونکہ قاعدہ درباب رشتہ
داران پدری وہی ہے جو درباب رشتہ داران مادری ہے اور ایک بڑا امر یہہ ہے
کہ ایسا لڑکا اپنی متبنی کنندہ مان کے باپ کا کریا کرم کرسکتا ہے دتکا مائی منسا کی دفعہ ۶
کی آیات نمبری ۲۲ و ۳۵ مین حسب ذیل لکھا ہے معہذا سیدرہی نے بذات خود اوس سے
رضامندی بیان نہ کی جسکا ذکر پہلے کیا گیا ہے اور یہہ بات بیان کی کہ اسی طرح متبنی
اپنی متبنی کنندہ مان کے باپ وغیرہ کا شرادھ کرسکتا ہے متبنی لڑکا قایم مقام صلبی بیٹے
کا ہوتا ہے استحقاق کریا کرم سے استحقاق وراثت پیدا ہوتا ہے سبو لکھتا ہے کہ متبنی لڑکا
اپنے اصلی مان باپ کے خاندان کا دعوی نکرے کیونکہ جو کریا کرم کرسکتا ہے وہی وارث
جائداد ہے جب متبنے اپنے اصلی مان باپ کا کریا کرم نہین کرسکتا تو اسیواسطے اونکا
اپنے اصلی مان باپ سے قطع تعلق کیا گیا ہے پس جبکہ متبنے لڑکا اپنی متبنی کنندہ مان کے باپ کا کریا
کرم کرسکتا ہے تو وہ اوسکی جائداد کا وارث بھی ہے

اسبارہ مین جو فیصلجات صادر ہوے اونمین سے مقدمہ مورن مائی دیبی بنام برجو کشور
گسامی مین فیصلہ کیا گیا تھا کہ فیصلہ مورخہ ۲۳ جولائی سنہ ۶۳ء مین ہائی کورٹ
بنگال نے یہہ رائے ظاہر کی کہ متبنی لڑکا اپنے متبنے کنندہ مان کے باپ کی جایداد کا وارث
نہین ہوسکتا جب وارثان نرینہ موجود ہون مقدمہ گنگا مائی بنام کشن کور جو دہری منفصلہ
۱۷ دسمبر سنہ ۶۸ء مین ہوا اس مضمون کا دیا گیا تھا کہ جو لڑکا باجازت شوہر خود ایک عورت
متبنی کرے اوس عورت کے باپ کی جائداد ایسے متبنی لڑکے کو نہین ملے گی بالکل اوس عورت کے باپ کے

بھتیجے کو ملے گی اگر وہی وارث نہوں یہہ رائے ایسی تعبیر پر مبنی تھی جو دیا بھاگ
سے منو کے قول پر نکالی گئی جسکے روسے متبنی لڑکے کا استحقاق صرف اوس جایداد مین
ہے جو اوسکے متبنے کنندہ باپ کے خاندان مین ہو یہہ رائے صرف ایک جج نے ظاہر کی تھی اور باقی ججون
نے کوئی رائے ظاہر نہین کی بہرکیف اس مسئلہ کو مسٹر میکناٹن نے اپنے دہرم شاستر کی جلد
۲ صفحہ ۹۰ مین تسلیم کیا ہے اور مقدمہ گنگا پرشاد راے بنام برجیسوری چودہرائن
مقدمہ ۳۰ جولائی ۱۸۶۵ء مین ہائی کورٹ بنگال نے یہہ رائے دی کہ مسئلہ مشتہرہ مقدمہ
گنگامائی بنام کشن کشور چودہری صرف اوس پنڈت کا مسئلہ ہے جسنے اوسکو پیش کیا
اور عدالت کی رائے اس سے اتفاق نہین کرتی اور عدالت نے خلاف اسکے
فیصلہ دیا اور رائے قایم کی متبنی کنندہ والدہ اپنے متبنے لڑکے سے اوسی طور سے
حصہ پاتی جیسا کہ وہ اپنے لڑکے سے —

مقدمہ تین کوڑی چٹرجی بنام دینا ناتھ بنرجی مین متبنی لڑکے کو مستحق سمجھا گیا
کہ وہ اپنے متبنے کنندہ کی استری دہن سے حصہ پاوے اور نہ اپنے متبنی کنندہ
والدہ کے باپ کی جایداد سے مگر یہہ حد وراثت اس بات سے قایم کی گئی کہ متبنی
لڑکا اپنے متبنے کنندہ والدہ کے باپ کا شرادھ نہین کرسکتا اس رائے قایم کرنے
مین عدالت نے غلطی کی ہے بحوالہ مقدمہ سورنمائی دیبی بنام برجکشور گوسائی
قابل غور ہے کہ پنڈتان مرشدآباد اور صدر کورٹ نے رائے دی کہ متبنی لڑکا
اپنے متبنی کنندہ والدہ کے باپ کی جایداد کا وارث ہوسکتا ہے اس صورت مین
اونہون نے اپنے بیوستہ مورخہ ۱۸۱۶ء سے انحراف کیا اور یہہ امر بھی قابل لحاظ ہے
کہ بیوستہ بلحاظ قانون دیا بہاگ دیا گیا تھا اور اسکو ایسے مقدمہ سے تعلق نہین جسکا
فیصلہ بموجب دتکا مائی منسا اور متاکشرا ہونا چاہیئے

بعد غور کامل اسمین کوئی شک نہین کہ متبنی لڑکا اوس جایداد کا وارث ہوسکتا ہے

جو اوسکی تبنی کنندہ والدہ کو اپنے باپ سے بطور وراثت پہونچے —

صیغۂ دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس ٹرنر و مسٹر سپینکی

جگن ناتھ مدعا علیہ بنام لال من مدعی

اپیل خاص نمبری ۱۶۷ بابت ۱۸۷۶ء ناراضی منصفی جج فرخ آباد مورخہ ۲۹ فروری ۱۸۷۶ء جسکی روسے اپیل ناراضی ڈگری جج ماتحت مورخہ ۱۵ نومبر ۱۸۷۵ء نامنظور ہوا

منفصلہ ۲۹ جون ۱۸۷۶ء

خلاصہ

دفعہ ۳۳۳ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء اپیل کب داخل ہوا — یاد داشت اپیل — میعاد —

جبکہ زیر دفعہ ۳۳۳ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء اپیل برائے درستی واپس ہو عدالت اپیل کو وقت ایسی درستی کے لیے مقرر کرنا چاہیئے —

جب اپیلانٹ نے اپیل میعاد مقررہ میں داخل کیا اور عدالت اپیل نے اپیل برائے درستی بغیر تعیین وقت واپس کیا تو اپیل جو بعد میعاد دوبارہ پیش کیا گیا وہ میعاد کے اندر سمجھنا چاہیئے تاریخ ادخال اپیل وہ سمجھنی چاہیئے جس روز کہ اپیل اول داخل کیا گیا —

مقدمہ ہذا میں جو میعاد ادخال اپیل کے واسطے مقرر کی گئی تھی ۱۸ دسمبر ۱۸۷۵ء کو ختم ہو گئی — ۱۶ دسمبر کو مدعا علیہ نے اپیل داخل کیا۔ عدالت ماتحت اپیل نے اپیل برائے درستی بغیر تعیین وقت واپس کیا — ۲۲ دسمبر کو اپیل داخل ہوا اور سماعت ہوا بوقت پیشی اعتراض کیا گیا کہ اپیل بعد وقت معینہ داخل ہوا جس اعتراض کو عدالت اپیل ماتحت نے تسلیم کیا اور کہا کہ تاریخ ادخال اپیل دوسری دفعہ داخل کرنے سے شمار کرنی چاہیئے چونکہ مدعا علیہ

نے وجہ کافی بیان نہین کی اسواسطے عدالت مذکور نے بوجہ زائد المیعاد ہونے کے اپیل خارج کیا ÷
اس فیصلہ کا اپیل ہائی کورٹ مین مدعا علیہ نے داخل کیا۔

پنڈت اجودہیا ناتھ از طرف اپیلانٹ
پنڈت بشمبر ناتھ و لالہ ہرکشن داس از جانب رسپانڈنٹ

فیصلہ عدالت

ہماری رائے مین اپیل بعد وقت معینہ داخل نہین ہوا تاریخ ادخال وہ سمجھنی چاہیے کہ جس روز یہہ اپیل پہلے داخل کیا گیا اپیل کو درستی کے لیے واپس کرنے مین جج کو لازم تہا کہ وقت مقرر کرتا مقدمہ اسمعیل صاحب بنام ادریس اجی متعلق مقدمہ ہذا ہے ڈگری عدالت ماتحت اپیل منسوخ اور مقدمہ زیر دفعہ ۳۵۱ بمراد مزید تحقیقات واپس۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس ٹرنر و مسٹر جسٹس سپنکی

اپیل خاص نمبری ۵۵۹ بابت ۱۸۶۶ء متنازعہ ڈگری جج میرٹھ مصدرہ ۲۹ مئی ۱۸۶۶ء جسکی روسے ڈگری اسسٹنٹ کلکٹر مورخہ ۲۷ اگست ۱۸۶۵ء بحال رہی

منفصلہ ۲۹ جون ۱۸۶۶ء

طوطارام مدعا علیہ بنام شیر سنگھ و دیگر کسان مدعیان

خلاصہ

دفعہ ۲۳ فقرہ ۸ ایکٹ ۱۰ ۱۸۵۹ء مقدمہ مواصلات ارضی ۔ سود

عدالت مال مقدمات واصلات ارضی مین زیر دفعہ ۲۳ و فقرہ ۸ ایکٹ ۱۰ ۱۸۵۹ء مجاز ہے کہ واصلات ارضی پر سود دلاے۔

یہہ مقدمہ زیر فقرہ ۸ دفعہ ۲۳ ایکٹ ۱۰ ۱۸۵۹ء پانچ کس حصہ دار ان نے بمراد

وصولیت از باقی حصہ دار بابت پانچ چھٹا حصہ و اصلات مع منافع بابت ایک محال بابت ۱۸۷۳ء دائر کیا عدالت ابتدائی نے ڈگری بحق مدعیان بابت کل دعوی کے صادر کی عدالت ماتحت اپیل نے ڈگری کو بحال رکھا ۔

خاص اپیل مین مدعا علیہ نے ہائی کورٹ مین اعتراض کیا کہ عدالت ابتدائی سود دلانے کی مجاز نہ تھی کیونکہ مدعا علیہ از روے ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ء سود کا ذمہ دار نہین ٭

منشی ہنومان پرشاد و پنڈت بشمبر ناتھ از طرف اپیلانٹ

بابو جگندر ناتھ از طرف رسپانڈنٹان

فیصلہ عدالت

واقعی قانون لگان مین مفصل نہین لکھا کہ سود زر لگان یا پر مدعا الیہا سے مال مین دلا جاوے سواے بابت رقوم لگان مگر نہ اسمین یہہ صاف طور ظاہر ہے کہ مدعا الیہا سے مال سود دلاہی نہین سکتی اور یہہ خلاف مصلحت ایکٹ مذکور ہے کہ مدعیکو مجبور کیا جاوے کہ سود کے واسطے عدالت دیوانی مین نالش کرے حالانکہ اوسنے اصل رقوم کی نالش عدالت مالی مین دائر کی ہے چونکہ عدالت مالی کا یہہ معمول رہا ہے کہ وہ ہمیشہ سے سود دلاتی ہے اسلیے عدالت ماتحت کی ڈگری مین ہم دست اندازی نہین کرتے

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس ٹرنر و مسٹر جسٹس اسپنکی

اپیل خاص نمبری ۲۶۹ بابت ۱۸۷۶ء بناراضی ڈگری جج گورکھپور مورخہ ۱۰ فروری ۱۸۷۶ء جسکی رو سے ڈگری منصف مورخہ ۳۰ نومبر ۱۸۷۵ء منسوخ ہوی ۔

منفصلہ ۲۹ جون ۱۸۷۶ع

گوری مدعی بنام چندرامنی مدعا علیہا

خلاصہ

دہرم شاستر ہندو بیوہ - خاندانی مکان سکونت - استحقاق سکونت -

ہندو بیوہ جو شمولیت شوہر اور دیگر اراکین کنبہ کے ایک مکان مین بود و باش کرتی ہو وہ اپنے شوہر کے مرنے کے بعد بھی اوسی مکان مین رہنے کی مجاز ہے اور خریدار نیلام جسنے اوسکے شوہر کے بھتیجے کے حقوق خریدے ہین وہ اوسکو بیدخل نہین کرسکتا -

منگلا دیوی بنام دینا ناتھ کھتری کے مقدمہ کی تقلید کی گئی

مقدمہ ہذا مین مدعی خریدار نیلام ہے جسنے مدیون ڈگری ہنسری پرشاد کے حقوق کو خریدا ہے ہنسری پرشاد ولد لچھمن پرشاد متوفی برادرزادہ جینی پرشاد متوفی کا ہے - مدعی نے جب مکان پر قبضہ کرنا چاہا تو مدعا علیہا الاولے بیوہ جینی پرشاد نے مزاحمت کی جو اوسی مکان مین سکونت کرتی تھی اور دعوی کیا کہ مجھے استحقاق حاصل ہے کہ مکان مین بطور بیوہ اپنے شوہر کے سکونت پذیر ہون اس بنا پر یہ مقدمہ پیش دایر ہوا عدالت ابتدائی نے ڈگری بحق مدعی صادر کی عدالت ماتحت اپیل کی یہ راے ہوئی کہ چونکہ نصف مکان جینی پرشاد کا ہے اسواسطے مدعا علیہا اوسمین رہ سکتی ہے اور اس بنا پر مقدمہ مدعی خارج ہوا -

مدعی نے اپیل ہائی کورٹ مین گذرانا -

لالہ للتا پرشاد - از طرف اپیلانٹ -

رسپانڈنٹ حاضر نہین آئی -

فیصلہ عدالت

معلوم نہین ہوتا کہ اس جایداد مین لچھمن پرشاد اور جینی پرشاد کا برابر حصہ تھا مگر چونکہ دونو بھائیون کی جایداد مشترک تھی اسواسطے بیوہ اپنے شوہر کے مکان مین سکونت کرنے کی مستحق ہے اور اوسکے شوہر کے بھتیجے کے حقوق کا خریدار اوسکو بیدخل نہین کرسکتا دیکھو مقدمہ

منگلا دیبی بنام دنیا ناتھ ہو مکان بہت چھوٹا ہے اور یہہ نہین معلوم ہوتا کہ نصف مکان مسماۃ مذکور کی رہائشی ضرورت سے زیادہ ہے اسواسطے ہم عدالت ماتحت اپیل کی ڈگری مین مداخلت نہین کرتے اور اپیل معہ خرچہ خارج کرتے ہین —

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس اسپنکی و مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ

خاص اپیل نمبری ۳۴۵ بابت ۱۸۶۶ء از بنا راضی ڈگری جج غازیپور مورخہ ۹ اپریل ۱۸۶۶ء جسکے روسے ڈگری جج ماتحت مصدرہ ۲۳ جون ۱۸۶۵ء منسوخ ہوئی

منفصلہ ۲۳ جون ۱۸۶۶ء

شیخ حفیظ مدعا علیہ بنام احمد خان و دیگر مدعیان

خلاصہ

دفعہ ۵ ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء — ارجاع مقدمہ تمادی —

قرار پایا کہ جب مقررہ میعاد ایک مقدمہ کی گذر جائے جب عدالت بسبب تعطیل کے بند ہو اور بجائے اسکے عدالت بعد اختتام تعطیل کے جس روز کہ اسکا اجلاس ہوا مقدمہ اوسوقت دایر ہو جسوقت اسکا اجلاس ہو تو وہ خیال مقدمہ اندر میعاد کے سمجھا جاویگا —

یہہ مقدمہ عدالت جج ماتحت غازیپور مین بروز دوشنبہ ۱۶ نومبر ۱۸۶۴ء کو دایر ہوا جسمین عرضی دعوی یہہ لکھی گئی ہے کہ بنا سے دعوی ۶ نومبر ۱۸۶۱ء کو پیدا ہوئی

جج ماتحت نے مقدمہ اس بنا پر خارج کیا کہ اسکے لیے فقط دو سال کی میعاد تھی ڈسٹرکٹ جج نے اپیل مین تین سال کی میعاد متعلق مقدمہ سمجھی چونکہ یہہ مدت اوسوقت منقضی ہوگئی جب عدالت بند تھی اور مدعیان نے مقدمہ روز اجلاس عدالت دایر کیا اسواسطے اسکا ارجاع میعاد کے اندر ہوا عدالت جج ماتحت از ۲۳ اکتوبر ۱۸۶۴ء لغایت ۱۳ نومبر ۱۸۶۴ء حسب فہرست تعطیلات بابت ۱۸۶۴ء بند تھی اور یہہ تعطیلین عدالت ہاے ماتحت ہائی کورٹ کے لیے گزٹ مین اندرج

دفعہ ۷ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۵ء شایع ہو چکی تھین عدالت کو بروز شنبہ ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۷۵ء کو اجلاس کرنا چاہیے تھا مگر اوسنے حسب الحکم ڈسٹرکٹ جج ۱۶ نومبر سنہ ۱۸۷۵ء کو اجلاس کیا۔

خاص اپیل مین مدعا علیہان نے ہائی کورٹ مین یہ عذر پیش کیا کہ مقدمہ ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۷۵ء کو دایر نہوا اسلئے زاید المیعاد ہے۔

منشی ہنومان پرشاد و پنڈت اجودھیا ناتھ۔ ازطرف اپیلانٹ

پنڈت بشمبرناتھ اور شاہ اسد علی۔ ازطرف رسپانڈنٹ۔

فیصلہ عدالت

معلوم ہوتا ہے کہ عدالت کو اپنا اجلاس ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۷۵ء کو کرنا چاہیے تھا اور اگر یہہ اجلاس کرتی تو مقدمہ بموجب راے جج میعاد کے اندر سمجھا جاتا مگر جج نے اس امر کا خیال نہین کیا کہ عدالت نے ۱۴ کو اجلاس نہین کیا اور اوسنے تمام کیفیت اس بارہ مین دی ہین کہ جب عدالت کا اجلاس ہوا اور خواست گذری اور میعاد تین سال کی تھی نہ دو سال کی جیسے کہ عدالت ابتدائی کی راے ہوئی اب یہہ بحث درپیش ہے کہ عدالت نے اجلاس نہین کیا کیونکہ جج نے ایک ایسا حکم دیا کہ جسکے رو سے [illegible] اور [illegible] بجاے ۱۴ کے ۱۶ تاریخ کو عدالت کا اجلاس ہو اور جج کا حکم [illegible] وہ قانون تمادی پر فایق نہین سمجھا جا سکتا معلوم نہین کہ ایسا حکم کیون صادر ہوا غالباً ججون نے اپنے آرام کیواسطے بسبب تعطیلون کے ایسا کیا کہ [illegible] اور اسیواسطے دوشنبہ کے روز اجلاس ہوا قبل ازین دو قانون تمادی کے بارہ مین بحث تھی کہ آیا ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء اس قسم کے مقدمہ سے متعلق ہے کہ جب عدالت ناگہانی طور پر اپنا اجلاس کرے مقدمہ ہذا مین مدعی اپنا دعوی منصفی مین دایر کرنے کو آتا ہے تیار ہے کہ۔ جو دہوین کو دعوی دایر کرے عرضی دعوی پر ۱۳ تاریخ لکھی ہو ہے اور یہی تاریخ وکالتنامہ کی ہے عرضی دعوی بروز دوشنبہ یعنی ۱۶ کو پیش

ہوا ایسے مقدمہ مین ہم درست تعبیر پر عمل نہین کرنا چاہتے اور بلحاظ دفعہ ۵ فقرہ الف
ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ایسا کرنا ضرور بھی نہین دفعہ مذکور مین لکھا ہے کہ اگر میعاد مقدمہ اپیل
یا درخواست اوس روز ختم ہو کہ جب عدالت بند ہو تو اوس روز مقدمہ کو دایر کرنا چاہیے
کہ جب عدالت کھلی ہے دستور العمل مقدمہ ہذا مین برتا گیا اور ہماری رائے مین دفعہ زیر بحث
وسیع المعنی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اسمین حوالہ تعطیلات براے سماعت مقدمہ نہین پایا گیا

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس ٹرنر و مسٹر جسٹس سپنکی

خاص اپیل نمبر ۳۰۵ بابت ۱۸۷۶ء بناراضی ڈگری جج غازی پور مورخہ ۷ فروری
۱۸۷۶ء جسکی رو سے ڈگری سب آرڈنیٹ جج مورخہ ۱۰ اپریل ۱۸۷۵ء کی بحال رہی۔

منفصلہ ۵ جولائی ۱۸۷۶ء

رام غلام اور دیگر کسان مدعا علیہم بنام شیو ٹہل اور دیگر کسان مدعیان

خلاصہ

ڈگری — فیصلہ — اپیل

مدعیان نے مقدمہ ہذا مین بحیثیت وارثان چند اراضیات کے قبضہ کا دعوی کیا جسکو جج مدعا علیہ
کے پاس رہن رکھا تھا اور بیان کیا کہ زر رہن واصلات ارضی سے ادا ہو چکا مدعا علیہمان نے دعوی انفکاک رہن
مدعیان سے انکار کیا اور بیان کیا کہ رہن ادا نہین ہوا اصلات ادا نہ ہوئی کہ مدعیان حق انفکاک رہن نہین
رکھتے مقدمہ منجانب اپیل خارج کیا کہ زر رہن ادا نہین ہو۔

قرار دیا کہ مدعا علیہم حق اپیل کرنے سکتے ہین مقدمہ پان کو بنام بیگونت کو مقدمہ ہذا سے متعلق نہین۔

مدعیان مقدمہ ہذا مین بطور ورثا اسمی کنتو دبے دعوی کرتے ہین کہ مدعا علیہم سے ہمکو
چند اراضیات کا قبضہ دلایا جاوے جو کنتو دبے نے مدعا علیہما کے مورث اعلی کے پاس
سنہ ۱۸۳۵ء مین بعوض مبلغ ... کے رہن کی تھین اور بیان کیا کہ زر رہن واصلات
ارضی سے ادا ہو گیا ... واصلات کا بھی پیش کیا مدعا علیہمان انکار کرتے ہین کہ ...

وارث کھنو دوبے کے ہین اور بیان کرتے ہین کہ ہم خود اوسکے وارث ہین اور اراضیات زیر بحث ابتداً از روے رہننامہ ہمارے قبضہ مین تھین اور ہم کہتے ہین کہ زر رہن اصلاً اونکی طرف سے ادا نہین ہوا

عدالت ابتدائی نے دریافت کیا کہ مدعیان وارثان کھنو دوبے کے ہین اور مقدمہ کو اس بنا پر خارج کیا کہ زر رہن ادا نہین ہوا ڈگری کے الفاظ یہہ ہین ـ حکم ہوتا ہے کہ کہ مدعیان کا دعوی صورت موجودہ مین خارج کیا جاوے ـ

مدعا علیہمان نے اپیل دایر کیا کہ مدعیان وارث کھنو دوبے کے نہین عدالت ماتحت اپیل نے اس بنا پر مقدمہ خارج کیا کہ اپیل نہ بارضی فیصلہ عدالت ابتدائی سے ہے نہ بناراضی ڈگری عدالت ابتدائی اور مقدمہ ہانکو رنبام بھگونت کور کا حوالہ دیا اپیل خاص مین مدعا علیہمان نے ہائی کورٹ مین اعتراض کیا کہ عدالت ماتحت اپیل نے اس مقدمہ کا اطلاق مقدمہ ہذا پر کرنے مین غلطی کھائی

میر اکبر حسین از طرف اپیلانٹان
سینیر گورنمنٹ پلیڈر از طرف رسپانڈنٹان

فیصلہ عدالت

ہماری راے مین یہہ قاعدہ اجلاس کامل مقدمہ ہذا سے متعلق نہین اپیلانٹ ڈگری عدالت ابتدائی سے ناراض ہے وبحث کرتا ہے کہ رسپانڈنٹان کسی صورت سے استحقاق انفکاک رہن نہین رکھتے اور یہہ مقدمہ اس طور سے خارج ہونا چاہیے کہ دوبارہ رجوع نہ ہوسکے اس اعتراض کو ہم تسلیم کرتے ہین اور اپیل منظور کرتے ہین مقدمہ بمراد تحقیقات از روے واقعات عدالت ماتحت اپیل مین واپس کیا جاتا ہے ـ

ہائی کورٹ بمبئی

صیغہ ابتدائی دیوانی

مقدمہ نمبری ۲۶۷ بابت ۱۸۷۵ع

منفصلہ ۶ - جون ۱۸۷۶ع

مانک لعل آتما رام مدعی بنام سنچ شیڈ نشا کوچمین مدعا علیہ

خلاصہ

وصیت - سیاق عبارت - بایع اور مشتری - وصیت اہل ہنود - جایداد ایکسی کیوٹر - امین - نیک نیتی - اطلاق خیرات - تمادی - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء دفعہ ۱ ضمن ۲ فقرہ ۱۳۴ -

مسمی ... ہندو نے اپنی وصیت لکھی اور بمقام بمبئی ۲ جنوری ۱۸۶۱ء کو تصدیق ہوئی اسکے رو سے اوسنے ایک مکان اپنی زوجہ مسماۃ ر- کو زندگی بھر کیواسطے اس شرط پر دیا کہ او تا ر دیوتی ولاب اگر اسمین رہا کرینگے اور چار آدمیون کا نام لکھا کہ وہ اوسکی وصیت کی تعمیل کرین مگر یہ مکان مذکور کا ہبہ اونکے یا اور کسی شخص کے نام نہین کیا وصیت نامہ چار اشخاص مذکورۂ بالا نے ۴ ستمبر ۱۸۶۱ء کو ثبوت کو پہونچایا ۲۳ - جون ۱۸۶۲ء کو مسماۃ ر نے حکم حاصل کیا اور پروبیٹ یعنی نقل وصیت نامہ کی حاصل کی وہ چار اشخاص دست بردار ہوئے اور مسماۃ ر منتظمہ جایداد متوفی ہوئی ۴ ستمبر ۱۸۶۲ء کو مسماۃ مذکور نے مکان مذکور مدعا علیہ کے ہاتھ پوری قیمت پر فروخت کیا مگر مدعا علیہ کو اطلاع تھی کہ یہہ مکان خیرات کیواسطے مقرر کیا گیا ہے مسماۃ ر ۲۳ - مارچ ۱۸۷۱ء کو مر گئی ۱۷ مارچ ۱۸۷۱ء کو ہائی کورٹ نے بدرخواست مسمی ا ت پروبیٹ مصدرہ اوپر کے وصیت نامہ سب کیا تھی مسماۃ ر منسوخ کی مگر جسقدر عملدر آمد مسماۃ ر نے کیا اوسکو جایز رکھا اور پروبیٹ از سر نو بنام ا ت صادر ہوا ۱۳ جولائی ۱۸۷۱ء کو مسمی ا ت مر گیا پہلی مئی ۱۸۷۵ء کو مدعی اکلوتا بیٹا اور وارث مسمی ا ت نے مقدمہ ہذا دایر کیا کہ وہ مکان واپس ملے جو مسماۃ ر نے

مدعا علیہ کے پاس فروخت کیا تھا مدعی بھی مسمی ب ک کے وارثوں میں سے ہے اور بموجب ہنود دیگر وارثان کے

جایداد کا وارث ہے مدعی نے دعوی نہیں کیا کہ وہ مکان اوسکو ملے بلکہ اس بنیت سے دعوی کرتا ہے کہ جس مطلب کے لیے

مسمی ب ک نے اس مکان کو چھوڑ گیا تھا اوسکی تکمیل کے لئے مجکو ملے ۲۸ جنوری سنہ ۱۸۸۱ء کو مدعی نے لٹرس آف

ایڈمنسٹریشن حاصل کی اور انہیں کی بنا پر دعوی پیش کرتا ہے —

قرار پایا کہ مدعی بحیثیت ایڈمنسٹریٹر مسمی ب ک استحقاق نالش حاصل نہیں —

دوئم امر طے ہوا کہ قطع نظر دفعات قانون وراثت ہند اور ایکٹ وصیت نامجات اہل ہنود مشتہرہ سنہ ۱۸۷۰ء کے

ایک ہندو شخص کی جایداد کو صرف بطور ایکزیکیوٹر کے اپنے قبضہ میں نہیں لا سکتا ہے کسی وفات کے بعد

کی ملکیت باقی ماندہ ورثا کو ملے اور اگر جایداد بطور وارثوں کے قابض ہوتے ہیں اور دیگر ورثا نے کل استحقاق ہوا

مدعی کو دیدیا ہے تو مدعی نالش کر سکتا ہے بہ حیثیت دیگر ورثا مسمی ب ک ایک کے [illegible]

سوئم اگر دیگر ورثا مسمی ب ک مدعی کے ساتھ شامل ہوتے [illegible] ایک امر [illegible] احتمال [illegible]

نہیں کر سکتا اس [illegible] ہو سکتا —

چہارم [illegible] دفعہ ۳۰ [illegible] ایکٹ سنہ ۱۸۷۰ء میں [illegible] داخل ہے [illegible] ایکٹ مذکور

میں [illegible] اور [illegible] ایکٹ مذکور کا ہوتا نہیں کہ خیرات کو [illegible]

اگر [illegible] کا ہونا [illegible] کے [illegible] سے [illegible]

[illegible] اور اس [illegible] ایکٹ سنہ ۱۸۷۰ء [illegible]

کوئی امر ایسا نہیں [illegible] اوس کو [illegible] کیا تھا صرف اس [illegible] کہ مدعا خیرات فروخت ہوا معلوم

ہوتا ہے کہ [illegible] مکان [illegible] فائدہ نہیں اوٹھایا اور نہ امید تھی کہ وہ کبھی فائدہ

اوٹھاوینگے اس بنا پر بیع مکان مذکورہ بالا از طرف مسماۃ [illegible] ناجائز نہیں ہو سکتا —

مدعی نے یکم مئی سنہ ۱۸۸۱ء کو ایڈمنسٹریشن مسمی بھگوان کلا کا منظور کیا اور اس بنا پر نالش

کی کہ وصیت بھگوان کلا میں ایک مکان خیرات میں دیا گیا تھا اوس پر قبضہ دلایا جاوے اور یہ

مکان معہ قطعہ زمین اور مکانات متعلقہ کوچہ بورا بازار میں واقع ہے یہ جایداد ابتدا ایک جز جایداد

بھگوان کلا کا تہا جسکا مذہب ہندو تھا اور ۹ جنوری سنہ ۱۸۷۳ء کو لا ولد مر گیا اور صرف اوسکی بیوہ مسماۃ راج کوربائی رہ گئی اوسکی وصیت مصدقہ ۶ جنوری سنہ ۱۸۷۱ء کا حصہ جسقدر مقدمہ ہذا سے متعلق ہے ذیل مین درج ہے —

"فقرہ اول جبتک مین خود زندہ ہون مین مالک ہون اور بصورت میرے مرجانے کے تم راجکوربائی مالک ہو جب مین مر جاؤن تو میری تمام جایداد اور زر نقد اور مکان اور اسباب اور قرضہ وغیرہ جو بہیجات مین پایا جاوے میری زوجہ مسماۃ راجکور کو دیا جاوے انکی حفاظت کے واسطے مینے چار شخص مقرر کئے ہین میری زوجہ مضرحہ مندرجہ ذیل پر کاربند رہے اگر ضرورت کسی کارروائی کی ہو تو وہ اون چار اشخاص سے مشورہ کر لے —

فقرہ ۲ — مینے اپنی زوجہ کو تمام زیورات اور سامان پوشیدنی اپنی زوجہ کا اوسکو دیدیا اور نیز اپنے زیورات اور اپنا پوشیدنی لباس بھی اوسکو دیدیا اوسکا انتظام جیسا وہ چاہے کرے —

فقرہ ۸ — وہ مکان جو سکاست کے نام سے مشہور ہے اور قلعہ مین واقع ہے وہ مینے سات مندرون سری دلاب کے خاندان اور اوسکے ارکین کی رہایش کے لئے مخصوص کیا شرط اسکی حسب ذیل ہے —

جو اوتار سری دلاب یعنی مہاراج یہان آوے وہ پانچ چھہ مہینے تک اپنی رہایش یہان اختیار کرے چھہ مہینے سے زیادہ عرصہ تک نہین رہ سکتا میری زوجہ کے مرنے کے بعد شکست ریخت مکان مذکور اسباب خانہ اور دوکان کے کرایہ سے کیجاوے گی مین ایسا اختیار اپنی وصیونکو دیتا ہون —

فقرہ ۱۱ — جب میری زوجہ مر جائے اور اسکے کل کریہ کرم کے اخراجات وارثی تک پورے ہو جائین تو جسقدر جایداد باقی رہے تو اوسکا نصف خیرات مین دیدینا اور باقی اون لوگون مین تقسیم کرنا جو میرے باپ کیطرف سے میرے رشتہ دار ہون اور اسکی تقسیم کی نسبت اگر میری زوجہ کوئی نوشت چھوڑے تو اوسکے مطابق عملدرآمد کرنا چاہیے —

موصی اپنی جائداد کی تفصیل حسب ذیل بیان کرتا ہے۔ ایک مکان جو مکانات کے
کے نام سے مشہور ہے وہ مینے نیلام مین خریدا اور اوسکی دوبارہ تعمیر کرائی اس وصیت
کی تصدیق ۲۴ ستمبر ۱۸۰۵ء کو از روی بانی شہادت گواہان عدالت رکاڈر مین ہوئی۔

۱۸۱۹ء مین راجکور نے اپنے متوفی شوہر کا پروبیٹ حاصل کیا ۲۳ جون ۱۸۲۰ء
کو پروبیٹ عطا ہوا ۱۸۲۶ء یا اسکے بعد تعمیل کنندگان وصیت دست بردار ہوئے
اور راجکور اپنے مرنے کی تاریخ یعنی ۲۳ مارچ ۱۸۷۰ء تک منتظمہ رہی۔

۴ ستمبر ۱۸۶۲ء کو راجکور نے مکان متنازعہ فروخت کیا جو اوسوقت شکستہ تھا
اور مبلغ الـ ۱۴ ہزار روپیہ مدعا علیہ سے قیمت کا وصول کیا اور اوسکا قبضہ کرادیا
مدعا علیہ نے زر کثیر مرمت مین صرف کیا۔

راجکور اپنے وصیت نامہ مورخہ ۷ جولائی ۱۸۶۹ء مین آتما رام ترکیداس والد
مدعی اور مسمی گنپت رام ہیم جی اور دیگر دو کسان کو اپنے وصی مقرر کرتی ہے اس
وصیت نامہ کا ثبوت گنپت رام نے داخل کیا۔

۱۸۷۱ء مین آتما رام ترکیداس نے ہائی کورٹ مین درخواست گذرانی گنپت رام ہیم جی و دیگر
وصی وصیت نامہ راجکور طلب ہوئے کہ وصیت نامہ بھگوان کلا کا داخل کرین اور پروبیٹ جو
بنام راجکور داخل ہوئی تھی منسوخ کیجاوے گنپت رام ہیم جی نے صرف اعتراض لینے
کیویٹ داخل کیا ۱۷ مارچ ۱۸۷۱ء کو پروبیٹ مصدرہ بحق راجکور منسوخ ہوا اور اوسکی
سابقہ کارروائی جائز رکھی گئی باقی جائداد کا سائل کے سپرد ہوا وجوہات حکم ہذا حسب ذیل
تھے کل ورثا مسمی کلا راجکور کو پروبیٹ عطا ہونے پر ۱۸۱۹ء مین طلب نہ کیے گئے
تھے اور راجکور وصی مقرر نہ کی گئی تھی۔

۱۲ جولائی ۱۸۷۳ء کو قبل رجاع مقدمہ ہذا آتما رام ترکیداس مر گیا ۲۸ جنوری ۱۸۷۶ء کو
پروبیٹ مدعی کو دیگئی جو اکلوتا بیٹا اور وارث آتما رام ترکیداس کا ہے مدعی نے دعوی کیا کہ منجملہ

باقی ماندہ ورثا رہگوان کلا کا ہون اور باقیماندہ ورثا نے اپنا اپنا حق بذریعہ چار دستاویزات سنہ ۱۸۶۸ء مین مجکو دیدیا اور معاوضہ اپنے اپنے حقوق کا مجسے حاصل کرلیا بوقت پیشی مقدمہ ہذا باجلاس جج گرین آٹھہ امور تنقیح طلب تجویز ہوئے منجملہ انکے دو امر متعلق مقدمہ ہذا ہین - ۱ - آیا مدعی دعوی مکان متذکرہ فقرہ نمبر ۱ عرضی دعوی کر سکتا ہے یا نہین ۲ - آیا یہ مقدمہ از روے قانون میعاد زائد المیعاد ہے یا نہین -

مارٹ اور فاران منجانب مدعی - بہگوان کلا کے وصیت نامہ کے ملاحظہ سے بعد اوسکے وصی نمبر ۱ ہیرون کے تہے تا کہ راجلور کے مرنے کے بعد منشاء موصی نسبت مکان متنازعہ کی تکمیل کرین مدعی ایڈمنسٹریٹر جایداد بہگوان کلا ہے اور اسیواسطے مستحق اجراء دعوی علاوہ وارثون کل جایداد پر صرف حق مدعی کا ہے -

گمبین صاحب جج - تم بطور امین دعوی کرتے ہو اور سابقہ امین کی کارروائی کو نامنظور کرنا چاہتے ہو اور امین کی کارروائی نے مدعا علیہ کو استحقاق دیا) وہ محل صریح بمنزلہ خیانت کے ہے اور مدعا علیہ کو خیانت سے آگاہی تہی مقدمہ امین کی کارروائی کو منسوخ کرنیکے واسطے دوسرا امین خود درست کر سکتا ہے یا نہ آیا کار کہنے والا بد اخود -

مدعا علیہ قانون تمادی سے فائدہ نہین اوٹھا سکتا جب اوسکو امانت کے وجود سے آگاہی تہی تو یہہ نہین کہا جا سکتا کہ اوسنے نیکنیتی سے خرید اکل مسئلہ اعلان اس اصول پر مبنی ہے کہ خریدار کو جب امانت سے آگاہی ہو تو پہر اوسکا خرید کرنا بمنزلہ فریب کے ہے -

سول ایڈووکیٹ جنرل اور ہیتیم منجانب مدعا علیہ - کوئی نقص امانت مدعا علیہ کی طرف سے نہین ہوا مکان شکستہ تہا اور راجلور نے اسکے فروخت کرنے مین واجبی شعور پر عمل کیا اگر بیع بنام مدعا علیہ نقض امانت بہی سمجہا جاوے تاہم مدعی دو وجوہات سے نالش نہین کر سکتا اول راجکور کے مرنیکے بعد یعنی وصیت نامہ بہگوان کلا مین مقرر نہین ہوا اور ان اونکے سپرد نہین ہوا مکان باقی ورثا نے جو اپنا حق مدعی کے پاس فروخت کیا مگر یہہ

حق اوسکو بحیثیت امین کے نہین حاصل ہوا کوئی پہلا فیصلہ ایسا نہین جسمین ایک امین دوسرے امین کی کارروائی کو منسوخ کرا سکے —

مدعا علیہ قانون تمادی سے فائدہ اوٹھا سکتا ہے دفعہ ۱۰ اور فقرہ نمبری ۱۳۴ ضمن ۲ ـ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ایسے خریدارون کے محافظت کے لیے ہین کہ جنکو آگاہی ہو الفاظ نیک نیتی کا استعمال قانون تمادی مین صرف بایع اور مشتری کے درمیان عاید ہو سکتا ہے

جج گرین ـ اول سوال درباب وصیت نامہ بھگوان کلا یہ ہے کہ لحاظ حالات مقدمہ مدعی کا کیا استحقاق ہے کوئی عام معنی وصیت نامہ کے نہین پائے جاتے کسی فقرہ وصیت نامہ سے ایسا نہین پایا جاتا کہ جایداد ہبہ ہوئی اگر اول فقرہ وصیت نامہ پر لحاظ کیا جاوے تو بعد ادا کے کل وصیت کل جائداد کا ہبہ بحق بیوہ سماۃ راجکور کے ہوا مگر فقرہ ۱۱ سے ثابت نہین ہوتا کہ سماۃ مذکور کو کل جایداد دی گئی تھی قطع نظر اسکے جایداد کا ہبہ بحق وصی کے نہین ہوا وارثان ایک متوفی ہندو کے صرف بحیثیت ایکسی کیوٹر کے نہین ہوتے نسبت مکان موسوم بہ مکاست کوئی ہبہ اسکا بحق ایکسی کیوٹرون کے نہین کیا گیا کیونکہ وصیت نامہ مین لکھا گیا ہے کہ مکان کی مرمت کرائی جاوے زوجہ کی زندگی مین باقی وصیئون کو کاروبار سے دست برداری ظاہر کی اس سے ثابت ہے کہ بیوہ اپنی حین حیات کل جایداد کی مالک تھی صرف اتنی پابندی اوسپر لازم تھی کہ جب مہاراج بمبئی مین آوین تو چھ مہینے کے لئے اونکو اوسمین ٹھہرنے دے یہ استحقاق بیوہ کا حین حیات رہا اس استحقاق مین بذریعہ حکم عدالت ہذا مورخہ ۱۷ مارچ سنہ ۱۸۶۲ء کوئی فرق نہین آیا انگریزی قانون کے رو سے بھی جب وصی اپنے وصی کے اختیارات چینے تو اونکی حیثیت امینی کی نہین چہین سکتا دیکھو مقدمہ گرہیم بنام گریم اور کاٹ رایٹ بنام شپہرڈ اور ولی بنام درلی اور وصیت نامہ کے معاینہ سے راجکور کا استحقاق

حین حیات پایا جاتا ہے اوسکے مرنیکے بعد جایداد کے وارث ورثا بہگوان کلاہین مگر میری رای مین موصی اپنے وصیت نامہ مین امینونکو اپنی جایداد متنازعہ پر اختیار نہین دیتا اور نہ مدعی بحیثیت وارث امین ہونیکا دعوی کر سکتا ہے دیکہو کتاب لوئین صاحب در باب امانت نامجات طبع چہار فصل ۱۱ دفعہ ۱۴ دیگر شرکا کا اپنا حصہ مدعی کے ہاتہ فروخت کر دینا مدعی کو امین نہین بنا سکتا دیکہو مقدمہ برٹس مدعی کا دعوی بحیثیت مالک نہین مدعی بیان کرتا ہے کہ مکان متنازعہ مہاراج یعنی اوتار دلا کی رہایش کے لیے رکہا جاوے گا۔

علاوہ ازین بہت سے دلایل ہین کہ جس سے مدعیکو استحقاق اس دعوی کا نہین اور دیگر اشخاص مستحق فریق مقدمہ نہین گردانے گئے۔

جس صورت سے مدعی کی حیثیت پر غور کیجاوے وہ مجاز نہین پایا جاتا کہ راجلو رکی کارروائی کو منسوخ کراوے راجلو نے مکان متنازعہ ستر ہزار روپیہ کو فروخت کیا اور مدعا علیہ کا اوسپر قبضہ ہو گیا پس مکمل کارروائی مین متوفی ناجایز نہین ٹہرائی جا سکتی اور راجلو کا کوئی فعل ایسا نہین کہ جسکو نقص امانت سمجہا جاوے مدعا علیہ کے وکیل نے بیان کیا کہ کوئی نظیر پیش ہونی چاہیے مگر باوجود طلب کرنے عدالت کے وکیل مدعی حاضر نا مقدمہ ہذا صورت موجودہ مین قابل سماعت نہین

قانون تمادی کا عذر پیش کیا گیا ہے مقدمہ یکم مئی ۱۸۶۶ء کو دایر ہوا اب ظاہر ہے کہ ۹ ستمبر ۱۸۵۲ء کو مکان فروخت ہوا اور ارجاع نالش اور تاریخ داد و ستد مین بارہ برس کا عرصہ گذر گیا دفعہ ۱۴۳ ضمن ۲-۱ اور دفعہ ۱ قانون تمادی مقدمہ ہذا سے متعلق ہے دفعہ ۱۴۳ کے رو سے بارہ سال کی میعاد تاریخ خرید سے ہے اور دفعہ ۱۰ متعلق اسکے نہین کیجا سکتی کیونکہ اسکا مطلب اور ہے دفعہ ۱۰ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء حسب ذیل ہے۔

دفعہ ۱- باوجود کسی عبارت مندرجہ دفعات بالا کے اگر کوئی نالش ایسے شخص پر جسکو کوئی جایداد کسی خاص غرض سے بطور امانت مفوض ہو بنام اوسکے قایم مقامونکے اوسکے یا اونکے قبضہ سے جایداد کو نکالنے کی غرض سے رجوع کیجاوے تو کسیقدر عرصہ کے گذر جانے پر بھی ممنوع السماعت نہو گی

اس دفعہ کے بعد نیک نیت خریدار کا ذکر جو قائم مقام اسکے ہو دفعہ مذکور مین سمجھا جا سکتا۔
یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ دفعہ ۳۱ ضمن ۲ اور دفعہ ۱ ایکٹ مذکور سے مدعا علیہ
فائدہ نہین اوٹھا سکتا کیونکہ وہ نیک نیت خریدار نہین اسبارہ مین بحث کرنا ضرور نہین حسب
بیعنامہ مورخہ ستمبر سنہ ۱۸۶۹ع موجودہ کے مدعا علیہ کو اطلاع ہوئی کہ خود اقبال ہے اور مسماۃ راجکور
نے بیان کیا تہا کہ اوسکو عدالت سے فروخت کرنیکا اختیار ہے الفاظ نیک نیتی مندرجہ دفعہ
۳۱ ضمن ۲ اور دفعہ ۱ قانون تمادی مین اطلاع کا عدم ضروری نہین سمجھا گیا کیونکہ نیک
نیت خریدار کو آگاہی امانت کی ہو سکتی ہے اور صرف آگاہی کا ہونا نیک نیتی کو ضایع نہین
کر سکتا ضرور نہین کہ وہ قانون تمادی پر اعتبار کرے اور بارہ سال تک اوسکا قبضہ برابر
رہا لیکن مدعا علیہ عذر تمادی کر سکتا ہے اگرچہ مقدمہ پریوی کونسل راجا ناتہ داس بنام گسیو رامین
ججون کی یہ رائے تھی کہ مدعا علیہ قانون تمادی سے فائدہ نہین اوٹھا سکتا کیونکہ وہ نیک
نیت خریدار نہین مگر میری رائے مین یہ فیصلہ خلاف مقدمہ تہیا عمال بنام [illegible] سمی - اگرچہ
ہمین آگاہی کا ہونا ایک امر واقع ہے اور نیک نیتی کا ہونا بھی ایسا ہی ہے مگر بذات خود
بد نیتی پیدا نہین کرتا میری رائے مین انگریزی قانون تمادی اطلاع کا ہونا ضرور نہین اگر
ہندوستان کے قانون تمادی کا انگلستان کے قانون تمادی سے مقابلہ کیا جاوے تو ہم
ہندوستانی قانون کو کم محافظ نیک خریدار کا پاتے ہین بہ نسبت انگلستانی قانون تمادی
کے دیکھو دفعات ۲۴ - ۲۵ - قانون جلوس ۳ و ۴ ولیم چہارم فصل ۲۷ - انگریزی قانون
تمادی کی رو سے جب ایک خریدار بعوض قیمت معقول مرتہن یا اپنی خرید تو قانون تمادی سے
ایسا خریدار محفوظ ہے اور گو اطلاع امانت کی ہو یا نہو دیکھو مقدمہ پیٹر بنام پیٹر
ان خیالات سے میرا اتفاق رائے نارمن اور کیمبل جج صاحبان سے ہے جو فیصلہ اونہون نے
مقدمہ راجا ناتہ بنام گسیو رویا لیکن بلحاظ فیصلہ اپیل پریوی کونسل اس مقدمہ کے
قانونی مسئلہ پر عملدرآمد نہین کیا جا سکتا کو جج [illegible] کا فیصلہ منجانب جی سراجی چلا

بنام گگانسی اور تہرسو قابل غور ہے مگر اسمین کوئی عذر قانون تمادی کا نہ تھا اونجج
کا یہہ فقرہ کہ مسلمہ مسئلہ عدالتہاے انصاف یہہ ہے کہ اگر خریدار ایک جائداد کو پوری قیمت
دیکر باوجود اطلاع امانت کے خریدے تو وہ اوسی درجہ کا پابند ہے جیسے بایع اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ خریدار کی باوجود آگاہی امانت کے حفاظت قانون تمادی سے ہو سکتی ہے -

اب دیکھنا چاہیے کہ نسبت خریدار بعوض قیمت معقول ہے یا نہین مدعا علیہ کی پوری قیمت
دینے مین بحث نہین موصی بوقت وصیت آگاہ تھا کہ مہاراج اوسکے مکان مین آکر ٹھہرا کرین گے
یا نہین اور شہادت سے ثابت ہے کہ موصی کی وفات یعنی جنوری ۱۸۳۰ء سے اتبک کوئی
مہاراج اوس مکان مین نہین ٹھہرا شہادت سے ثابت ہے کہ راجکور نے اپنی زندگی مین
مہاراجگان کو بلایا وندراون دیال بائی بھتیجہ راجکور ایک موقع پر دو مہاراجون مسمیان
کرشنا راجی مہاراج اور گوکل اشوجی مہاراج کو بلانے گیا جو بمبئی مین اس موقع پر آئے
ہوے تھی تاکہ اس مکان مین رہایش اختیار کرین اور اونہون نے یہہ مہذب جواب دیا کہ چونکہ
مکان بورا بازار مین واقع ہے اور بہت پارسی وہان رہتے ہین اور جگہہ بھی متعفن ہے
اسواسطے ہم نہین آئینگے اب ظن غالب ہے کہ مہاراجی ایسے پڑوس مین نہین رہنا چاہتے
تھے اور موصی کہ جو اونکے رسم و رواج سے آگاہ تھا اوسکو امید تھی کہ وہ رہایش اختیار کرینگے
۱۸۳۰ء سے پارسی لوگ اسمین آباد ہوتے گئے اور اب اسمین بالکل پارسی رہتے ہین اب
مسلمہ واقعات یہہ ہین کہ کسی مہاراج نے اس مکان مین رہایش نہین کی اور نہ کسی راج
نے دعوی کیا میری راے مین مہاراجگان کا رہنا ایسے پڑوس مین خلاف اونکی رسم کے ہے
پس جبکہ مدعا کیواسطے یہہ مکان چھوڑا گیا تھا وہ مدعا ہی فوت ہو گیا ۱۸۶۲ء مین بموجب
بیان مدعا علیہ کے ایک پارسی اسمین رہتا تھا اور اوسوقت مکان نہایت شکست حالت
مین تھا مدعا علیہ راست باز اور معزز آدمی معلوم ہوتا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ راجکور
نے مجھسے کہا کہ مکان شکستہ ہے اور مجکو میونسپل کمشنر نے اطلاع دی ہے کہ مکان کو

درست کراؤ اسواسطے مین اسکو فروخت کرتی ہون اور بموجب بیان مدعا علیہا اوسنے
مکان کو از سر نو تعمیر کرایا مدعا علیہ کہتا ہے کہ اب یہ مکان چار منزلا ہے اور اسپر میرا
پندرہ یا سولہ ہزار روپیہ صرف ہو چکا ہے راجکور نے اوس سے کہا کہ یہہ مکان میرے
خاوند کا ہے اور اوسنے مہاراجون کی سکونت کے لیے وقف کر دیا تھا مگر چونکہ مہاراجے
بسبب پارسیون کے پڑوسی ہونیکے رہنا پسند نہین کرتے اور مجکو کمیٹی سے اطلاع بھی پہنچی
ہے اسواسطے مین اسکو مجبوراً فروخت کرتی ہون مگر زرثمن کے ہضم کرنیکا میرا ارادہ
نہین ہے بلکہ خیرات کے کامون مین اوسے صرف کرونگی اور مقام گوکو مین ایک مندر
بنوا دونگی جب مدعا علیہ نے سنا کہ یہہ جائداد خیرات کے واسطے ہے تو اوسکو تردد ہوا
مگر جب راجکور نے یہہ کہا کہ مجھے عدالت سے فروخت کا اختیار ہے تو وہ خوش ہوا اور
دادستد کا معاملہ طے ہوا مدعا علیہ ایک تجربہ کار اور معزز سالیسٹر کے پاس گیا
اور اوس سے کہا کہ تکمیل بیع کا انتظام کیجیے اور باقی حالات متعلقہ بائع دریافت
کر لیجیے مدعا علیہ اگرچہ آدمی سمجھدار معلوم ہوتا ہے مگر وہ بیان کرتا ہے کہ مین پڑھ لکھ
نہین سکتا مدعا علیہ کا یہہ بھی بیان ہے کہ مینے سالیسٹر سے کہا کہ یہہ جائداد خیرات کے
واسطے ہے دستاویزات نمبری ۵-۶-۷ سے ظاہر ہے کہ اشتہارات خرید دیسی
اخبارون مین دیے گئے جیسے سماچار درپن مطبوعہ ۲۳ جون ۱۸۹۲ء اور ٹائمس آف
انڈیا مطبوعہ ۴ جولائی ۱۸۹۲ء اور منادی بھی ۴ جولائی ۱۸۹۲ء کو کرائی گئی مدعا علیہ بیان
کرتا ہے کہ سالیسٹر نے مجھسے نہین کہا کہ جائداد کے خریدنے مین کوئی احتیاط چاہیے
سالیسٹر کا اظہار نہ لیا جائیگا کیونکہ وہ کئی برس پیشتر بمبئی سے بلا ارادہ واپسی چلا
گیا تھا نظر برین حالات بدنیتی مدعا علیہ کی ثابت نہین ہوتی وہ جائداد کو برملا خرید نامے
اشتہار دیتا ہے اور سالیسٹر سے مشورہ طلب کرتا ہے اور اوسکے مشورہ پر چلتا ہے قیمت
معقول ادا کی ہے پندرہ سولہ ہزار روپیہ تعمیر جائداد مین صرف کیا ہے سچ ہے کہ اوسکو

اطلاع تھی کہ بایع اپنی جائداد خیرات ہے مگر یہہ بھی اوسکو اطلاع دی گئی تھی کہ کہ مدعاے خیرات مفید نہین ہوتا چاہیئے اور مکان شکستہ ہے اور بایع فروخت پر مجبور راجکور نے یہہ بھی اطلاع دی کہ روپیہ کے خورد وبرد کا ارادہ نہین بلکہ اس سے ایک مندر گوگومین بنوایا جائیگا شہادت سے ثابت نہین ہوتا کہ اس طرح روپیہ صرف ہوا مگر یہہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ گیا ہے کہ ستمبر ۱۸۵۱ء مین راجکور نے پندرہ یا سولہ ہزار روپیہ صرف کرکے ایک مندر اور دہرم سالہ گوگومین بنوایا مین اسبارہ مین راے نہین دیتا کہ یہہ صرف راجکور نے جائز یا ناجائز طور پر کیا اور یہہ بھی قابل بیان ہے کہ ۱۸۶۳ء مین وکلار نسبت خریدار جائداد غیر منقولہ متعلقہ متوفی کے بہت سے خیالات تھے اور یہہ خیالات اس سبب سے پیدا ہوئے اور تبدیل ہوگئے کہ ہائی کورٹ کلکتہ نے بہت سے فیصلجات صادر کئے غلطی وکلا بتبدیل قانون مین ترمیم نہین کرسکتے مگر نیک نیتی خریدار پر بہت موثر ہوسکتی ہے جسنے ایسے مشورہ پر کام کیا۔

بدلایل متذکرہ بالا مدعاعلیہ قانون تمادی پر اعتماد کرسکتا ہے اور اسکی خریداری نیک نیتی سے ہوئی دیکھو دفعہ ۴۳ ضمن ۲ اور دفعہ ۱۰ قانون تمادی ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء

ایک اور امر قابل غور ہے کہ آیا فروخت جائداد از طرف راجکور نظر بر حالات مقدمہ نقض امانت ہے یا نہین کوئی ایسا قانون نہین جس سے اس داد وستد کو ایسا سمجھا جاوے کہ عدالت جبری ایسے انتقالات کو جائز رکھتی دیکھو مقدمہ ایڈوکیٹ جنرل بنام سوسنی کیپٹی نظر بحالات مقدمہ ہذا اور فیصلجات انگریزی عدالتہاے انصاف بیع راجکور درست ہے اور ہرگز نقض امانت متصور نہین ہوسکتا راجکور کے مندر اور دہرم سالہ بنانے پر مین راے نہین دیتا کیونکہ اسمین تکمیل ہنگوان کلا کی وصیت کی معلوم نہین ہوتی مقدمہ درحقیقت از طرف ایڈوکیٹ جنرل منجانب مہاراجون کے دایر ہوسکتا ہے اور مدعیکو ایسا استحقاق نہین۔

یہہ امر قابل بیان ہے کہ از روے قانون تمادی ہند نیک نیت خریدار محروم نہین ہو سکتے جب جایداد خیرات کیواسطے بھی مخصوص کیجاے مقدمہ پریسیڈنٹ اور ممبران کالج سینٹ میری مکلڈالن اکس فورڈ بنام اشرفی جس سے ثابت کرتا ہے کہ خریداران اراضی جو خیرات کیواسطے مخصوص کی گئی ہے قانون تمادی کا عذر پیش کر سکتے ہین اگرچہ اونکو خیرات کے وجود سے آگاہی تھی ہندوستان کے قانون تمادی کے رو سے کوئی اور نتیجہ نہین پیدا ہو سکتا۔

نتیجہ یہہ ہے کہ امور تنقیح طلب اول و دوم بحق مدعا علیہ فیصل کیے جاوین اور مقدمہ معہ خرچہ ڈسمس —

صیغہ اپیل دیوانی

اپیل خاص نمبری ۳۲۷ بابت ۱۸۸۰ء

منفصلہ ۳ - اگست ۱۸۸۱ء

سیتارام واسدیو مدعا علیہ اپیلانٹ بنام کمنڈی راو بالکرشن مدعی رسپانڈنٹ

خلاصہ

حق آسایش ریگولیشن ۵ ۱۸۲۷ء دفعہ ۱ فقرہ ۱ - تمادی - ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء دفعہ ۱ فقرہ ۱۳۵ - ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء دفعہ ۲۸ ضمن اول و ضمیمہ ۱۸۷۸ء مین مدعی نے دعوی کیا کہ جدی جایداد مین مجھے حصہ ہے جسپر مدعا علیہ قابض تھا اور بیان کیا کہ جایداد مشترکہ ہے مگر قبول کیا کہ چالیس برس سے مدعی مدعا علیہ سے علیحدہ ہوا اور اس مدت مین بابت منافع جایداد کچھہ حاصل نہین کیا مدعا علیہ نے عذر تمادی پیش کیا ہر دو عدالت ماتحت کی رائے مین مقدمہ پر ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء ضمن ۱۳ دفعہ ۱۲۷ عاید ہوتی ہے اور ڈگری بحق مدعی صادر کی بنا بر مدعی نے اپنے حصہ کی بابت درخواست تقسیم کی اور انکار مدعا علیہ کیطرف سے ظہور مین آیا۔

ہائی کورٹ مین عند السماعت اپیل خاص یہہ قرار پایا کہ مدعا علیہ کا قبضہ زیر دفعہ ۱ فقرہ ۱ - ریگولیشن نمبر ۵ ۱۸۲۷ء بمبئی ناطق ہو چکا ہے اور قبضہ عرصہ دراز سے مدعا علیہ مالک گردانا گیا ہے اور اوپر بابت اوسکو ۳۰ سال قبل نفاذ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء حاصل تھی اسیواسطے دعوی مدعی زاید المیعاد ہے اور ریگولیشن کے روسے نہ صرف چارہ جوئی مدعی زاید المیعاد ہے اور ریگولیشن کے روسے صرف چارہ جوئی مدعی زاید المیعاد ہو گئی بلکہ اوسکا استحقاق بھی زائل ہو گیا۔

تنسیخ و ترمیم قوانین بغیر صریح الفاظ مندرجہ ناسخ قوانین ایسے حق کو زائل کر دیتے ہین جو منسوخ شدہ

قوانین کے روسے حاصل ہین ۔

اسیواسطے زیر دفعہ ۲ ضمن ایک ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ریگولیشن نمبر ۵ سنہ ۱۸۲۷ء منسوخ ہوگیا اس سے کسی استحقاق مین فرق نہین آسکتا جو ریگولیشن کے دفعہ ۱ کے روسے قبل نفاذ قانون تمادی کے حاصل ہوچکا تھا ۔

خاص اپیل بنا راضی فیصلہ قایم مقام اسسٹنٹ جج تانا جیکے روسے ڈگری جج ماتحت بحال قایم رہے ۔

مدعی مدعا علیہ سے اپنی جدی جایداد کی حصہ چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ جایداد غیر منقسم ہے مدعی اس امر کو بھی مانتا ہے کہ عرصہ چالیس برس سے قبل ارجاع مقدمہ ہذا مدعا علیہ علیحدہ ہوئے اور اسی عرصہ مین جدی جایداد کے منافع مین سے کچھ نہین لیا

عدالت ماتحت اور ہائی کورٹ مین عذر تمادی پیش ہوا ۔

خاص اپیل با اجلاس [illegible] جسٹس اور [illegible] جسٹس پیش ہوا

عماد وجی باجی ابی صاحب خاص اپیلانٹ نے عدالت ماتحت نے اس امر مین غلطی کی ہے کہ مقدمہ کا انفصال بموجب دفعہ ۱۲ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء ہونا چاہیے تھا [illegible] کو دایر ہوئی [illegible] مدعی [illegible] کہ چالیس برس مدعا علیہ علیحدہ ہوئے [illegible] حاصل نہین کیا از روے ریگولیشن نمبر ۵ سنہ ۱۸۲۷ء دفعہ ۳ فقرہ ۱ مدعا علیہ کو قبضہ مالکانہ ۳۰ سال کا حاصل کل جایداد خاندانی کا مالک مدعا علیہ چالیس برس کے قبضہ سے قبل نفاذ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء ہوچکا [illegible] دفعہ ریگولیشن مذکور جایداد منقسمہ ۳۰ سال [illegible] مالک سمجھا جاتا تھا دیکھو مقدمہ گوراوی بنام گوراجی ورازی بنام راجی جو قبضہ از روے ریگولیشن حاصل ہوچکا ہے اوسکو موجودہ قانون کا زایل نہین کرسکتے دیکھو مقدمہ [illegible] بنام دیپا کالی [illegible] بالفرض اگر مقدمہ متعلق ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء سمجھا جاوے تاہم بھی دعوی مدعی زاید المیعاد ۱۲ برس سے زیادہ عرصہ کا مخالف قبضہ استحقاق کو زایل کردیتا ہے دیکھو مقدمہ راجہ بارہ وکھنٹ راے بنام پران کرشن پورو اور مقدمہ [illegible] بنام

بنام کلکٹر سنگھ و امیر النسا بیگم بنام امیر خان و برندا نید چندر رے بنام تاراچند بینرجی اگر دعوی زیر ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء زاید المیعاد ہے تو اوسکو ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء تازہ نہین کرسکتا دیکھو مقدمہ ڈنکا ناچلا منڈالی بنام شاشا گری راد ہولا گشا لا نگانا بنام پیڈا نرا یا وا تہا ملا کا سیہا ناتھہ بنام را گیا و ڈنکا نا رمیر بنام منجی رُدی اور اگر ایک شخص اپنے کو زائد المیعاد ہونے دے تو اسکی تاثیر یہ ہے کہ اوسکا حق زائل ہو جاتا ہے اور قابض کا حق مضبوط دیکھو مقدمہ گنگا گو. منڈول بنام کلکٹر ۲۴ پرگنہ

سانتا رام نراین اور آنریبل راصاحب و مندلک گورنمنٹ پلیڈر از طرف خاص رسپانڈنٹ مقدمہ از روے ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء میعاد کے اندر ہے اس قانون نے رگولیشن ۵ ۱۸۲۷ء کو منسوخ کردیا رگولیشن ۵ ۱۸۲۷ء مقدمہ ہذا سے متعلق نہین اور ایک وقت مین متعلق تقسیم جایداد اہل ہنود متصور نہین کیا گیا تھا صدر دیوانی عدالت نے از روے مشابہت اسکو متعلق کیا اور ۳۰ برس کے قبضہ کے بعد جایداد کو منقسمہ سمجھا دیکھو مقدمہ رانی بنام رانی بموجب دفعہ ۸ رگولیشن مذکور مدعا علیہ کو منتظم حصہ دار بحیثیت امین کے سمجھنا چاہیے اور ایسا ہی نسبت اور مقدمات کے کہا جاسکتا ہے جو جلد ۲ سے لیکر جلد ۱۵ کلکتہ ویکلی رپورٹ مین درج ہین کوئی قانون قبضہ بنگال مین مروج تھا ہائی کورٹ نے ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء سے قایم کیا۔

فیصلہ عدالت

ویسٹھراپ چیف جسٹس مقدمہ ہذا مین مدعی جدی جایداد کے ایک حصہ پر قابض ہونا چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ چالیس برس سے قبل ارجاع مقدمہ مدعا علیہ سے علیحدہ ہون اور کچھہ منافع جائیداد جدی سے نہین پایا۔

رگولیشن نمبر ۵ ۱۸۲۷ء دفعہ ۱ فقرہ ۳ مین لکھا ہے کہ جب اراضیات مکانات وغیرہ پر ۳۰ سال سے زیادہ قبضہ ہو گو قابض مالک ہو یا اوسکے ورثا تو ایسا قبضہ بطور مالکیت کے

سمجھا جائیگا یہہ دفعہ متعلق ایسے مقدمات کے سمجھی گئی ہے دیکھو مقدمہ گردھر پرشوتم بنام گوویند کاسی داس اور گوروبی بنام گوروبی اور رانی بنام رانی دفعہ ۱ فصل ۱ ریگولیشن ۵ سنہ ۱۸۲۷ع کی نسبت سر کالواے عدالت پریوی کونسل مین بمقدمہ مہارانا فتح سنگجی بنام دیسا کالی انرائی جی بیان کرتے ہین کہ یہہ قانون متعلق حصول استحقاق ازروے قبضہ کے ہے اور ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع نے اسمین کوئی ترمیم نہین کی اور یہہ برابر احاطہ بمبئی مین رائج ہے اس سے اون ججون کی یہہ مراد تھی کہ ریگولیشن مذکور کا ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع ناسخ نہین ہے ناسخ اس کا ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع ہے ۔

ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع کی دفعہ ۱ فقرہ ۱۳ ایسے مقدمات سے متعلق ہے جیسا کہ مقدمہ زیر بحث ہے کل ایکٹ مذکور سواے دفعہ ۱۵ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع کے نفاذ سے منسوخ ہوگیا ہر دو عدالت ماتحت نے مقدمہ کو متعلق ضمن ۲ دفعہ ۱۲۷ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع سمجھا ۔

مگر ہماری راے مین مدعا علیہ نے قبل نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع جایداد پر مالکانہ قبضہ حاصل کیا اقتضاے ازروے ریگولیشن ۵ سنہ ۱۸۲۷ع مدعی کا حق زائل ہوگیا ۔

تنسیخ قوانین سابقہ سے ایسے حقوق زائل نہین ہوتے جو اونکے نفاذ سے پہلے کامل ہو چکے ہون دیکھو مقدمہ تارشال بنام لندن اور ساؤتھ ویسٹرن ریلوے کمپنی اور ولڈری بنام بکرج درباب ریگولیشن تمادی مروجہ ملک بنگال نمبر ۳ سنہ ۱۷۹۳ع دفعہ ۱۴ و ۱۱ و نمبر ۲ سنہ ۱۸۰۵ع دفعہ ۳ درباب جایداد منقولہ واقع بیرون نجات سر لارنس پیل چیف جسٹس اور سر جیمس کالوای نے مشرح کیفیت فیصلہ مقدمہ شب چندر داس بنام شب کرشن بینرجی مین دی ہے اب سوال یہہ ہے کہ آیا قانون ۲۱ جیمس اول جسکی رو سے ۲۰ برس کا قبضہ مخالف ضروری ہے اور ریگولیشن مین صرف بارہ برس کا لکہا ہے مقدمہ سے متعلق کیا جاوے عدالت نے آخر قوانین کو متعلق مقدمات سمجھا پیریل صفحہ ۶۷ مین یہہ بیان کرتے ہین

میری راے مین یہہ قوانین متعلق جائداد غیر منقولہ کے ہین بلاریب قانون مروجہ عدالتہاے

بیرونجات یہ ہے کہ ۱۲ برس کے مخالف قبضہ کے بعد دعوی زائد المیعاد سمجھا جاتا ہے اور صفحہ ۷۷ مین یہ لکھا ہے کہ مخالف قبضہ بارہ سال کا کافی ہے کہ استحقاق اور چارہ ہر دو کو زائل کرے اور صفحہ ۸۷ مین لارڈ کوک اسبارہ مین یہ لکھتے ہین کہ استحقاق زائل نہین ہوتا مگر لارڈ کوک کے بیانات صرف اخلاق پر مبنی سمجھے جاسکتے ہین جنکے لیے کوئی قانونی سند نہین ہے یہ مسلمہ اصول قانون ہے کہ اسبارہ مین قوانین انگلستان اور قوانین ہندوستان مین بڑا فرق ہے سر جیمس کالوائی ان ہر دو ریگولیشن کی نسبت صفحہ ۹۲ مین یہ لکھتے ہین کہ الفاظ ہر دو قوانین سے ظاہر ہے کہ چارہ جوئی زائل ہوتی ہے نہ استحقاق مگر بیان مقدمہ ہا مین جائداد غیر منقولہ زیر بحث ہے جب چارہ جوئی زائل ہوئی تو گویا استحقاق مخالف قابض کو خود بخود حاصل ہوگیا۔

احاطہ بمبئی مین میعاد تمادی زیادہ رکھی گئی یعنے ۳۰ سال اور اسی بنا پر پریوی کونسل نے فیصلہ صادر کیا۔

مقدمہ پریوی کونسل جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور جو قانون تمادی اس احاطہ مین تھا اوسکی نسبت لارڈ راش یون لکھتے ہین۔ یہ ضرور ہے کہ ہندوستان مین جو حقیت قبضہ عرصہ دراز سے حاصل ہے اوسکو کمزور کیا جاوے مقدمے در باب حدود اراضیات وقتاً فوقتاً دائر ہوتے رہتے ہین اور قریب ہم اسکے مالکان اراضی ایک دوسرے پر دست اندازی کی نالشین دائر کرتے ہین اگر بارہ برس کا مخالف قبضہ پایا جاوے تو خریدار اوس استحقاق پر اعتبار کرسکتا ہے

مقدمات راجہ نمبر الف ب۔ آ بنام بھران کرشن لہ پر اسے ظاہر نہین ہوتا کہ آیا فیصلہ از روی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع صادر ہوا یا از روے ریگولیشن ہاے مذکورہ بالا یہی امر نسبت مقدمہ رام سہا سنگھ بنام کلدیپ سنگھ کہا جاسکتا ہے مقدمہ امیر النسا بیگم بنام عالم خان مین بارہ برس کا قبضہ مخالفانہ از روی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع چارہ جوئی زائل کرنیکے لیے کافی سمجھا گیا تھا مگر بعد ازان قابض بیدخل کیا گیا تھا مقدمہ گرندابن چندر راے کے

بنام تاراچند بندی پاندیا بھی اوسی طور سے فیصل کیا گیا۔

ہم بیار مجبور کیے گیے ہین کہ استحقاق جسکی بنیاد قانون تمادی پر ہو منظور کرین قانون ۳ و ۴ ولیم چہارم فصل ۲۷ نہ صرف چارہ جوئی کو زائل کرتا ہے بلکہ استحقاق کو بھی دور کرتا ہے دیکھو مقدمہ سکاٹ بنام نکلسن و کتاب سیگڈن صاحب درباب بائع و مشتری صفحہ ۳۸۹ و ۴۷۵ و ۶۷۴ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۲ء و کتاب ڈاٹ صاحب صفحہ ۳۶۹ طبع چار ہماری رائے مین ریگولیشن نمبر ۵ سنہ ۱۸۲۲ء فصل ۱ ر دفعہ ۱ کے الفاظ ایسے صریح نہین کہ جیسے انگریزی قوانین کے مگر ریگولیشن مروجہ ملک بنگال سے زیادہ صاف ہے اور اسکے رو سے حق و چارہ جوئی ہر دو زائل ہوتے ہین۔

بیشک جیسا لارڈ ٹنٹرڈن نے مقدمہ سرجیر بنام الیس مین کہا کہ یہ امر مسلمہ ہے جب کوئی ایکٹ پارلیمنٹ منسوخ ہو تو اسکی منسوخی نسبت معاملات گذشتہ نہین سمجھے جا سکتے ہماری راے مین جو استحقاق قبل تنسیخ ریگولیشن ۵ سنہ ۱۸۲۲ء حاصل ہوا وہ لارڈ ٹنٹرڈن کے استثنا مین داخل ہے اگرچہ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کے رو سے ریگولیشن ۵ سنہ ۱۸۲۲ء منسوخ ہوا لیکن جو استحقاق قبل نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء حاصل ہو چکا وہ کسی طور سے زائل نہین ہو سکتا کیونکہ قانون تمادی موجودہ مین کوئی الفاظ ان معنون مین نہین اب ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء پر بحث کرنی فضول ہے ڈگری ہاے ہر دو عدالت ماتحت منسوخ کی جاتی ہین اور ڈگری بحق مدعا علیہ معہ اخراجات ہر دو اپیل صادر ہووے۔

اپیل دیوانی

خاص اپیل دیوانی نمبری ۱۳۵ سنہ ۱۸۷۶ء

منفصلہ ۴ اگست سنہ ۱۸۷۶ء

عبدالکریم مدعی اپیلانٹ بنام مانجی ہنس راج اور دیگر کسان مدعا علیہم ریسپانڈنٹان

خلاصہ

تمادی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء دفعہ ۲۲ - اور ضمن ۲ دفعہ ۶۰ - شہادت - بار ثبوت - ثبوت ادائے زر - ناجائز شمولیت -

۲ - اگست سنہ ۱۸۷۱ء کو آک - نے نالش بنام - م ہ - اور م ر - دائر کی اور لکھوایا کہ یکم اپریل سنہ ۱۸۶۸ء کو م ر نے ایک ہنڈوی تعدادی مبلغ پانسو روپیہ کی باخذ بدل بنام آک لکھدی اور ۲۷ مارچ سنہ ۱۸۶۸ء کو م ہ نے یہی ہنڈوی آک سے خریدی اور وعدہ کیا کہ مبلغ پانسو چھتیس روپیہ ادا کرونگا یہی ہنڈوی مسمی م ہ نے اپنے بھائی مسمی آہ کو دیدے کہ اس کا روپیہ م ر سے وصول کرے بعدہ آہ نے آک کو اطلاع دی کہ ہنڈوی تلف ہوگئی آک نے درخواست کی کہ ہنڈوی کا روپیہ مدعا علیہمان م ہ اور م ر سے دلوایا جاوے یعنی مبلغ ۵۴۱ روپیہ کی ڈگری معہ منافع اور سود صادر ہو م ہ نے خرید ہنڈوی سے انکار کیا اور کہا کہ مینے آک سے ہنڈوی نہیں خریدی بلکہ آک نے یہہ ہنڈوی آہ کو اس مطلب کے واسطے دی کہ اس کا روپیہ وصول کیا جاوے م ر قبول کرتا ہے کہ ہنڈوی مینے لکھی اور آک کو بعوض پانسو روپیہ کے دیدی اور اس ہنڈوی کو آہ میرے سامنے لایا ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۷۱ء کو مینے اس کا روپیہ دیدیا اور ہنڈوی معہ رسید ظہری ہنڈوی مذکور دستخطی آہ پیش کرتا ہوں جج نے بعد تصفیہ امور تنقیح طلب ۲۵ جون سنہ ۱۸۷۲ء کو مسمی آہ کو مدعا علیہ گردانا آہ بیان کرتا ہے کہ آک نے مجھکو ہنڈوی روپیہ وصول کرنے کے واسطے دی مگر م ر نے روپیہ مجھکو نہیں دیا رسید ظہری ہنڈوی جعلی ہے اور عذر تمادی مانع نالش -

قرار پایا کہ اقبال مسمی م ر کہ مینے ہنڈوی باخذ قیمت لکھی بار ثبوت ادائے زر کا اوسکے ذمے اور اگرچہ قبضہ م ر کا بسبب ہنڈوی اوسکے پاس ہونے کے اوسکے مفید مطلب ہے تاہم بھی بار ثبوت ادائے زر کا اوسکے ذمے کیونکہ ہنڈوی پر قبضہ ہونے سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ روپیہ بھی ادا کیا گیا -

قرار پایا کہ زیر دفعہ ۲۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء قانون تمادی پیش کردہ مسمی آہ ضمن ۲ دفعہ ۶۰ پیش ہونا چاہیے اور اسی واسطے اگر م ر کا آہ کو روپیہ دیا جانا تین سال کے اندر قبل ۲۵ جون سنہ ۱۸۷۲ء ثابت ہو جس وقت آہ فریق مقدمہ گردانا گیا تو مقدمہ بنام آہ زائد المیعاد ہوگا -

دیال جی راج بنام کھاٹو دو (بمبئی ہائی کورٹ رپورٹ نمبر ۲ صفحہ ۶۷) اور جیا سامی اینگر بنام گوپال چری

(مدراس ہائی کورٹ رپورٹ نمبر ۷ صفحہ ۲۵۲) سے انحراف کیا گیا۔

سوال۔ آیا وہ مقدمات جوازروی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء قبل نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء زائد المیعاد ہوچکے ہون اب بسبب ترمیم قانون تمادی رجوع ہوسکتے ہین یا نہین۔

خاص اپیل بنارضی فیصلہ اسسٹنٹ جج رتن گڈہی جسکے روسے فیصلہ جج ماتحت مقام مذکورہ بالا منسوخ ہوا۔

عبدالکریم نے یہہ مقدمہ بنام مانجی ہنسراج نمبر ۱۔ اور محمد راسی نمبر ۲۔ دائر کیا اور بیان کیا کہ یکم اپریل سنہ ۱۸۷۰ء کو مینے ایک ہنڈوی تعدادی پانسو روپیہ مدعا علیہ نمبر ۲ سے بعد ادا سے روپیہ حاصل کی اور ۲۷ مارچ سنہ ۱۸۷۱ء کو مانجی مدعا علیہ نمبر ۱ نے یہہ ہنڈوی مجھسے خرید کی اور وعدہ کیا کہ مبلغ ۵۰۰ مع منافع ادا کرونگا مانجی نے یہی ہنڈی میرے بھائی ابراہیم کو اس مطلب کے لیے دی کہ اسکا روپیہ محمد مدعا علیہ نمبر ۲ سے بمقام کاروار وصول کروا ابراہیم نے مدعی کو اطلاع دی کہ ہنڈوی تلف ہوگئی اب مدعی نے ۵۰۰ کا دعوی معہ منافع دائر کیا عرضی دعوی ۲۔ اگست سنہ ۱۸۷۲ء کو داخل ہوا مانجی نے انکار کیا کہ یہہ ہنڈوی مدعی سے مینے نہین خریدی اور کہا کہ مدعی نے یہہ ہنڈی ابراہیم کو روپیہ وصول کرنے کی نیت سے دی محمد مدعا علیہ نمبر ۲ نے جواب دیا کہ مینے یہہ ہنڈوی مدعی کو بعد وصولیت زر لکھدی یہی ہنڈوی ابراہیم میرے سامنے لایا اور مینے روپیہ معہ سود ۱۳۔ مارچ سنہ ۱۸۷۱ء کو ادا کردیا ہنڈوی میرے پاس موجود ہے اور ابراہیم کی رسید ہنڈوی کی پشت پر ثبت ہے بعد تصفیہ امور تنقیح طلب جج ماتحت نے ابراہیم کو زیر دفعہ ۷۳ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء ۲۵ جون سنہ ۱۸۷۴ء کو مدعا علیہ گردانا اس پر نہ ابراہیم نہ دیگر مدعا علیہان نے اعتراض کیا مدعا علیہ جدید نے جواب دیا کہ مدعی نے مجھکو ہنڈوی دی اور کہا کہ اسکا روپیہ مجھکو لادو محمد مدعا علیہ نمبر ۲ نے روپیہ ہنڈوی کا مجھے نہین دیا رسید ظہری فقط جعلی ہے اور عذر تمادی بھی پیش کرتا ہون جج ماتحت نے امور تنقیح طلب مین کی ترمیم کی اور یہہ امر قائم ہوا کہ آیا عذر تمادی بنام ابراہیم نمبر ۳ عائد ہوسکتا ہے یا نہین بعد ادا

شہادت یہ رہے قرار پائی کہ مانجی اور ابراہیم یعنی اول اور سوم مدعا علیہان کو روپیہ ہنڈوی ادا
کرنا چاہیے اور ابراہیم عذر تمادی پیش نہیں کر سکتا جج ماتحت نے ڈگری بحق مدعی تعدادی مبلغ الدعوے معہ سود
کی صادر کی مگر دعوی بابت منافع اور سود خارج کیا اس فیصلہ کا مدعی اور مدعا علیہ نمبر اول و سوم
نے اپیل کیا اسسٹنٹ جج نے مقدمہ عدالت اولی میں بنظر تحقیقات بھیجا کہ آیا مانجی مدعا علیہ نمبر اول
نے ہنڈوی کا روپیہ معرفت ابراہیم مدعا علیہ نمبر سوم حاصل کیا ہے یا نہیں عدالت ابتدائی نے بعد دریافت
لکھ بھیجا کہ مانجی مدعا علیہ نمبر ایک نے معرفت ابراہیم مدعا علیہ نمبر ۳ روپیہ حاصل نہیں کیا اور عدالت نے اپنی یہ رائے
ظاہر کی کہ محمد مدعا علیہ نمبر ۲ نے ناجائز طور پر ابراہیم سے ہنڈوی لے لی اور رسید دستخطی ابراہیم مدعا علیہ
نمبر ۳ ہنڈوی کی پشت پر اصلی نہیں ہے جب کیفیت اسسٹنٹ جج کی عدالت میں پہنچی تو اس عدالت
نے یہ رائے قائم کی کہ مدعی نے ہنڈوی مانجی مدعا علیہ نمبر ایک کو اس خیال پر نہیں دی تھی کہ
مانجی بذات خود ہنڈوی کے روپیہ کا ذمہ دار ہے اور مقدمہ ابراہیم مدعا علیہ نمبر ۳
زیر ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء دفعہ ۴ زائد المیعاد ہے اور مدعی محمد مدعا علیہ نمبر ۲ سے کچھ وصول
نہیں کر سکتا کیونکہ محمد نے ہنڈوی معہ رسید ظہری پیش کی اور مدعی ثابت نہیں
کر سکا کہ محمد مدعا علیہ نمبر ۲ نے ہنڈوی چرا لی یا آنکہ رسید ظہری کا جعل کیا اسسٹنٹ
جج نے اس بنا پر ڈگری عدالت ابتدائی کو منسوخ کیا اور مدعی کا دعوی بنام سب
مدعا علیہان خارج کیا جج کی رائے سے معلوم ہوتی ہے کہ مدعا علیہم کی شمولیت مقدمہ
ہذا میں ناجائز ہے اور محمد مدعا علیہ نمبر ۲ کا ہنڈوی پر قابض ہونا معہ رسید ظہری کے
معاملہ مشکوک معلوم ہوتا ہے۔

خاص اپیل باجلاس ویسٹراپ چیف جسٹس اور نانا بھائی ہریداس پیش ہوا۔
پنڈورنگ بالی بدرا از جانب اپیلانٹ۔ اسسٹنٹ جج نے غلطی کی کہ بار ثبوت اس
بات کا ذمہ مدعی رکھا کہ محمد مدعا علیہ نمبر ۲ نے ہنڈوی پر قبضہ بذریعہ سرقہ حاصل کیا
اور رسید ظہری جعلی ہے محمد خود مانتا ہے کہ میں نے ہنڈوی مدعی کو بابت قیمت لکھ دی اور

جب یہہ ہنڈوی ابراہیم میرے سامنے لایا تو مینے روپیہ دیدیا اور ہنڈی کی پشت پر ابراہیم کی رسید لکہا لی جبکہ اوس نے اقبال کیا تو اوسکے ذمہ یہہ امر فرض تہا کہ روپیہ کے ادا ہونے اور روپیہ کی رسید کے نیک نیت ہونے کا ثبوت گذرانے عذرداری مقدمہ ہذا مین ایسا ہی ہے کہ جس کی نسبت پیلی اور گرین جج صاحبان نے صیغہ ابتدائی عدالت ہذا مین بمقدمہ بال جی راج بنام کاشی لالا دو فیصلہ صادر کیا مدعا علیہم کے شمولیت پر اول اعتراض نہین کیا گیا اور اون مین سے کوئی نہ کوئی ہنڈوی کے روپیہ کے ادا کرنے کا ذمہ وار ہے اسسٹنٹ جج کو چاہیئے تہا کہ دریافت کر لیتا کہ روپیہ کا ادا کرنا کس کا ذمہ ہے۔

شیو شنکر گوبند رام۔ ازطرف رسپانڈنٹان نمبر اول و سوم۔

دفعہ ۲۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مین بصراحت لکہا ہے کہ ارجاع مقدمہ بنام ابراہیم مدعا علیہ نمبر ۳ – ۲۳ جون سنہ ۱۸۷۵ء سے شمار ہونا چاہیے۔

ویسٹراپ صاحب۔ جج ماتحت نے دریافت کیا کہ مدعا علیہ نمبر اول یعنی ماجی نے نہ مدعی سے ہنڈوی لی اور نہ ہنڈوی کی روپیہ وصول کرنے کا ذمہ لیا عدالت ہذا پر پابندی اوس تحقیقات کی لازم ہے اور ڈگری اسسٹنٹ جج متضمن ذمہ داری مدعا علیہ نمبر اول معہ خرچہ منظور کرتی ہے۔

مدعا علیہ محمد راسی نے اور نہ دیگر مدعا علیہان نے ہر دو عدالت ماتحت مین اعتراض کیا کہ محمد راسی کو مدعا علیہ بشمولیت مدعا علیہ ایکیا ور نمبر ۳ کے گردانا جائے بلحاظ واقعات مقدمہ خلاف مدعا علیہ محمد راسی نے اقبال کیا کہ اوس نے پانسو روپیہ مدعی سے لیا اور ہنڈوی لکہی اب بار ثبوت ذمہ محمد راسی ہے وہ اپنے آپ کو اس ذمہ داری سے سبکدوش کرے محمد راسی نے ارادہ کیا اور جواب مین یہہ لکہوایا کہ مینے روپیہ مدعا علیہ نمبر ۳ یعنی ابراہیم ہنسراج کو دیدیا اس جواب سے محمد راسی کے ذمہ ثبوت اس امر کا ہے کہ اوس نے واقعی روپیہ ابراہیم ہنسراج کو دیا یا نہین اس کا بار ثبوت مدعی پر نہین ڈالا جا سکتا اور راسی واسطے رسید کے اصلی

ہونا کا ثبوت ذمہ مدعا علیہ نمبر ۲ ہے جو رسید پر بھروسہ کرتا ہے مگر اسسٹنٹ جج نے بار ثبوت ذمہ مدعی ڈال دیا اور اوس سے ثبوت طلب کیا کہ رسید ظہری ہنڈوی جعلی ہے اور مدعا علیہ نمبر ۲ نے سرقہ سے ہنڈوی پر قبضہ کیا مدعا علیہ نمبر ۲ کا ہنڈوی پر قابض ہونا مفید مطلب اوسی کے ہے مگر اس سے روپیہ کا ادا ہونا ثبوت نہین ہوتا اور نہ وہ بار ثبوت سے سبکدوش ہے کہ اوس نے ہنڈوی کا روپیہ مدعا علیہ نمبر ۳ کو دیا اسی واسطے ڈگری اسسٹنٹ جج لحیس قدر اوس کا تعلق ساتھ مدعا علیہ نمبر ۲ سے ہے منسوخ کی جاتی ہے اور مقدمہ براے تحقیقات ثانی امورات واقعات واپس بھیجا جاتا ہے تصفیہ اخراجات مابین مدعی و مدعا علیہ نمبر ۲ نتیجہ مقدمہ پر منحصر ہے۔

اگر مدعا علیہ نمبر ۲ اس بات کا ثبوت نہ دے سکے کہ ہنڈوی کا روپیہ اوس نے مدعا علیہ نمبر ۳ کو دیا تو مقدمہ بنام مدعا علیہ نمبر ۳ ناقابل سماعت ہوگا اور ڈگری اوسکے حق مین ہوگی اور اخراجات مدعی سے دلائے جائینگے لیکن اس ڈگری اور ہنڈوی کا روپیہ مدعی مدعا علیہ نمبر ۲ سے وصول کریگا قطع نظر مدعا علیہ نمبر ۲ اگر ثبوت کو پہنچا وے کہ اوس نے ہنڈوی کا روپیہ مدعا علیہ نمبر ۳ کو دیا تو عدالت مجوز تحقیقات ثانی کے لیے ضروری ہوگا کہ دریافت کرے کہ کب وہ روپیہ دیا گیا اگر یہ روپیہ تین سال کے اندر قبل ۲۵ جون سنہ ۱۸۷۰ء کو ادا ہوا جب مدعا علیہ نمبر ۳ فریق مقدمہ گردانا گیا جس سے مقدمہ کا ارجاع بنام مدعا علیہ نمبر (۱) و (۲) دوسری اگست سنہ ۱۸۷۲ء کو ہوا تو ہماری راے مین مقدمہ بنام مدعا علیہ نمبر ۳ زائد المیعاد سمجھنا چاہیے اور قانون تمادی ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ضمیمہ ۲ دفعہ ۶۰ اوسکے متعلق ہوگا۔

خلاف اس اے کے دیال جیراج بنام کاٹھو لدہا نمبر ایک کا مقدمہ پیش کیا گیا یہ مقدمہ بنام کاٹھولدہا قبل از یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ء و نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء رجوع ہوا اسکے بعد اور مدعا علیہ فریق مقدمہ گردانے گئے اور عدالت اپیل کی راے اوس مقدمہ

مین ہوئی کہ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء دفعہ ایک فقرہ ۱۲۔ اونکے متعلق ہے اور نہ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء سر چارلس سارجنٹ کے اوس مقدمہ مین یہہ راے تھی کہ قانون تمادی ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء اور نہ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء ایسے مدعا علیہم سے متعلق ہے جو بعد مین شامل کیے گئے تھے بعد مشورہ ملول و کیمپل جسٹس صاحبان ہم صاحب موصوف سے متفق الراے ہین اوس مقدمہ مین عدالت اپیل نے الفاظ ارجاع اور شروع شدگی دفعہ ۲۲۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مین فرق نکالا ہماری راے مین ان ہر دو الفاظ مین کوئی ایسا فرق نہین کہ جسپر ایک دلیل قائم کی جائے دفعہ اول فقرہ الف اور دفعہ ۱۴۔ ایکٹ مذکور کے پڑھنے سے ہماری راے مین جب مقدمہ بنام الف قبل از یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ء دائر ہوا اور بعد ازان ب کو مدعا علیہ گردانا گیا تو مقدمہ کا ارجاع بنام ب بعد تاریخ مذکور بالا کے سمجھنا چاہیے اور اوسی واسطے زیر دفعہ ۲۲ وہ میعاد تمادی کل مقدمہ ہذا شمار ہونی چاہیے جسکا ذکر ضمن ۲۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء دفعہ ۱۰ مین آیا یعنے ۳ سال پیشتر اس امر کے کہ ب فریق مقدمہ گردانا گیا ہماری راے مین یہہ نقص صرف مدعی کا اپنی غفلت سے پیدا ہوا کہ اوس نے مقدمہ مین اول دفعہ تمام مناسب اشخاص کو مدعا علیہ نہین گردانا ایسے دلائل گو قانوناً مستحکم سمجھے جاتے ہین مگر انکا عملدرآمد صرف مقدمات مشتبہ مین ہوسکتا ہے اور نہ ایسے مقدمہ مین کہ جہان قانون کے الفاظ صریح ہون علاوہ بران بشمولیت اپنے عالم بھائیون کے ہماری یہہ راے ہے کہ اگر دفعہ ۲۲۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کا نفاذ ہی نہوتا تاہم مدعا علیہ نمبر ۲ سے متعلق دفعہ ۱۰ ضمن ۲۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ہوتا کیونکہ فیصلجات جنکی بنا ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء پر قائم ہے کلکتہ اور احاطہ بمبئی مین انھین معنون مین صادر ہوئی ہین تو مقدمہ بہ جدید مدعا علیہ کے نام اوس وقت سے دائر سمجھنا چاہیے کہ جب وہ فریق گردانا گیا اور دفعہ ۱۴۰۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کا یہہ نتیجہ ہے جو ضمن ۲ ایکٹ مذکور مین درج ہے گویا ایسے مدعا علیہ کو فریق

مقدمہ بعد یکم اپریل ۱۸۷۳ء سمجھنا چاہیے۔

مقدمہ چناسامی آہنگر بنام گوپال چیری بعد یکم اپریل ۱۸۷۳ء بربنائے پرامیسری نوٹ مصدقہ زیر ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء دائر ہوا مگر یہ مقدمہ یکم اپریل ۱۸۷۳ء یعنے تاریخ نفاذ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء کو زائد المیعاد نہ تھا اور اس مقدمہ میں میعاد بموجب ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء تاریخ تحریر نوٹ سے لی گئی تھی اور نہ وہ میعاد جسکا ذکر ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء ضمن ۲ دفعہ ۷۲ میں آیا ہے یعنے تاریخ طلب کرنے سے بمقدمہ رام چندر بنام سومستفسر عدالت خفیفہ احمد آباد میں مفصل راے اور دلائل بیان کئے ہیں جو اصل باعث ہمارے خلاف راے ہونے کا ہے۔

مدراس کے مقدمہ میں بیان کیا گیا تھا کہ ایکٹ جدید تمادی ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ع ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء سے فقط تقرر زمانہ تمادی میں مختلف ہے اور مقدمہ کو ایسا سمجھنا چاہیے کہ گویا شروع ہوا سواے استحقاقی قبضوں کے ان ہر دو ایکٹوں میں کچھ فرق نہیں قرضخواہ کا طلب کرنا کچھ معنی نہیں رکھتا ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء رائج الوقت قانون تھا جب ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء قانون تمادی جدید جاری ہوا اگر قانون جدید میں طلب کرنے کے ذریعہ سے میعاد کو بڑھایا تو یہ اور بات ہے مگر اس میں صرف میعاد کا شمار بدلا گیا ہے اور اس مقدمہ میں قانون نے میعاد مقرر کی اور مقدمہ زائد المیعاد ہو چکا ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء میں بل نوٹ یا دیگر دادوستد کی نسبت استثنا نہیں کی گئی فقط استثنا نسبت ایسے مقدمات کے ہے جو پہلے اپریل ۱۸۷۳ء سے اول دائر ہو چکے ہوں علاوہ ازین دو اور استثنا ہیں جو مقدمہ ہذا سے متعلق نہیں اور دفعہ ۴ میں بصراحت لکھا ہے کہ باپابندی مضامین دفعات ۵ لغایت ۲۶ جو مقدمہ بعد زمانہ مقررہ کے دائر ہو وہ خارج کیا جائے گا گو عذر تمادی پیش نہیں کیا گیا اور موقعہ پر اطلاع دینے کے لیے اگرچہ قانون جدید تمادی پر منظوری گورنر جنرل کی ۲۴ مارچ ۱۸۷۱ء کو ہوئی اور عملدرآمد یکم جولائی ۱۸۷۱ء

کو ہوا تاہم تاثیر اسکی نسبت مقدمات وغیرہ یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ء تک ملتوی کی گئی ایسے التوائے قانون جدید سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ اسکی تاثیر اون مقدمات پر ہوگی جو اسدن سے پہلے پیدا ہوئے دیکھو مقدمہ ٹولر بنام چارٹرٹن اور سرکار بنام لیٹس اور براڈفورڈ ریلوے کمپنی وکارنل بنام ہٹسن وپارڈو بنام بنگھام مقدمہ منفصلہ مدراس مین بلاریب تاثیر ترمیم قانون مفید مطلب قرضخواہ تھے مگر مقدمہ ہذا مین بخیال راے عدالت ہذا نسبت معنوی معاہدات جنکا خاص ذکر ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء مین نہین آیا ترمیم قانونی غیر مفید مطلب قرضخواہ ہے دیکھو مقدمات امرچند حکم چند بنام شاہ بلاقیداس لعل چند ونار وگمیش وتر بنام محمد خان اور جیٹھا جی دیپی بنام شب شنکر بہا شنکر مقدمہ ہذا مین قرضخواہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اوس نے مدعا علیہ نمبر ۳ سے ایک معنوی معاہدہ پر دادوستد کی جس کا خاص ذکر ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء مین نہین اسی واسطے فقرہ ۱۶ دفعہ ۱ ایک ایکٹ مذکور عائد ہونا چاہیے مگر ایکٹ جدید کے رو سے صرف ۳ سال کی میعاد ہے اور ایکٹ عتیق کے رو سے چھ سال۔

مقدمہ چنا سامی آہنگر بنام گوپال چاریا مین میعاد تمادی از روی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء مقرر ہونی چاہیے جو قبل یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ء منقضی ہو جائے قانون تمادی جدید نے مدعا علیہ کو اس حق سے محروم نہین کیا کہ وہ دعوی زائد المیعاد ہونے کا عذر پیش کرے اسی واسطے یہ مقدمہ ہر سہ مقدمہ محولہ سے مختلف ہے اور وہ مقدمات یہ ہین ونکاٹا چلا ڈالی بنام شاشاگری را اور بالا کتالا بنام پیڈا اور ونکاٹا رمنیر بنام منچی رڈی ان سب مین مدعی کا دعوی از روی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء قبل یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ء زائد المیعاد تھا مگر مقدمہ مدراس مین جسکا ذکر ہمنے پہلے کیا ہے یعنی چنا سامی آہنگر بنام گوپال چاریا مین نہ صرف دعوی از روی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ء کو زائد المیعاد ہو چکا تھا بلکہ اوسوقت ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء نے قانون عتیق کو منسوخ کر دیا تھا واقعی یہہ صحیح ہے کہ جب میعاد از روے قانون

تمادی شروع ہوجاوے تو پہ بند نہیں ہوسکتے مگر یہہ امر اس بات پر منحصر ہے کہ وہ قانون جسکی رو سے میعاد شروع ہوتی ہے وہ قابل عملدرآمد ہے اگر اثر [illegible] قانون سے دور ہوجاوے تو میعاد کو خلاف قرضخواہ کوئی نہیں روک سکتا جبتک کہ واضعان قانون قانون حقیقی کو دوبارہ جاری کریں یا کوئی قاعدہ جدید دربارہ میعاد قائم کریں یہہ آخری ذریعہ ہماری رای میں متعلق ایسے مقدمات کے نہیں ہے جیسا مقدمہ چناسامی آچکر بنام گوپال چاریہ دیکھو دفعہ ۲ ضمن ۱ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع مجریہ اس مقدمہ کی نسبت اس قدر بیان کیا ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ اصول اسکا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع متعلق ایسے مقدمات کے نہیں ہو کہ بعد یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ع رجوع ہوں اگر بنا ے دعوی قبل اوس تاریخ کے پیدا ہوا ہے اور اگر ہم اس اصول سے اتفاق ظاہر کرتے تو مقدمہ ہذا میں [illegible] کہ اگر مدعا علیہ نمبر ۱ نے جو روپیہ [illegible] کے روپیہ جو تین برس کے اندر قبل ۲۵ جون سنہ ۱۸۷۲ع مدعا علیہ نمبر ۳ کو دیا تھا تو یہہ مقدمہ بحق مدعی زائد المیعاد سمجھا جاتا جبکہ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع عملدرآمد یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ع سے ہے تو اسکا اطلاق ایسے مقدمات پر ہوسکتا ہے جو پہلے زائد المیعاد نہو چکے ہوں اسواسطے ہم کہسکتے ہیں کہ جبتک یہہ ثابت نہو کہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے مدعا علیہ نمبر ۳ کو تین سال کے اندر قبل تاریخ ۲۵ جون سنہ ۱۸۷۲ع روپیہ دیا ہو مقدمہ بنام مدعا علیہ نمبر ۳ زائد المیعاد ہے اگر عدالت مجوز تحقیقات ثانی کی یہہ رائے قرار پائی کہ روپیہ مدعا علیہ نمبر ۳ کو ۳ سال کے اندر دیا گیا ہے تو تب عدالت بلحاظ حالات مقدمہ نسبت اخراجات مقدمہ ایسا حکم دے گی جو اوسکو معلوم ہوگا۔

بمقدمہ سیتارام واسدیو بنام ٹھنڈے راو بالکرشن عدالت ہذا نے یہہ رائے قائم کی کہ جو مقدمہ بعد یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ع بابت حصہ جائداد غیر منقولہ دائر ہوا وہ زائد المیعاد تھا کیونکہ مدعا علیہ کا قبضہ ارتجاع نالش ۳ سال سے زیادہ عرصہ سے ہے

اور صحیح بھی اسکا اپیل سنہ ۱۸۷۲ء سے پہلے کا ہے اور ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کے ضمن ۴ کے دفعہ ۲۷ عائد نہین ہوتی دلائل یہہ بیان کی گئی تھین کہ قبل نفاذ ایکٹ تمادی مدعا علیہ نے از روی ریگولیشن ۵ سنہ ۱۸۲۷ء دفعہ ۱ فقرہ ۵ قبضہ استحقاقی جائداد پر حاصل کر لیا ہے اور واضعان قانون نے ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مین بصراحت یا معنوی طور پر ایسا ظاہر نہین کیا کہ ایسا حق زائل کیا جاوے اگرچہ ریگولیشن مذکور منسوخ ہو گیا۔

آیا مقدمات درباب جائداد منقولہ یا غیر منقولہ جو از روے ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء قبل نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء زائد المیعاد ہو چکے ہون بسبب ترمیم میعاد از روی قانون جدید تمادی دائر ہو سکتے ہین یا نہین یہہ ایک امر ایسا ہے کہ جسپر آجتک ہمکو فیصلہ دینے کا موقعہ نہین ملا اور نہ اس امر مین ہم اسوقت راے دیتے ہین تین مقدمات منفصلہ مدراس ہائی کورٹ جنکا حوالہ جیسے دیا دیا گیا ہے خلاف سماعت ایسے مقدمہ کے ہین۔

نوٹ مقدمہ اچھنا بنام سوباجی عدالت خفیفہ احمدنگر نے زیر دفعہ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ء دفعہ ۲۲ استصوابا ہائی کورٹ مین معہ کیفیت ذیل بھیجا۔ تمسک جسپر اس مقدمہ کی بنا ہے ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۰ء کو لکھا گیا اور اس مین شرط ہے کہ روپیہ عند الطلب دیا جاویگا مقدمہ ۲۵ جنوری سنہ ۱۸۷۶ء کو دائر ہوا مفصلہ ذیل مقدمات مشابہ ہین۔ حسین نسا بیگم بنام مانکجی کرسٹجی اور بھیکل بنام ہنومان میری رای مین میعاد تمادی تاریخ تحریر تمسک سے شروع ہوئی اور چونکہ تمسک قبل نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء لکھا گیا دفعہ ۵ ضمن ۲ اس مقدمہ سے متعلق نہین ہو سکتی میری راے مین مقدمہ مدعی کا زائد المیعاد ہے کیونکہ یہہ تین سال کے اندر تاریخ تمسک سے دائر نہین ہوا اس راے کے قائم کرنے مین مینے مدراس ہائی کورٹ کے فیصلون کی پیروی کی ہے اور وہ یہہ ہین

ونکاٹا چلا مڈلی بنام شاشا گری را اور رملاکٹا لا بنام پیڈا انرایا اور ونکلٹا رمنیر بنام منیجی روی اور رچنا سامی آہنگر بنام گوپال چاریا یہہ مقدمات میری راے مین قطعی معلوم ہوتے ہین اس مقدمہ مین مین استفسار نکرتا مگر نقیض فیصلجات بمبئی ہائی کورٹ رپورٹ کی جلد ۱ صفحہ ۱۸۷ مین موجود ہے جس سے معاملہ مین شک باقی رہتا ہے اسی واسطے مین براہ حصول راے ہائی کورٹ سوال ذیل بھیجتا ہون (آیا جس تمسک مین لفظ عند الطلب لکھا ہو اور وہ قبل نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع لکھا جا چکا ہو اور بعد گذرنے تین سال کے دائر کیا ہو تو وہ زائد المیعاد ہے یا نہین) ۔

یہہ استفسار با جلاس ویستھراپ چیف جسٹس اور ناناہائی ہری داس جج پیش ہوا اور مفصلہ ذیل فیصلہ عدالت ہے ۔

جج عدالت خفیفہ احمدنگر راے عدالت ہذا اس بارہ مین چاہتے ہین کہ آیا وہ مقدمہ جو ۲۵ جنوری کو دائر ہوا اور بنا اسکی تمسک ہے چونکہ یہہ نہین معلوم ہوتا کہ یہہ تمسک انگریزی طور کا ہے جسکو انگریزی قانون کی اصطلاح مین ہسری بولتے ہین اور جسکی میعاد زیادہ ہوتی ہے اسی واسطے ایسے پرامیسری نوٹ مورخہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۷۰ع اور جس مین الفاظ عند الطلب لکھے ہین اسپر اطلاق ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع یا ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع ہونا چاہیے خاص بات قابل غور اس مین یہہ ہے کہ جو میعاد ازروے ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع تاریخ نوٹ سے شروع ہوئی وہ یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ع کو ختم نہین ہوتی جو تاریخ نفاذ ہے اور اسی تاریخ سے ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع منسوخ ہوا ۔

عالم جج نے نمبر ۲ ، ۱۰ اس ہائی کورٹ رپورٹ صفحات ۲۸۳ و ۳۸۸ و ۲۹۸ کا حوالہ دیا ہے مگر یہہ ہرسہ مقدمات متعلق نہین کیونکہ تینون مین مقدمہ قبل از یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ع ازروے ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع زائد المیعاد ہو چکا تھا اور اوسوقت ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۱ع حصہ اول اور سوم کا نفاذ ہوا مدعا علیہ اون مقدمات مین ازروے ایکٹ

۴ سنہ ۱۸۵۹ء مستحق تھے کہ اون دعوون کو زائد المیعاد کہین اور اگر عدالت کی یہہ راے قرار پائی کہ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء نے مدعیون کو نئی میعاد عطا کی ہے جس سے تعلق ایکٹ جدید تمادی کا گذشتہ معاملات سے کیا جاتا جو درست نہین اور اسیواسطے ہائی کورٹ مدراس نے ایسا نہین کیا جس معاملہ مین وہان بحث تھی وہ مقدمہ ہذا سے متعلق نہین اور اسی واسطے ہم مقدمہ ہذا اور اون مقدمات کا فرق بیان کرینگے مگر اون مقدمات پر راے نہین دینگے مقدمہ صاحب بائی فتح سنگہ اون مقدمات کی نقیض نہین کیونکہ اگرچہ تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ استحقاق نالش قبل از نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء زائد المیعاد ہوچکا تھا مگر یہہ امر عدالت کے خیال مین اوسوقت نہین آیا اور نہ اس پر فیصلہ دیتے وقت توجہ کی گئی اور نہ اس مقدمہ مین کوئی وکیل یا پلیڈر کسی طرف سے تھا مقدمہ چنا ساہی آہنگر بنام گوپال چاپا کا تعلق ہے لیکن اسکے فیصلے سے ہمارا اتفاق راے نہین جیسا اوس مقدمہ مین ویسا ہی مقدمہ ہذا مین استحقاق نالش زائد المیعاد نہین ہوگیا جب ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ء کو نافذ ہوا اور اگر یہہ درست ہے کہ جب ایکمرتبہ زیر قانون تمادی میعاد گذرنی شروع ہو یہہ نہین رکتی مگر اس قاعدہ کا انحصار اس پر ہے کہ جس قانون کے روسے میعاد گذرنی شروع ہوتی ہے وہ قابل عملدرآمد ہے اور اگر قبل مقررہ میعاد کے منقضی ہونے کے قانون ہی منسوخ ہوجاوے تو میعاد کا انقضا ہونا بموجب قانون منسوخ شدہ کے نہین رہتا اور خاص مقدمات [illegible]ٹ اور بل آف ایکسچینج جو عند الطلب ادا ہوتے ہین ترمیم میعاد قرضخواہ کے لیے [illegible] ہوئی ہے لیکن بہت سی نظائر ایسی بھی ہین کہ جس مین اوسکے تغیر سے مفید بھی ہوتی ہے مثلا بموجب قواعد عدالت ہذا مقدمات مبنی بمعاہدات معنوی جنکا ذکر ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء مین نہین آیا اون پر اطلاق فقرہ ۱۲۰ دفعہ ۱ ایکٹ مذکور کا ہوتا ہے جسکے روسے چھہ برس میعاد ہے مگر بہت سے مقدمات اون مین سے مثلاً روپیہ مفروض کے عوض دیا جاوے روپیہ بعوض قرضخواہ کے لیا جاوے روپیہ جو تصفیہ حساب کے بعد واجب الادا

ہو انکے واسطے ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع مین ۳ سال کی میعاد ہے اگر دعوی پہلے سے موجود ہو اور بوقت نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع یعنی یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ع کو زائد المیعاد نہو گیا ہو تو وقت چونکہ قانون منسوخ شدہ کے روسے گذرنا شروع ہوگیا تھا ہم نہین سمجھتے کہ کون قانون ایسے مقدمات کے متعلق کیا جاویگا جو بعد اوس تاریخ کے دائر ہون اگر ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع متعلق نہ سمجھا جاوے ایکٹ مذکور کو غور سے مطالعہ کرنے سے ہم یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ وضعان قانون کا یہہ منشا تھا کہ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع ایسے مقدمات سے متعلق سمجھا جاوے جو بعد اسکے نفاذ ہونے کے دائر ہون اور بنائے دعوی جنکا قبل یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ع پیدا ہوچکا ہو اور جنکی میعاد مقررہ از روے ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع تاریخ مذکورہ بالا سے پیشتر پوری نہ گذر چکی ہو یہہ استثنا ایکٹ ... سنہ ۱۸۷۱ع کی دفعہ ایک فقرہ الف مین نسبت ایسے مقدمات کے درج ہے جو یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ع سے پہلے رجوع ہوچکے مگر نہ اون مقدمات سے متعلق ہے جو بعد اون دنونکے دائر ہون اور جنکی میعاد از روے قانون عتیق تمادی گذر نہین چکے دفعہ ۴ مین بصراحت حسب ذیل لکھا ہے۔

دفعہ ۴۔ بقید رعایت احکام مندرجہ دفعات مین ابتدائی ۵ لغایت ۲۶ کے ہر نالش اور اپیل و درخواست کے واسطے جو میعاد ساعت کے ضمیمہ دوم ایکٹ ہذا مین مرقوم ہے اگر وہ اوسکے بعد مرجوع اور پیش اور دائر ہونگی تو خارج کردیے جائینگے گو کہ عذر تمادی ایام کا طرف ثانی کے ... نہ لکھا گیا ہو۔

التوائے عمل آمد ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع جسپر منظوری گورنر جنرل کی ۲۴ مارچ سنہ ۱۸۷۱ع کو حاصل ہوچکی تا یکم اپریل سنہ ۱۸۷۳ع جس التوا سے قرضخواہون کو ایک میعاد دو سال سے زیادہ عرصہ کی عطا ہوئی جس مین وہ مقدمات دائر کرسکتے تھے ایسے امور مین جو ہماری راے مین اس امر کو ثابت کرتے ہین کہ اسوقت سے بعد کل مقدمات کے متعلق

ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء سمجھا جاوے گا یہ تاثیر التوائے عملدرآمد قانون کے مقدمہ ٹولر بنام
چیٹرٹن سے بخوبی ثابت ہوتی ہے اور یہ التوائی بہت کم تھی بہ نسبت اوسکے جو ایکٹ
۹ سنہ ۱۸۷۱ء کی حالت مین عطا ہوئی رپورٹ مقدمہ مذکور سے ثابت ہے کہ عدالت کامن پلینز
نے اون سابقہ فیصلجات پر عملدرآمد کیا جو بالکل جج اور لارڈ ٹنڈن چیف جسٹس نے صادر
کئے اور مقدمہ ٹولر بنام چیٹرٹن پر حال مین مقدمہ ملکہ بنام لیبرٹی آف براڈفورڈ ریلوے
کمپنی مین عملدرآمد کیا گیا اگر التوائے ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کو معاملات گذشتہ سے ملایا جاوے
تو جو مطلب ہم قانون سے نکالتے ہین اوس سے وہ حقوق نہین ہوتے جو اشخاص کو سابقہ
قوانین کے رو سے قبل نفاذ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء حاصل ہو چکے تھے ہماری راے مین دفعہ
۵۰ یا دفعہ ۲ ضمن ۱ ایکٹ مذکور مقدمہ ہذا سے متعلق ہے ہر دو دفعات مذکور بالا
مین لکھا ہے کہ جب روپیہ عند الطلب واجب الادا ہووے تو میعاد تین سال کے اندر اوس
وقت سے شروع ہوگی جب روپیہ طلب کیا جاوے اسی واسطے یہ مقدمہ قابل سماعت
ہے اگرچہ قبل ارجاع نالش تین سال سے زیادہ عرصہ تک طلب نکیا جاوے۔